بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (متفق عليه)

اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنادیتا ہے۔

مدارس کے لیے نصابی کتاب

جدید اور سہل انداز سے احکامِ شریعت امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ۔ کے مذہب پر کتاب و سنت سے دلیل کے ساتھ بنام

گلدستۂ فقہ

(GULDASTA-E-FIQH)

1

اُردو ترجمہ

الفقه الحنفي في ثوبه الجديد(العبادات ، أحكامِ طهارت)

مولفہ: عبدالحمید محمود طہماز-1937-2010ء۔ رحمه الله تعالی۔

ترجمہ و تسہیل

خالد حسین ازہری

ریشما مکاندار ازہریہ

زیرِ حمایت

الحاج سید قاسم صاحب قبلہ

بانی و سرپرستِ اعلی

جامعہ مقبولیہ اُردو ہائی اسکول، پونڈا، گوا (انڈیا)

نام کتاب: "گلدستۂ فقہ" اردو ترجمہ "الفقہ الحنفي في ثوبہ الجدید" [حصہ اول]۔

تصنیف: عبدالحمید محمود طہماز۔ رحمہ اللہ تعالی۔

ترجمہ و کمپوزنگ: خالد حسین ازہری و ریشما ازہریہ۔

صفحات: 236

سنہ اشاعت: ۱۴۴۴ھ / ۲۰۲۲ء۔

ناشر: مدرسۂ مقبولیہ، پونڈا، گوا، (انڈیا)۔

رابطہ نمبر: +91-9763706500–+91-7083554911

قیمت: 350

چند قابلِ ذکر مدارسِ اسلامیہ کے نام:

- جامعہ مقبولیہ اُردو ہائی اسکول، پونڈا، گوا۔
- جامعہ رضائے مصطفی گلشنِ رضوی رائچور۔
- جامعہ امام احمد رضا (کوکن) ضلع رتناگیری۔
- دارالعلوم انوارِ مصطفی گوگی شریف ضلع یادگیر۔
- جامعہ علیمیہ جمداشاہی ضلع بستی یوپی۔
- سنی دارالعلوم محمدیہ باولا مسجد ممبئی۔
- جامعہ حضرت نظام الدین اولیا ذاکر نگر نئی دہلی۔

كلمة التكريم لفضيلة الشيخ (اطال الله عمره مع الصحة والسلامة)

◆◆◆

حضرت العلّام الحاج مفتی قاضی محمد ابراہیم صاحب قبلہ، شیخ الحدیث جامعہ امام احمد رضا کوکن

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَبَدًا۔

اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَ اَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ

ترجمہ: افضل ترین علم موجودہ درپیش امور سے آگاہی حاصل کرنا ہے اور افضل ترین عمل اپنے احوال کی حفاظت کرنا ہے۔

اَلْفِقْهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَا وَ مَاعَلَيْهَا۔

ترجمہ: نفس کا اپنے نفع و نقصان کو پہچان لینے کا نام فقہ ہے۔

" فقہ "اسلامی تعلیمات کا نچوڑ، قرآنِ کریم کا خلاصہ، شریعت کا ترجمان اور اسلامی زندگی کے لیے مشعل راہ ہے۔ زندگی کا ایک ایک حصہ فقہ سے مربوط ہے، حتیٰ کہ اس کے بغیر انسانی زندگی ادھوری اور نامکمل سمجھی جاتی ہے۔ فقہ کا اطلاق اس فہمِ خاص پر ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی ضیاء پاشیوں سے ماخوذ ہو۔

فقیرِ قادری مقبولی "مدینۂ منورہ" میں شرف خاک بوسی کے لئے حاضر آیا تھا۔ اسی اثنا میں میرے عزیز عالی جناب "الحاج سید قاسم صاحب مقبولی فونڈا، گوا" نے ایک کتاب کی پی۔ڈی۔ایف۔ بھیجی جو عربی کتاب "الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید" جس کے مصنف "الشیخ عبدالحمید محمود طہماز" ہیں۔ کتاب عربی زبان میں ہونے کے ناطے اُردو خواں لوگوں کے لئے اس سے استفادہ کرنا بہت مشکل تھا۔ لوگوں کی آسانی کے لئے اس کتاب کو ترجمہ کرنے کی سعادت مولانا حافظ خالد حسین علیمی ازہری صاحب اور "جامعہ امام احمد رضا (کوکن)" کی فاضلہ عالمہ محترمہ ریشما مکاندار رضویہ (ازہریہ) نے عربی سے اُردو میں ترجمہ فرما کر بنام "گلدستۂ فقہ" کتاب کی ترتیب دے کر لوگوں کے لئے فقہی مسائل سمجھنے میں آسانی پیدا کردی ہے۔

بندہ عمرہ اور زیارتوں کی مصروفیت کے علاوہ رمضان المبارک کے روزوں کی وجہ سے اس کتاب "گلدستۂ فقہ" کا بالاستعاب مطالعہ نہ کر سکا۔ البتہ چیدہ چیدہ مقامات نظر سے گزریں۔ ترجمہ کو حتی المقدور عربی متن کی روح کو باقی رکھتے ہوئے مفہوم کو واضح اور بامحاورہ انداز میں ترجمہ کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی مفہوم اور مسئلہ کو ایک زبان سے کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا یہ کتنا مشکل امر ہے یہ ترجمہ کرنے والا اور اس کی مشکلات سے آگہی رکھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔

قابلِ مبارک باد ہیں یہ حضرات ان تمام کٹھن منزلوں کو پار کر کے ایک خالص علمی اور عربی فقہی کتاب کو اُردو قالب

میں ڈھال کر ترجمہ کیا اور اپنے مقصد کی پہلی منزل طے کرنے میں کامیابی حاصل کرلیں۔ الحمدللہ۔

یہ سچ ہے کہ رب کریم جس سے چاہے اپنے پسندیدہ دین کی جس انداز سے ہو خدمت لے یہ اس کی نوازش و کرم واحسان ہے۔

ہم دعاگو ہیں رب کریم اس کتاب کو مقبول عام و خاص بنائے۔ اور مصنف و مترجمان اور معاونین کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔ اور ان کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ مزید تصنیف و تالیف اور ترجمہ جیسی عظیم خدمات خلوصِ نیت کے ساتھ انجام دینے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت لے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(مفتی) قاضی محمد ابراہیم مقبولیؔ خادم جامعہ امام احمد رضا (کوکن) ضلع رتناگیری حالِ وارد مدینہ منورہ ۱۰/رمضان ۱۴۴۳ھ، اپریل 2022ء

یومِ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

شرفِ انتساب

والدین کریمین اور اساتذۂ کرام کے نام بالخصوص

حضرت العلام الحاج حافظ و قاری **قلندر رضوی صاحب** قبلہ شیخ الحدیث جامعہ رضائے مصطفی گلشنِ رضوی رائچور۔

صوفئ باصفا حضرت العلام مولانا الحاج **فروغ احمد اعظمی صاحب** قبلہ سابق پرنسپل جامعہ علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی۔

حضرت العلام مولانا **انوار احمد خان بغدادی صاحب** قبلہ پرنسپل جامعہ علیمیہ جمداشاہی بستی یوپی مقیم حال ۔بلغاروس۔یوروپ۔ استاذ: العلوم الاسلامیۃ اکادیمیۃ بلغار الاسلامیۃ ۔

مرحوم و مغفور والدِ گرامی الحاج **احمد حسین صاحب آنوری** گوگی شریف یادگیر کرناٹک ،اللہ جلّ مجدہ الکریم انہیں غریقِ رحمت فرمائے، اور ان کی قبر کو بقعۂ نور بنائے اور پسماندگان بالخصوص الحاجہ **والدۂ ماجدہ** کو صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرمائے اور درازئ عمر بالخیر عطا فرمائے

جن کی بہترین تربیت کی بدولت اس قابل ہوا

اور تمام بھائیوں اور بہنوں کو اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اٰمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واطیب التسلیمات۔

❁❁❁

فہرستِ مضامین

۱۔کلمة التكريم لفضيلة الشيخ (اطال الله عمره مع الصحة والسلامة) 3
۲۔پیش لفظ 12
۳۔مقدمۃ المؤلف 15
۴۔تمہید 18
۵۔فقہ کی تعریف 19
۶۔فقہ کا لغوی اور شرعی معنی ________ 19
۷۔غرض ________ 19
۸۔علمِ فقہ کا ثمرہ ________ 19
۹۔سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ 20
۱۰۔طہارت کی تعریف 22
۱۱۔طہارت کا لغوی معنی ________ 22
۱۲۔طہارت کا شرعی معنی ________ 22
۱۳۔اسلام میں طہارت کا مقام ومرتبہ 22
۱۴۔مشقی سرگرمیاں ________ 25
۱۵۔حصولِ طہارت کے ذرائع 28
۱۶۔پانی کا بیان 28
۱۷۔پانی 28
۱۸۔پانی کی تین قسمیں ________ 28
۱۹۔پہلی قسم: پاک کرنے والا پانی ________ 28
۲۰۔دوسری قسم: پاک پانی ________ 29
۲۱۔مستعمل پانی کے ناپاک نہ ہونے پر دلیل ________ 29
۲۲۔مستعمل پانی حدث کو پاک کرنے والا نہیں اس پر دلیل ________ 30
۲۳۔محدث کا اپنے ہاتھ کو برتن یا حمام کے حوض کے پانی میں داخل کرنے کا حکم ________ 31
۲۴۔تیسری قسم: ناپاک پانی ________ 33

۲۵۔ بہتے پانی کا حکم 37
۲۶۔ حمام کے حوض کا پانی 38
۲۷۔ کبوتر اور چڑیا کی بیٹ کا حکم 38
۲۸۔ لیکن ان اُڑنے والے پرندوں کی بیٹ کا حکم جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے 39
۲۹۔ ان جانوروں کے جوٹھے کا حکم جن کا گوشت کھایا جاتا ہے 40
۳۰۔ کتّا اور خنزیر کے جوٹھے کا حکم 40
۳۱۔ وحشی جانوروں کے جوٹھے کا حکم 40
۳۲۔ وحشی پرندوں کے جوٹھے سے پانی ناپاک نہیں ہو گا 40
۳۳۔ گھروں میں رہنے والے جانوروں کے جوٹھے کا حکم 41
۳۴۔ وضو اور غُسل کرنے کے بعد پانی کے ناپاک ہونے کا علم ہونا 41
۳۵۔ پانی میں مُردار جانور کے پائے جانے کے بعد پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم 41
۳۶۔ مشقی سرگرمیاں 42
۳۷۔ مٹی کا بیان 45
۳۸۔ مٹی سے پاکی حاصل کرنا طہارتِ حکمی ہے حقیقی نہیں 45
۳۹۔ مشقی سرگرمیاں 47
۴۰۔ کھرچنا 48
۴۱۔ مشقی سرگرمیاں 51
۴۲۔ پونچھنا 52
۴۳۔ مشقی سرگرمیاں 53
۴۵۔ زمین کا سوکھ کر پاک ہونا 54
۴۶۔ خُشک ہونے سے ناپاک زمین کے پاک ہونے پر دلیل 54
۴۷۔ مشقی سرگرمیاں 56
۴۸۔ حالت کے بدلنے سے حکم کا بدل جانا 57
۴۹۔ مشقی سرگرمیاں 58
۵۰۔ دِباغت کا بیان 59
۵۱۔ مشقی سرگرمیاں 63

۵۲۔ طہارت کی قسمیں 64
۵۳۔ مذکورہ چیزوں کے ناپاک ہونے پر دلیل 64
۵۴۔ نجاستوں کی وہ مقدار جو شرعاً معاف ہے 70
۵۵۔ نجاستِ غلیظہ 70
۵۶۔ مشقی سرگرمیاں ________ 72
۵۷۔ نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ 74
۵۸۔ نجاستِ مرئی اور غیر مرئی کو پاک کرنے کا طریقہ 74
۵۹۔ مشقی سرگرمیاں ________ 76
۶۰۔ استنجا کا بیان 78
۶۱۔ استنجا کے آلات 79
۶۲۔ استنجا کا طریقہ 80
۶۳۔ استنجا کا طریقہ بالتفصیل 80
۶۴۔ قضائے حاجت کے سنن و آداب 82
۶۵۔ مشقی سرگرمیاں ________ 87
۶۶۔ حدث سے پاکی حاصل کرنا 89
۶۷۔ وضو کا بیان 89
۶۸۔ وضو کی تعریف ________ 89
۶۹۔ وضو کا لغوی معنی ________ 89
۷۰۔ وضو کا شرعی معنی ________ 89
۷۱۔ وضو کا حکم بالاختصار ________ 89
۷۲۔ وضو کا حکم بالتفصیل ________ 90
۷۳۔ وضو صحیح ہونے کی شرائط 93
۷۴۔ مشقی سرگرمیاں ________ 94
۷۵۔ ارکان وضو 97
۷۶۔ فرض عَملی 97
۷۷۔ وضو کی سنتیں 100

۷۸۔ سنت کا لغوی معنی 100

۷۹۔ سنت ہُدیٰ، یا سنتِ مؤکدہ ____________ 100

۸۰۔ سنتِ غیر مؤکدہ 100

۸۱۔ وضو کی سنتیں بالتفصیل 101

۸۲۔ وضو کے مستحبات 110

۸۳۔ وضو کے مستحبات بالتفصیل 110

۸۴۔ مکروہاتِ وضو 115

۸۵۔ مکروہاتِ وضو بالاختصار 115

۸۶۔ مکروہاتِ وضو بالتفصیل 115

۸۷۔ نواقضِ وضو 116

۸۸۔ نواقضِ وضو بالاختصار 116

۸۹۔ نواقضِ وضو بالتفصیل 116

۹۰۔ مشقی سرگرمیاں ____________ 125

۹۱۔ معذور کا وضو 128

۹۲۔ معذور کی تعریف 128

۹۳۔ مشقی سرگرمیاں ____________ 130

۹۴۔ چَرمی موزوں پر مسح کا بیان 132

۹۵۔ چَرمی موزوں پر مسح کی مشروعیت 132

۹۶۔ چَرمی موزوں پر مسح کی شرائط 134

۹۷۔ چَرمی موزوں پر مسح کی شرائط بالتفصیل 134

۹۸۔ مسح کرنے کا طریقہ 136

۹۹۔ مسح کرنے کی مدت 137

۱۰۰۔ پائتابوں پر مسح کرنا 138

۱۰۱۔ مسح علی الخفین کے نواقض 139

۱۰۲۔ مشقی سرگرمیاں ____________ 140

۱۰۳۔ غُسل کا بیان 143

۱۰۴۔غُسل کاحکم 143
۱۰۵۔غُسلِ مسنون 147
۱۰۶۔غُسل کے فرائض 148
۱۰۷۔غُسل کی سنتیں 150
۱۰۸۔غُسل کی سنتیں تفصیلاً 150
۱۰۹۔مشق 152
۱۱۰۔حیض ونفاس کے تفصیلی احکام 154
۱۱۱۔حیض کی تعریف 154
۱۱۲۔اس کی شرعی تعریف 154
۱۱۳۔مشق 157
۱۱۴۔حیض کی شرطیں 158
۱۱۵۔حیض کا سبب 158
۱۱۶۔مشق 160
۱۱۷۔حیض کی مقدار 161
۱۱۸۔احناف کے نزدیک 161
۱۱۹۔شوافع کے نزدیک 161
۱۲۰۔حیض کے رنگ 163
۱۲۱۔حیض کارکن 164
۱۲۲۔طہر کابیان 165
۱۲۳۔مشق 166
۱۲۴۔حیض کے احکام 168
۱۲۵۔نماز کی حرمت 168
۱۲۶۔روزے کی حرمت 169
۱۲۷۔تلاوتِ قرآن کریم کی حرمت 170
۱۲۸۔اس چیز کو چھونے کی حُرمت جس میں مکمل آیت لکھی ہو 171
۱۲۹۔مسجد میں داخل ہونے کی حرمت 173

۱۳۰۔طواف کی حُرمت ______ 174

۱۳۱۔ جماع کی حرمت ______ 175

۱۳۲۔خون منقطع ہونے کے وقت غُسل کاوجوب ______ 177

۱۳۳۔مشق ______ 178

۱۳۴۔حیض کاآنااوراس کاختم ہونا 180

۱۳۵۔ابتدائے حیض والی عورت کابیان 180

۱۳۶۔عادت والی عورت کابیان 182

۱۳۷۔ معتادہ کے حیض کابند ہونا 186

۱۳۸۔مشق ______ 190

۱۳۹۔خون کاجاری رہنا 191

۱۴۰۔ معتادہ(عادت والی عورت)میں خون کاجاری رہنا 192

۱۴۱۔ مبتدِاَہ(ابتدائے حیض والی عورت)میں خون کاجاری ہونا 192

۱۴۲۔محیرہ(عادت کو بُھلادینے والی عورت) 197

۱۴۳۔مشق ______ 199

۱۴۴۔نفاس کابیان 201

۱۴۵۔نفاس کالغوی معنی 201

۱۴۶۔اس کی شرعی تعریف............ 201

۱۴۷۔گرنے والے جنین کے احکام 201

۱۴۸۔مقدارِنفاس کابیان 204

۱۴۹۔نفاس میں طہرِ متخلل 204

۱۵۰۔حیض ونفاس کے درمیان طہرِ متخلل 205

۱۵۱۔استحاضہ کابیان 208

۱۵۲۔استحاضہ کی لغوی تعریف ______ 208

۱۵۳۔اس کی اصطلاحی تعریف ______ 208

۱۵۴۔استحاضہ کے خون کاحکم 209

۱۵۵۔مشق ______ 210

۱۵۶۔ طہارتِ حکمی 212
۱۵۷۔ تیمم کا بیان 213
۱۵۸۔ تیمم کی تعریف 213
۱۵۹۔ تیمم کا جواز 213
۱۶۰۔ تیمم کا طریقہ 215
۱۶۱۔ تیمم صحیح ہونے کی شرطیں ________________ 216
۱۶۲۔ پہلی شرط: نیت کرنا ________________ 216
۱۶۳۔ دوسری شرط: تیمم کے عذرِ مبیح کا پایا جانا ________________ 217
۱۶۴۔ تیسری شرط: پاک مٹی سے تیمم کرنا ________________ 222
۱۶۵۔ چوتھی شرط: چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت مسح کا گھیرنا ________________ 224
۱۶۶۔ تیمم کی سنتیں ________________ 224
۱۶۷۔ نواقضِ تیمم ________________ 225
۱۶۸۔ مشقی سرگرمیاں ________________ 228
۱۶۹۔ پلاسٹر والی اور سادہ پٹّی پر مسح کا بیان 230
۱۷۰۔ مشقی سرگرمیاں ________________ 232
۱۷۱۔ برائے مضبوط رابطہ قاری اور ناشر کے درمیان 234

عرضِ ناشر

﴿طبعِ اول﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْأَكْمَلَانِ الْأَتَمَّانِ الْمُتَلَازِمَانِ عَلٰى حَبِيْبِهٖ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَ أَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ أَصْحَابِهٖ الْغُرِّ الْمَيَامِيْنَ وَ عَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

أَمَّا بَعْدُ:

ربِّ کائنات اللہ جَلَّ مَجْدُہُ الکریم نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک سراپا رُشد وہدایت معلم کائنات تاجدار خَاتَمُ النَّبِیِّین، مکینِ گُنبدِ خَضرا أَرْوَاحُنَا فِداهُ حُضُور شافعِ يَوْمُ النُّشُور سَيِّدُنا مُحَمَّدٌ رَّسولُ الله عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ أَطْيَبُ التَّسْلِيْمَاتِ کے ذریعہ اپنے پیغام کو عام و تام فرمایا، اور آپ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے قانونِ الٰہی کو جو عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہے، اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال کر قیامت تک آنے والی امتِ مسلمہ کی دین و دنیا کے تمام گوشوں میں مکمل رہنمائی فرمائی اور یہ کہہ کر کہ اُخروی زندگی اَبدی اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اور دنیا آخرت کی کھیتی، اور متاعِ قلیل ہے، اور اُخروی زندگی فانی دنیا کے بالمقابل بدرجہا بہتر اور ہمیشگی کا گھر ہے۔۔۔ متقی و پابندِ شرع انسان کے لیے کامیابی و سعادت مندی کی ضمانت دے دی، نیز زہد وورع اور تفقہ فی الدین کے لیے علم کا ہونا بہت ضروری ہے، ان تمام علومِ اسلامیہ میں بالخصوص عِلمِ فقہ کو جو انتہائی اَرْفَع و اَعْلٰی مقام حاصل ہے وہ جگ ظاہر ہے، جس علم کے سیکھنے سکھانے کو فرضِ عین و فرضِ کفایہ قرار دیا گیا اور جس علم کے خادم کے لیے سمندر کی مچھلیاں اور آسمانوں میں رحمت کے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں جس پر کائنات کی بقاء کا دارومدار ہے، اور علمائے ملتِ اسلامیہ نے زندگی کے جمیع مراحل میں امتِ مسلمہ کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے جیسا کہ اس علم کے سیکھنے سکھانے کی طرف رغبت دلاتے ہوئے اللہ تعالی نے اشارہ فرمایا: ﴿ وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴾ [1] ؛یعنی مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں، تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں [2]۔

---

[1] سورة الانعام الآية ١٢٢۔

[2] کنز الایمان فی ترجمة القرآن: مجددِ اعظم سیدی اعلی حضرت اِمام احمد رضا خان محدث بریلوی ۔علیہ الرحمۃ و الرضوان۔

توکہیں تَفَقُّه فِي الدِّين کوأَفْضَلُ الأَعْمَال کہا گیااور فَقِيْه کوخیرِ کثیر کا مژدۂ جانفزاسُنایا گیا، اور ساتھ ہی تَفَقُّه فِي الدِّين اُن اہم اُمور میں سے ایک ہے جس کا حُصول بحیثیتِ مُسلمان ضروری ہے، کیوں کہ حکمتِ خُداوندی اور معرفت الٰہی کا حصول، اس کی عبادت کے لیے، اور بغرض اِفادۂ مسلمین، زندگی کے جمیع مراحل میں احکامِ علمِ فقہ کواس کے دلائل کے ساتھ حاصل کرنا انتہائی ضروری امر ہے تاکہ راہِ حق وجادۂ مستقیم کواختیار کرکے باطل نظریات سے بچا جاسکے۔ اسی لیے جوامع الکلم شافعِ روزِ جزادافعِ جملہ بلا مصطفٰے جانِ رحمت شمعِ بزمِ ہدایت گلِ باغِ رسالت نوشہ بزمِ جنت۔ عَلَيْه اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَ اَطْيَبُ التَّسْلِيْمَات ۔ کاارشادِ صادق ومصدوق ہزار بار حق نشان ہے کہ :

فَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ [1]،

یعنی ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

آمدم بر سرِ مطلب یہ کتاب گلدستہ فقہ ایسی کتاب کا ترجمہ ہے جو ایک نئے اور آسان اسلوب میں افراط و تفریط سے کوسوں دوراور تقریباً تمام ضروری مسائل کا بالاختصار اِحاطہ کیے ہوے ہے اور اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ ازابتدا تا اِنتہا تقریباً ہر فرض وواجب حتی کہ سنن ومستحبات کو قرآن وحدیث اور ائمۂ مجتہدین کے اقوال کے ذریعہ علم کے موتیوں کو حسین دلائل کے ذریعے ایک لڑی میں پرو یا گیاہے۔

اللہ جلّ مجدہ الکریم ہم سب کو دینِ اسلام کی تعلیمات کو تمام لوگوں تک بالخصوص امتِ مسلمہ کے نوجوان طبقے تک پہنچانے کی توفیق رفیق عطافرمائے۔

بالخصوص درسِ نظامی کے طلبہ اور طالبات کی خدمت میں اُردو زبان میں ایک گوہرِ نایاب انمول تحفہ گلدستۂ فقہ کی صورت میں پیشِ خدمت ہے، جس کو ہدیۃً خرید کر قبول فرمائیں اور مزید خدمت کا موقع عنایت فرمائیں۔

یہ کتاب(**الفقه الحنفي في ثوبه الجديد**)مصنف:عبدالحمید محمود طہماز۔رحمه الله تعالی۔کی کتاب کا ترجمہ ہے چند چیزوں کے حذف (جزوی طور پر۔ تعریف الفقہ۔) اور کچھ اِضافہ کے ساتھ مثلاً:

- بطورِ استشہاد قرآنِ کریم کی آیات کو اُردو ترجمہ کنزالایمان کے ساتھ پیش کیا گیا۔
- بطورِ استشہاد احادیثِ نبویہ کے عربی متن کو اعراب سے مزین کیا گیا اور اُردو ترجمہ www.islamicurdubooks.com(اسلامک اردو بکس) سے لیا گیا۔
- اور عربی الفاظ کے معانی کو ویب سائٹ https://www.almaany.com سے درج کیا گیا۔
- ہر بیان سے پہلے ضرورۃً اجمالی فہرست بنائی گئی۔
- مناسب جگہوں پر ذیلی سرخیوں کا اِضافہ کیا گیا۔

---

[1] عن ابن عباس ـ رضى الله تعالٰى عنهما ـ صحيح البخارى۔

☜ فرائض، واجبات، سنن، مستحبات وغیرہ کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا۔

☜ اور مناسب جگہوں پر اہم مسائل کا مراجعہ کے نام سے حصۂ دوم میں بطورِ اختصار اسی ذیلی عنوان کے اختتام پر پیش کیا گیا۔

☜ مشقی سرگرمیوں کا اِضافہ طلبہ کی تقریبِ استحضار و اِستفہام کے پیشِ نظر کیا گیا۔

اس کتاب کا کئی بار مراجعہ کیا گیا مسائل، املا نویسی ترجمہ نگاری وغیرہ پر حتی المقدور بھرپور توجہ دی گئی پھر بھی اہلِ علم حضرات کی بارگاہ میں ملتمس ہوں کہ اپنے زریں مشوروں کے ساتھ اغلاط پر متوجہ فرمائیں عین کرم ہوگا، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی تلافی ممکن ہوسکے۔

اللہ جلّ مجدہ الکریم سے دعا ہے کہ اپنی شانِ رحیمی کے صدقے اور اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک رسولِ کریم رؤوف ورحیم ۔ﷺ۔ کے لُطف وکرم اور صدقے وطُفیل میں؛ کمی کوتاہی، سُستی وغفلت اور خطاونسیان کو درگزر فرماکر اس سعی ناتمام کو اپنی بارگاہِ بے نیاز میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور عند الناس مقبولِ عام وخاص فرمائے اور ہمیشہ حق بولنے حق کا ساتھ دینے اور تادمِ زیست ہمیں اور ہماری نسلوں کو مسلکِ اعلی حضرت پر چلتے ہوے شہرِ مدینہ میں شہادت والی موت، اور بقیعِ پاک میں مدفن نصیب فرمائے اور اس کتاب کے معاونین، مشاورین، قاریئین، مستفیدین اور ہم سب کی بلاحساب وکتاب مغفرت فرمائے۔

آمین یارب العلمین! بجاہ النَّبي الأمین وآلہ و صحبہ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین ۔

❁❁❁

مقدمۃ المؤلف

◆◆◆

الحمد لله رب العالمين، وأفضل الصلاة وأتم التسليم على سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين ۔

حمد و ثنا کے بعد:

بلا شک و شبہ اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں میں سے عصرِ حاضر میں علمائے ملتِ اسلامیہ کی ایک بہت بڑی جماعت مثالی اسلامی شریعت کے احکام کی طرف مائل ہونے لگی ہے ان احکامِ فقہیہ کے متعلق جو قرآنِ کریم اور احادیثِ نبویہ شریفہ مطہرہ سے مستنبط و ماخوذ ہیں ۔ اور جدید اختراعی بناوٹی قوانین کے فیصلوں میں کمی کوتاہیوں کے سبب اور ان کا ناکام ثابت ہونا ان کی ضروریات و مطالبات کے پورے کرنے میں لوگوں کے قانون سازی کی وجہ سے ان کی زندگی کے مختلف کاموں اور ادوار میں ۔

اور بعد اس کے کہ عالمِ اسلام داغدار ہوا شرق و غرب کے درآمد شدہ بناوٹی قوانین کی آگ کی لپیٹ میں آنے کے سبب اور اس کی کمی کوتاہیوں کی کڑواہٹ کو چکھنے کے بعد اور اس کے ناکام ثابت ہونے کا زمانہ چودھویں صدی ہجری کا دورانیہ ہے، اب اہلِ اسلام ان اسلامی شرعی فیصلوں کی تطبیق کی طرف رجوع کی تمنا اور آرزو کرنے لگے ہیں جو شرعی فیصلے اور احکام ابتدائے اسلام سے لے کر تیسری صدی ہجری کے اواخر تک پروان چڑھے ہیں۔ چنانچہ عالمِ اسلام اپنی تاریخ کے تمام مراحل میں اور اس کی مختلف امتوں اور قوموں میں اور اس کے مختلف ممالک میں ایسے کسی درآمد شُدہ قانون سے نابلد اور ناآشنا تھے جو غیر اسلامی اور غیر فقہ اسلامی ہو، خلافت عثمانیہ کے دورِ آخر تک اور اس کے کمزور ہونے کے دوران اور اس کے اضطرابی حالات سے دوچار ہونے کے وقت اور غیر مسلم ممالک کے اس پر غلبہ پانے کے زمانے تک ۔

اور پندرہویں صدی ہجری کی شروعات سے مسلمانوں کی توجہ اور ان کی نگاہِ اشتیاق اسلامی شریعت کی تطبیق کی طرف لوٹنے میں لگی ہے، اور ادھر ظالمانہ بناوٹی قوانین سے جلد یا بدیر چھٹکارہ پانے کی طرف لپکنے لگے ہیں اور ان مطالبات کی آوازیں بلند ہونے لگی ہیں، اور اس کے لیے کئی دور درازِ اسلامی ممالک میں نجی، قومی اور سرکاری سطحوں پر جلسے اور کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں ۔

ایسے میں علمائے ملتِ اسلامیہ اور خادمینِ اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس میدان میں لوگوں کو مسائل اور احکامِ شرعی سے قریب کرنے کی بھرپور کوششیں کریں، اور بامقصد علمی اسلوب میں شریعتِ مطہرہ کی معلومات کی رسائی کو ان کے لیے آسان بنائیں، ان دلائل کے ذریعے جو شریعتِ مطہرہ سے مستنبط ہیں، اور بلاشک و شبہ اسلامی شریعت دنیا میں بسنے والے سبھی لوگوں کے لیے ایک مکمل نمونۂ حیات اور آئیڈیل ہے فقہِ اسلامی میں ایک بیش بہا خزانہ موجود ہے جو کامیاب تجربات اور

آزمودہ اُصول سے مزین ہیں۔ پس یہ اِسلامی شرعی قوانین دنیا کے ہر چہار دانگِ عالم مشرق و مغرب شمال و جنوب کے آفاقی سطحوں کو گھیرے ہوئے ہیں، اور وہ کئی قوموں اور مختلف امتوں اور دور دراز بین الاقوامی سطح کے لوگوں پر تطبیق دیے ہوئے ہیں، اور آسان شرعی قوانین اُتارے گئے نشیبی اور پست علاقے والوں اور بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹی والوں کے لیے نرم مزاج اور گرم طبیعت دونوں کے لیے راس آئیں، ترقی یافتہ اور پسماندہ دونوں طبقوں کے لیے، اور وہ ان تمام امتوں اور قوموں کے لیے پیش کیے گئے جو اپنے لاینحل اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے اس کی طرف رجوع کریں سب سے آسان اور سہل اسلوب میں چنانچہ کوئی ضرورت ایسی نہیں رہ گئی جو پوری نہ کی گئی ہو اور نہ کوئی ایسا مطلوبہ مسئلہ اور دستاویز رہ گیا جو تشنہ لب ہو اور اس کا حل نہ پیش کیا گیا ہو، تو ہم مسلم معاشرہ پر حرام ہے کہ ہم دوسروں کے دستِ نگر رہیں اور دستِ سوال دراز کریں جب کہ ہم اغنیاء ہیں اور ہم دوسروں کے دستر خوان پر طفیلی بن کر جائیں ہاں ہاں یقیناً ہم کرم فرما سادات و اشراف میں سے ہیں اور حق سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب مبین میں سچ فرمایا: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ﴾[1] **یعنی** تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لیے۔

مہمیز دینے کے لیے ہمیں یہ کہنا کافی ہے ان لوگوں کے لیے جو کتے کی طرح زبان باہر نکال کر ہانپتے ہوئے دوڑ لگاتے ہیں کھجور کی چمک دار چھال اور رسی اور دھوکہ دہ سراب یعنی دوپہر کے وقت دھوکہ دینے والی سفید چمک دار ریتیلی زمین کے پیچھے پانی کی تلاش میں سرگرداں، چنانچہ ہم نے قبضہ میں نہیں لیا مگر ہوا کو اور ہم نے اختیار نہیں کیا مگر بدبختی اور بربادی کو، اور گویا کہ آنے والی آیات کریمہ جو ہمارے درمیان نازل کی گئی ہیں: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۔ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ﴾[2]، **یعنی** اور اے محبوب! انھیں اس کا احوال سُناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اُسے اُٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے یہ حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سُناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں ۔ کیا بُری کہاوت ہے ان کی جنھوں نے ہماری آیتیں جُھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا بُرا کرتے تھے۔

اور اس علمی سلسلہ میں فقہ حنفی کے احکام اور اس کے دلائل ہیں قبولیت کی امید کرتے ہوئے عجز و انکساری کے مکمل

---

[1] ۔سورۃ المائدۃ: ۵۰۔

[2] ۔ سورۃ الاعراف: ۱۷۵۔۱۷۷۔

اعتراف کے ساتھ، اور فقہ اسلامی کے دُرُست ترین فیصلوں کو اپنے اوپر لازم کر لے نے کی طرف توجہ دلاتے ہوے، اور بامقصد علمی اسلوب کے ذریعہ اس کی طرف بلانا ہے اس کے احکام کو تصلب کے ساتھ اپناتے ہوے۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی بارگاہِ صمدیت میں دست بدعا ہوں کہ اس کوشش کو اپنی رضامندی و خوشنودی کا ذریعہ بنائے، اور اس سے پوری نوجوان امتِ مسلمہ کو خوب مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ تعالی ان کے دلوں میں اس کے احکام کی بجاآوری کو عملی طور پر لازم و نافذ کر لینے کے فکر و خیال کو ڈال دے، بے شک وہی اس کا حامی و مددگار ہے اور اس پر قادر ہے۔ وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله و أصحابه و سلم ۔

عبد الحميد محمود طهماز۔رحمه الله تعالى۔

مكة المكرمة في ١٤١٨/١٠/١٢هـ

الموافق ١٩٩٨/٢/٩م۔

① علمِ فقہ کی تعریف موضوع اور غرض وغایت۔

② سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی تعریف۔

فقہ کی تعریف

فقہ کالغوی اور شرعی معنیٰ:

فقہ کالغوی معنی ہے،سمجھنا۔ جیسے :**مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ**، یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین(کی سمجھ) کافقیہ بنا دیتا ہے [1]، ﴿۔۔۔وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔۔۔﴾[2] ،یعنی ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھ سکتے۔

فقہ کا اصطلاحی معنیٰ :

ان احکامِ شرعیہ عملیہ کا علم جو شریعت مطہرہ کے تفصیلی دلائل سے حاصل کیے گئے ہوں اور کبھی نفسِ احکام پر فقہ بولا جاتا ہے ۔

فقہ کاموضوع:

عام طور پر بندوں میں سے مکلفین کے افعال ہیں، چنانچہ وہ انسان کے تمام تعلقات کو شامل ہے اس کا اپنے رب کے ساتھ ، اپنی ذات کے ساتھ ،اور اپنے معاشرے کے ساتھ ۔

غرض:

دارین کی کامیابی، اور علم فقہ کے ذریعہ شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کی طاقت وقدرت پیدا کرنا۔

علمِ فقہ کاثمرہ:

فقہ اور اس پر عمل کا ثمرہ، مکلف کے نیک وصالح ہونے کی صورت میں،اور اس کی عبادت کے صحیح ہونے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے،اور اس پر مداومت کے ساتھ چل کر جب معاشرے کا ایک فرد نیک اور صالح ہوتا ہے، تو پورا معاشرہ نیکو کار ہو جاتا ہے، تونتیجۃً دنیاوی زندگی میں ہی سعادتِ اُخروی نصیب ہوگی اور زندگی بھی خوشحال ہوجائے گی، اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی جنت حاصل ہوگی[3]۔

---

[1] -متفق عليه۔

[2] ۔ الاسراء: ۴۴۔

[3] ۔ (عفي عنه) الفقه الميسر مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف ۔ المدينة النبوية المنورة۔،۱۴۳۲ھ۔

سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ کو کوفہ میں ہوئی اور ۱۵۱ھ کو انتقالِ پُرملال بغداد شریف، عراق میں ہوا، سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کا نام نعمان بن ثابت ہے، جو فقہ کے اولین مرتبینِ کُتب میں شمار کیے جاتے ہیں، اور ساداتِ تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور آپ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کا شمار عظیم صحابیِ رسول سیدنا عبداللہ بنِ مسعود۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے تلامذہ میں ہوتا ہے اسی لیے کسی نے کیا خوب کہا کہ: علمِ فقہ کی بنیاد سیدنا عبداللہ بنِ مسعود۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نے رکھی اور اس کو سینچا، سیدنا علقمہ بن قیس نے، جنھوں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور امیر المومنین سیدنا علی بنِ ابی طالب، سیدنا ابو درداء، اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام۔ علیہم الرضوان۔ سے براہِ راست اکتسابِ فیض کیا تھا ۔ اور سیدنا ابراہیم نخعی ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نے سینچی ہوئی فصل کو کاٹا، اور سیدنا حماد بنِ مسلم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کوفی نے کٹی ہوئی فصل کو صاف کر کے قابلِ استعمال بنا دیا یعنی توضیح و تنقیح کی جو امام کے شیخ ومربی ہیں فرما تے ہیں کہ میں نے ہر نماز میں اپنے والد کے ساتھ سیدنا ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے لیے دُعائے مغفرت کی ہے اور اس کو پیسا ہے سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نے یعنی اُصول اور فروع کے طریقے وضع کیے اور اس کو گوندھا ہے سیدنا ابو یوسف ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱۱۳ھ۔۱۸۲ھ) نے یعنی امام کے اصول و قواعد میں دقتِ نظر اور باریک بینی سے نظرِ ثانی کیا اور ان قواعد و اصول کی روشنی میں مزید احکام اور فروع کا اِستنباط و استخراج کیا، اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم جو قاضی القضاۃ کے عظیم منصب پر فائز تھے اور امامِ اعظم کے خاص شاگرد تھے، خطیبِ بغدادی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابو یوسف نے امامِ اعظم ابو حنیفہ کے مذہب پر اصولِ فقہ میں کتابیں لکھیں اور مسائلِ شرعیہ کا املا کروا کر انھیں چھپوائیں اور روٹی بنائی سیدنا امام محمد بنِ حسن شیبانی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ متوفی ۱۸۹ھ نے جو امامِ اعظم ابو حنیفہ کے مذہب میں شاگردِ ثانی کہلاتے ہیں، جنھوں نے مسائلِ احناف کی روشنی میں مذہبِ حنفی کی بنیاد رکھی اور خطیبِ بغدادی نے ربیع سے روایت کیا ہے، جو سیدنا امامِ شافعی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے شاگرد ہیں آپ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا، میں نے امامِ شافعی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ: علمِ فقہ میں لوگ امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے محتاج ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنھیں تائیدِ ایزدی سے علمِ فقہ میں نمایاں کام کرنے کی توفیق نصیب ہوئی [1]۔

[1]۔ رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۳۵۔

حصۂ اوّل

طہارت کے احکام

① طہارت کی تعریف

② اسلام میں طہارت کا مقام و مرتبہ

③ مشقی سرگرمیاں

طہارت کی تعریف

◆◆◆

طہارت کا لغوی معنی ہے: گندگیوں سے پاکی حاصل کرنا حِسی ہو جیسے نجاسات، اور معنوی ہو جیسے عیوب اور گناہ۔

پاک کرنا: نظافت حاصل کرنا، اور پاکی کا عملِ آراستگی۔

طہارت کا شرعی معنی ہے: حدث یا خُبث سے پاکی حاصل کرنا۔

اور حدث: ایک ایسا وصفِ شرعی ہے جو اعضاء میں جاری ہوتا ہے تو طہارت کو ختم کر دیتا ہے [1]، جیسے اگر متوضی پر ناقضِ وضو میں سے کوئی چیز طاری ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، پس جس وقت یہ وصفِ شرعی اس پر طاری ہو جائے تو اس کے وضو کو زائل کر دے گا۔

اور خبث یعنی میل: ہر وہ شیء جس کو شرع گندگی قرار دیتی ہے، جیسے بول و براز اور بہتا خون ۔

اسلام میں طہارت کا مقام و مرتبہ

اسلام نے طہارت کا بہت زیادہ اِہتمام کیا ہے؛ انسان کو اس کی سخت ضرورت در پیش ہونے کی وجہ سے دینی و دنیاوی دونوں معاملات میں:

① چوں کہ طہارت نماز کی کنجی ہے، اور اسلام میں نماز کی جو اہمیت ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، قَوْلَهُ تَعَالیٰ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَ إِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾[2]، یعنی اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ، اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمھیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔

اور نبی پاک - ﷺ - نے اِرشاد فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ اَلطُّهُوْرُ، وَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ، وَ تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ [3]، یعنی نماز کی کنجی پاکی حاصل کرنا ہے، اور تکبیرِ تحریمہ نماز کی خارجی چیزوں کو حرام کر دیتی ہے، اور سلام پھیر دینا نماز کی خارجی چیزوں کو حلال کر دیتا ہے ۔

---

[1] - رد المحتار ١/٨٥۔

[2] - سورة المائده : الآيۃ 6 ۔

[3] -رواه أحمد، أبو داود، والترمذي۔

اور جب حدث نمازی کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے تو وہ محدث پر بند تالے کی طرح ہو جاتا ہے، اور جب اس کا حدث طہارت کے ذریعہ زائل ہوتا ہے تو تالا کھل جاتا ہے اور مانع زائل ہو جاتا ہے۔

② طہارت بھی ایمان کا ایک جزء ہے، نبی پاک - ﷺ - نے ارشاد فرمایا: **اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ - - -**[1]، یعنی پاکی ایمان کا حصہ ہے، اور الحمد للہ پڑھنا (بروزِ قیامت) میزان عدل کو بھر دے گا۔۔۔۔

اور طہور سے مراد: بدن کو ظاہری گندگیوں اور نجاساتِ حکمیہ و حقیقیہ سے پاک کرنا، اور باطنی نفس کو شکوک و شبہات اور لایعنی باتوں سے پاک کرنا ہے، اور طہور اس معنی کی بنیاد پر ایمانِ کامل کے ایک بہت بڑے حصّے کو شامل ہوتا ہے، جو تصدیق، اِقرار اور عمل سے مرکب ہے[2]۔

اور بعض لوگوں نے کہا: کہ اس سے مراد وضو نماز کا ایک حصہ ہے؛ کیوں کہ ایمان کا اطلاق نماز پر ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالی کا قول: ﴿ **وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ** ﴾[3]، **یعنی** اور اللہ کی شان نہیں کہ تمھارا ایمان اِکارت کرے، یعنی تمھاری وہ نمازیں جو تحویلِ قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے پڑھی گئیں[4]۔

③ طہارت انسان کی فطرتِ سلیمہ کو ظاہر کرتی ہے، اور ایک نمونۂ حیات ہے جو انسان کی اعلی تہذیب اور اس کے ترقی یافتہ ہونے کی عکاسی کرتی ہے، نبی پاک - ﷺ - نے ارشاد فرمایا: عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ، قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَ قَصُّ الْأَظَافِرِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَ نَتْفُ الْإِبْطِ، وَحَلَقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ، قَالَ مُصْعَبُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ - أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ - وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ -[5]، **یعنی** دس چیزیں فطرتِ سلیمہ سے ہیں، مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے کے بال مونڈنا، اور پانی سے استنجا کرنا، راوی کہتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا، شاید کلی کرنا ہو۔

④ طہارت اللہ تعالی کی محبت اور اس کی رِضا حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالی کا قول: ﴿ **إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** ﴾[6]، **یعنی** بے شک اللہ تعالی توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

---

[1] -رواه مسلم۔

[2] -ملاحظہ ہو: فیض القدیر للمنادی ۲۹۰/۴۔

[3] -سورة البقرة :الآية ۱۴۳۔

[4] -بدائع الصنائع ۲۰/۱۔

[5] -رواه مسلم واصحب السنن - والبراجم :عقد الاصابع ومفاصلها - وانتقاص الماء: الاستنجاء۔

[6] - سورة البقره الآية ۲۲۲۔

اور نیز فرمایا: ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [1]، یعنی اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا، بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

⑤ طہارت ان اہم امور میں سے ہے جس کے ترک کرنے پر انسان کو اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا، اس کے عقیدے کے متعلق پوچھے جانے کے بعد، سیدنا ابنِ عباس -رضی الله تعالی عنہما- سے مروی ہے کہ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ.[2]، **یعنی** (ایک مرتبہ) رسول اکرم -ﷺ- دو قبروں پر گزرے تو آپ -ﷺ- نے ارشاد فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، بلکہ ان میں سے ایک پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چُغل خوری کیا کرتا تھا.

⑥ طہارت بروزِ قیامت چہروں کو پُر نور اور ان کو چمک دار بنانے کا ایک حسین ذریعہ ہے، نبی پاک -ﷺ- نے فرمایا: إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔[3] ، **یعنی** بے شک میری اُمت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے، تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے بڑھالے یعنی وضو اچھی طرح کرے۔

⑦ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ طہارت امراض سے بچنے اور معاشرے میں بیماری پھیلنے سے روکنے کا ایک اہم سبب ہے اور اسی وجہ سے اسلام نے بدن اور کپڑے کی پاکی کا حکم دیا ہے، اور ماحول و معاشرہ کو مداومت کے ساتھ صفائی پر توجہ دلائی ہے، نبی پاک -ﷺ- نے فرمایا: (اِتَّقُوْا اللَّعَّانَيْنِ) قَالُوْا: وَ مَا اللَّعانَانِ؟ قَالَ: الَّذِيْ يَتَخَلَّى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ۔[4]، **یعنی** دو لعنتوں سے بچو جاں نثار صحابۂ کرام۔ علیھم الرضوان۔ نے عرض کیا: وہ دو لعنتیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: لوگوں کے راستوں میں چاہے وہ راستے کے کنارہ پگڈنڈی ہو یا درمیانِ طریق ہو یا پھلدار سائے میں ہو، پیشاب پاخانہ کرنا ہے، جس سے پھل ناپاک ہو کر ضائع ہو جاتے ہیں یا لوگوں کو اُس سے اَذِیَّت پہنچتی ہے۔

---

[1] -سورة التوبة الآية ۱۰۸۔

[2] -رواه البخاری (۲۱۸)۔

[3] -رواه البخاری ومسلم -والغرة: وہ سفیدی جو گھوڑے کی پیشانی پر ہوتی ہے اور التحجیل: وہ سفیدی جو گھوڑے کے گھٹنوں میں ہوتی ہے اور مراد وہ نور ہے جو قیامت کے دن امتِ محمدیہ کے چہروں پر ہو گا۔

[4] -رواه مسلم۔

جیسا کہ اسلام نے گھروں، راستوں اور صحنوں کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کیا ہے، ہادی کونین۔ ﷺ ۔نے امتِ مسلمہ کی رہنمائی کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: **إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ يُّحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيْفٌ يُّحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيْمٌ يُّحِبُّ الْكَرَمَ، جَوَّادٌ يُّحِبُّ الْجُوْدَ، فَنَظِّفُوْا أَفْنِيَتَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ۔**[1] **یعنی** ((بے شک اللہ سبحانہ وتعالی تمام عُیوب اور نقائص سے منزہ ہے اور اَضداد و اَمثال سے پاک ہے، اور طیبِ حال وصدقِ مقال یا عمدہ خوشبو کو پسند فرماتا ہے یعنی اپنے بندوں سے اس کے استعمال کو پسند فرماتا ہے اور ان کے اس عمل سے راضی ہوتا ہے، وہ پاک ہے اور ظاہری و باطنی صفائی کو پسند فرماتا ہے، (اور ایک نسخہ میں یا کے تشدید کے ساتھ آیا ہے تو اس طیبات سے مراد عقائد، اقوال، افعال، اخلاق، اور احوال کی صفائی سے متّصف ہونا ہے) وہ کریم ہے اور کرم کرنے کو پسند فرماتا ہے، بڑا سخی ہے اور سخاوت کرنے کو پسند فرماتا ہے، لہذا اپنے صحنوں اور دالانوں کو حتی المقدور صاف ستھرا رکھا کرو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچو عدمِ صفائی و پاکیزگی اور قلتِ تطیب اور کثرتِ بُخالت اور خسیس حرکتوں سے بچتے ہوئے))۔

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: طہارت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیے۔

س: طہارت کی اہمیت پر احادیثِ مبارکہ لکھیے۔

س: وہ کون سی چیز ہے جو نمازی کو نماز پڑھنے سے روکتی ہے؟

س: حدث کو کون سی چیز زائل کرتی ہے؟

س: طہور سے کیا مراد ہے لکھیے۔

س: طہارت سے انسان کی کون سی فطرت کا اظہار اور کس چیز کی عکاسی ہوتی ہے؟

س: دس چیزیں فطرتِ سلیمہ سے ہیں شمار کیجیے۔

س: قیامت کے دن نبی پاک۔ ﷺ ۔کی امت کے اعضاء کس سبب سے چمک رہے ہوں گے؟

س: وہ دو لعنتیں کون سی ہیں جن سے نبی پاک۔ ﷺ ۔نے بچنے کا حکم دیا ہے؟

---

[1] ۔الترمذی۔

درج ذیل خالی جگہوں کو پُر کیجیے:

الف - طہارت نماز کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے.

ب- الطهور ---------- الایمان .

ج- طہارت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاصل کرنے کا ذریعہ ہے.

د- ایک شخص کو عذاب دیا جارہا تھا کیوں کہ وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے احتیاط نہیں کرتا تھا.

ھ- اللہ تعالی پاک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو پسند فرماتا ہے، وہ کریم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو پسند فرماتا ہے، بڑا سخی ہے اور ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا اپنے صحنوں اور دالانوں کو حتی المقدور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھا کرو .

❁❁❁

حصولِ طہارت کے ذرائع

① پانی کا بیان

- پانی کی قسمیں: پاک کرنے والا پانی، مستعمل پانی، ناپاک پانی۔
- پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کی صورت جب کہ وہ قلیل ہو۔
- پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کی صورت جب کہ وہ کثیر ہو۔
- قلیل اور کثیر پانی کے درمیان امتیازی فرق کی تعریف ۔
- پانی کے قلیل و کثیر ہونے کا اعتبار وقوعِ نجاست کے وقت کا ہوگا ۔
- بہتے پانی کا حکم۔
- حمام کے حوض کے پانی کا حکم ۔
- کبوتر اور چڑیا کی بیٹ کا حکم۔
- اُن اڑنے والے پرندوں کی بیٹ کا حکم جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے۔
- سمندری جانوروں کے پانی میں مرنے سے اس پانی کا حکم۔
- جن جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا ان کے پانی میں گر جانے سے اس پانی کا حکم۔
- جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے جوٹھے کا حکم۔
- کُتّا اور خنزیر کے جوٹھے کا حکم ۔
- وحشی جانوروں کے جوٹھے کا حکم ۔
- وحشی پرندوں کے جوٹھے کا حکم۔
- گھروں میں رہنے والے جانوروں کے جوٹھے کا حکم۔
- وضو اور غسل کرنے کے بعد پانی کے ناپاک ہونے کا علم ہونا ۔
- پانی میں مُردار جانور کے پائے جانے اور اس پانی سے وضو وغسل کر کے پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم۔

حصولِ طہارت کے ذرائع

اور وہ بالاجمال یہ ہیں: ①۔پانی، ②۔مٹی، ③۔رگڑنا، ④۔پونچھنا،
⑤۔ زمین کا سوکھ کر پاک ہونا، ⑥۔ حالت کے بدلنے سے حکم کا بدل جانا، ⑦۔دباغت دینا۔

پانی کا بیان
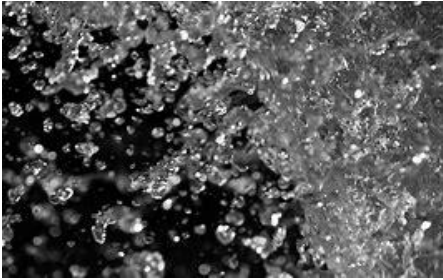
پانی پاکی حاصل کی جانے والی انتہائی اہم اشیاء میں سے ایک ہے، اور رفعِ حدث اور اِزالۂ نجاست میں سب سے زیادہ اس کا استعمال کیا جاتا ہے، اللہ تعالی نے انسان پر پانی جیسی عظیم نعمت کے متعلق احسان جتلاتے ہوے فرمایا، جو طہارت کے اہم ذرائع اور وسائل میں سے ایک ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا﴾[1] ، **یعنی** اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا پاک کرنے والا، اور اہلِ بدر پر احسان کے ضمن میں فرمایا: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾[2]، **یعنی** اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا کہ تمھیں اس سے ستھرا کر دے۔

پانی کی تین قسمیں ہیں:

①۔پاک کرنے والا پانی ②۔ پاک پانی ③ ۔ ناپاک پانی ۔

پہلی قسم: پاک کرنے والا پانی: جو فی نفسہٖ پاک اور اپنے غیر کو پاک کرنے والا ہے ۔

اور اس کو ماءِ طہور کہا جاتا ہے، اور صاف و شفاف پانی وہ ہے جو اپنی خلقتِ اصلیہ کے اوصاف پر باقی ہو، چنانچہ اس میں کوئی چیز نہ ملی ہو جس سے وہ مقید ہو جائے، جیسے بارش کا پانی، سمندر کا پانی، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ﴾ [3] ،**یعنی** کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔ اور جب آپ - ﷺ -سے سمندر کے پانی سے وضو کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ - ﷺ -نے ارشاد فرمایا: **هُوَ الطُّهُوْرُ مَاؤُهُ، اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔** [4]،**یعنی** سمندر کا پانی پاک، اور اس کا مُردار حلال ہے ۔

---

[1] ۔سورة الفرقان: آية نمبر ۴۸۔

[2] ۔سورة الانفال الآية : ۱۱۔

[3] ۔سورة الزمر : آية نمبر ۲۱۔

[4] ۔رواه احمد واصحاب السنن و قال الترمذي: حسن الصحيح۔

اور ماءِ طہور میں سے نہر کا پانی، اولے اور برف سے پگھلا ہوا پانی اور چشمہ کا پانی ہے۔

اعضائے وضو سے گرتا ہوا پانی

دوسری قسم: پاک پانی : جو فی نفسہٖ پاک اور طاہر ہے مگر حدث کو پاک کرنے والا نہیں

اور یہ پانی حدث کو دور نہیں کرے گا، مگر نجاست کو پاک کرے گا، اس کا پینا اور اس سے آٹا گوندھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ اور یہ وہ پانی ہے جو حدثِ اصغر یا حدثِ اکبر کو دفع کرنے میں استعمال کیا گیا ہو، یا حصول ثواب کی نیت سے بدن میں استعمال کیا گیا ہو۔

چنانچہ اگر وہ ادائیگئ سنت کی نیت سے کھانے سے پہلے یا اس کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے، تو وہ پانی جس سے اپنے ہاتھ دھوئے مستعمل ہوجائے گا، اور اگر ہاتھوں کو گندگی زائل کرنے کی نیت سے دھوئے، تو وہ مستعمل نہیں ہوگا، اور اسی طرح ماءِ مستعمل غیر بدن میں استعمال کرے، جیسے کپڑے اور برتنوں کا دھونا، تو وہ شرعاً مستعمل شمار نہیں ہوگا۔

اور دھوئے جانے والے عضو سے صرف اس کے چھونے سے پانی مستعمل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ عضو سے جدا نہ ہو جائے، اور گر کر اپنی جگہ رُک نہ جائے، یا زمین تک نہ پہنچ جائے، پس اگر پانی دھونے کے دوران ایک عضو سے دوسرے دُھلے جانے والے اعضاء میں سے کسی عضو پر گرے، تو وہ اس پانی کو اس عضو پر پھیرے اور اس پانی سے اس کو دُھلے، تو اس کا دھونا صحیح ہوگا [1]۔

مستعمل پانی کے ناپاک نہ ہونے پر دلیل :

①۔بے شک وہ نبی پاک ﷺ سے مروی نہیں ہے اور نہ ہی صحابۂ کرام. علیہم الرضوان - میں سے کسی سے، ماءِ مستعمل سے بچتے ہوے، طہارت میں ان کے احتیاط برتنے کے ساتھ، اور قلیل نجاست سے ان کا بچنا اگرچہ وہ پوشیدہ ہو، چنانچہ ان سب باتوں سے اس کے پاک ہونے پر دلالت ہوئی ۔

②۔سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ : جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ، وَ أَنَا مَرِيْضٌ لَا أَعْقِلُ، فَتَوَضَّأَ صَبَّ عَلَيَّ مِنْ وُضُوْئِهٖ فَعَقَلْتُ۔[2] **یعنی** اللہ کے پیارے رسول ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، جب کہ میں بیمار اور بے ہوشی کے عالم میں تھا، اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے (اِفاقہ ہوگیا) ہوش آگیا۔

---

[1] ۔ رد المحتار ۱/ ۲۰۰۔

[2] ۔بخاری نے روایت کی (۱۹۴)۔

سیدنا سائب بن یزید۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَقِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَ دَعَا لِيْ بِالْبَرْكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وُضُوْئِهِ[1]، یعنی میری خالہ مجھے نبی کریم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: کہ یا رسول اللہ! ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ میرا یہ بھانجا بیمار ہے، آپ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی، پھر آپ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ نے وضو کیا اور میں نے آپ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔

اور سیدنا محمود بن ربیع ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سے مروی ہے: وَ إِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وُضُوْئِهِ [2]، **یعنی** اور جب اللہ کے پیارے رسول ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ وضو فرماتے تو آپ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کے بچے ہوے وضو کے پانی پر صحابۂ کرام ۔ رضی اللہ تعالی عنہم ۔ جھگڑنے کے قریب ہوجاتے تھے ۔

وجہِ دلالت: مذکورہ احادیث میں مستعمل پانی کے پاک ہونے پر دلالت ہوتی ہے، یہ پانی اگر ناپاک ہوتا تو نبی کریم ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ سیدنا جابر ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ پر نہ بہاتے، اور نہ صحابۂ کرام ۔ علیہم الرحمۃ والرضوان ۔ اس سے برکت حاصل کرتے، اس لیے کہ ناپاک چیز میں کوئی برکت نہیں ہوتی[3] ۔

③ ۔ محدِث کا جسم حدثِ اصغر یا اکبر سے متّصف ہو تو وہ نجاستِ حقیقی کی طرح شمار نہیں ہوگا، چنانچہ وہ پانی بھی ناپاک نہیں ہوگا جو اس محدث کے جسم سے ملے، آپ ۔ علیہ الصلاۃ و السلام ۔ نے فرمایا: إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔[4]، **یعنی** مومن تو ناپاک نہیں ہوتا۔

آپ ۔ علیہ الصلاۃ و السلا م ۔ نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔ سے فرمایا: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ [5]، **یعنی** بے شک تمھارا حیض تمھارے ہاتھ میں نہیں ہے ۔

مستعمل پانی حدث کو پاک کرنے والا نہیں اس پر دلیل:

① ۔ سیدنا ابو ہریرہ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سے مروی ہے اللہ کے پیارے رسول ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے فرمایا: لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِيْ الْمَاءِ الدَّائِمِ، وَهُوَ جُنُبٌ، فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا [6]، **یعنی** تم میں سے کوئی رُکے ہوے پانی میں غُسل نہ کرے، جب کہ وہ جنبی ہو، تو آپ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے تقریبِ فہم کے لیے استفسار فرمایا: تو وہ

[1] ۔ صحيح البخاری (١٩٠)۔ والوقع وجع فی القدمین۔
[2] ۔صحيح البخاری (١٨٩)۔
[3] ۔ انظر فتح الباری ج١ ص ٢٩٦۔
[4] ۔ صحيح البخاری (٢٨٥)۔
[5] ۔صحيح مسلم (٢٩٨)۔
[6] ۔ صحيح مسلم (٢٨٣) ۔

کیسے کروگے اے ابو ہریرہ؟ چنانچہ انھوں نے کہا: چُلّو سے تھوڑا تھوڑا کر کے نکالے۔

مذکورہ حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ رُکے ہوے پانی میں غوطہ لگانا منع ہے، تاکہ وہ مستعمل نہ ہو جائے، چوں کہ دوسرے شخص پر اس سے استفادہ کرنا ممنوع ہو گا، اور صحابیٔ رسول مخاطب کی مراد کو اپنے غیر سے بہتر جانتے ہیں [1]۔

② ۔ماء مستعمل کو جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔سے منقول نہیں اور نہ اسفار میں اس کو ساتھ لے جانا منقول ہے اس کی سہولت کے باوجود اور اس کے اسباب پائے جانے یعنی پانی نہ پائے جانے کی صورتوں کے باوجود، اور نہ ان میں سے کسی سے یہ مروی ہے کہ اس پانی کو جس کو اپنے وضو سے بہایا ہو یا اپنے علاوہ کسی غیر کے وضو کا استعمال شدہ پانی لیا ہو، پھر اس کو کسی برتن میں جمع کر کے اسی سے وضو کیا ہو، چنانچہ تمام صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔نے بالاجماع ماءِ مستعمل کو ترک کیا اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ وہ پاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے [2]۔

محدث کا اپنے ہاتھ کو برتن یا حمام کے حوض کے پانی میں داخل کرنے کا حکم:

پانی کابرتن

اور محدث چاہے اس کو حدثِ اصغر لاحق ہو یا اکبر، اگر اپنے ہاتھ کو دھونے سے پہلے برتن یا حمام کے حوض میں داخل کرے، تو وہ مستعمل نہیں ہو گا، باوجودیکہ پانی میں ہاتھ داخل کرنے کی وجہ سے حدث اس کے ہاتھ سے زائل ہو گیا، چنانچہ قیاس یہی تھا کہ وہ مستعمل ہو جائے، لیکن ضرورۃً قیاس کو ترک کر دیا گیا، اور اس پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ. مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِيْنَا فِيْهِ۔[3]، **یعنی** میں اور نبی کریم۔ﷺ۔ایک برتن میں اس طرح غُسل کرتے تھے کہ ہمارے ہاتھ باری باری اس میں پڑتے تھے۔

حمام کا حوض

اور سیدنا شعبی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ. ﷺ. يَدْخُلُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيْ الْمَاءِ، قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلُوْا وَ هُمْ جُنُبٌ، وَالنِّسَاءُ وَهُنَّ حَيْضٌ، لَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا، يَعْنِي قَبْلَ أَنْ يَغْسِلُوْهَا[4]، **یعنی** صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔اپنے ہاتھوں کو پانی میں داخل کرتے تھے غُسل کرنے سے پہلے جب کہ وہ جنبی ہوتے، اور عورتیں جب کہ حائضہ ہوتیں، اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، یعنی اپنے ہاتھوں کو دھونے سے پہلے۔

---

[1]۔ فتح الباری ج ۲ ص ۳۲۷۔

[2]۔شرح المنیۃ ۱۵۱۔

[3]۔ صحیح البخاری (۲۶۱)۔اور تختلف کا معنی: کہ کبھی آپ۔ﷺ۔ڈونگے سے پہلے پانی نکالتے تو کبھی آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔پہلے پانی نکالتی۔

[4]۔رواہ ابن شیبۃ۔

اور اگر محدث اپنا پیر برتن میں ڈال دے، تو پانی مستعمل ہوجائے گا؛ پیر داخل کرنے کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے اور اگر جنبی شخص پانی کے حوض میں غوطہ لگا دے، اور اس کے جسم پر کوئی حسی نجاست نہ ہو، تو بے شک آدمی پاک ہوجائے گا، اور پانی مستعمل ہوجائے گا [1]۔

حمام کے حوض یا غُسل کرنے کے برتن کا پانی فاسد نہیں ہوگا، جب اس میں غُسل کرنے کے درمیان جنبی کے نہائے ہوے پانی میں سے کچھ گِر جائے ، رہا جب وہ استعمال شدہ پانی اسی میں انڈیل دے اور وہ حوض کے پانی پر غالب آجائے، تو یقیناً وہ اس کو فاسد کردے گا اور پانی مستعمل ہوجائے گا[2]۔

شربت　　چنے کا پانی

وضو اور غُسل کے جائز نہ ہونے میں استعمال شدہ پانی سے ہر وہ پانی لاحق ہوتا ہے جو پکانے کی وجہ سے اپنی طبیعت سے نکل گیا ہو جیسے چنے کا پانی، یا پانی پر کسی چیز کے غالب آنے کی وجہ سے یہاں تک کہ وہ پانی سے اس کی رقت و بہاؤ کو نکال دے، یا پانی میں ملائی ہوئی چیزوں کی صفات اس میں ظاہر ہوں ۔

پس اگر پانی سے ملنے والی چیز جس کے دو وصف ہوں، جیسے رنگ اور مزہ، اور پانی میں ان دو وصفوں میں سے ایک ظاہر ہوجائے، تو اس سے وضو اور غُسل جائز نہیں ہوگا، اور اسی طرح جب اس کے تین اوصاف ہوں، اور پانی میں اس سے دو صفتیں ظاہر ہوجائیں [3] ۔

اور ان جیسی صورتوں میں رفعِ حدث کے صحیح نہ ہونے پر دلیل، کہ حدث ایک ایسا وصفِ شرعی ہے جس کا پایا جانا نماز کے صحیح ہونے کو روکتا ہے، اور وہ زائل نہیں ہوگا سوائے اس ذریعہ کے استعمال سے جس کو زائل کرنے کے لیے شریعت نے معین کیا ہے، اور وہ ماءِ مطلق ہے اور ان مذکورہ بالا تمام چیزوں کو ماءِ مطلق نہیں کہا جائے گا [4]۔

پانی کا مٹیالہ رنگ　　صابون

اشنان

مذکورہ چیزوں سے وہ پانی مستثنٰی ہے، جس میں اس کے علاوہ ایسی چیزیں ملائی جائیں جن سے صفائی میں زیادتی مقصود ہو، جیسے اشنان (ایک خاص قسم کی گھاس)، صابون، جیسا کہ اس بہنے والے پانی کو مستثنٰی کیا جاتا ہے جس

---

[1] - ردالمحتار ج ۱ ص ۲۰۲۔

[2] ۔شرح المنیۃ ۱۵۳۔ اور شاید فرق دونوں حالتوں میں یہ ہو کہ، وہ پانی جو برتن سے گِرتا ہے وہ عادۃً تھوڑا ہوتا ہے اور اس سے بچنا مشکل ہوتا ہے، تو اس سے معافی کی امید کی جائے گی، بر خلاف اس پانی کے جو مغتسل کے جسم سے بہتا ہو وہ پانی بھی اسی میں بہے۔

[3] ۔مراقی الفلاح۔

[4] ۔ مراقی الفلاح۔

کا رنگ مٹی کی وجہ سے بدل گیا ہو، اور وہ پانی جو عرصۂ دراز سے ایک جگہ رُکے رہنے کی وجہ سے، یا اس میں درخت کے پتے گرنے کی وجہ سے متغیّر ہوا ہو، اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی رِقت پر باقی رہے، اور اس سے پانی کا نام زائل نہ ہو۔

وَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ - ﷺ -بِغُسْلِ الَّذِيْ وَ قَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَ هُوَ مُحْرِمٌ، بِمَاءٍ وَ سِدْرٍ۔[1]، **یعنی** اور نبی کریم -ﷺ- نے اس شخص کو جو اپنی اونٹ کے نیچے واقع ہو کر گر کے مر گیا جب کہ وہ محرم تھا پانی اور بیری کے پتوں سے غُسل دینے کا حکم دیا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ فرماتی ہیں کہ:أَنَّ النَّبِيَّ - ﷺ - كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَ هُوَ جُنُبٌ۔ [2]، **یعنی** نبی کریم- ﷺ - حالتِ جنابت میں اپنا سر خطمی سے دھوتے اور اسی پر اکتفا کرتے، اور اس پر (دوسرا) پانی نہیں ڈالتے تھے۔

اور سیدہ ام ہانی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے:أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - اِغْتَسَلَ هُوَ وَ مَيْمُوْنَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا أَثَرُ الْعَجِيْنِ [3]، **یعنی** کہ اللہ کے پیارے رسول - ﷺ -اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ دونوں نے ایک ہی برتن سے غُسل کیا، ایک ٹب سے جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔

تیسری قسم: ناپاک پانی:

پانی در حقیقت پاک پیدا کیا گیا ہے، اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا مگر جب کہ یقینی کیفیت حاصل ہو، اور اسی وجہ سے اگر کوئی حمام میں داخل ہو جائے، اور حوض میں تھوڑا سا پانی پائے، اور اس میں کسی نجاست کے گرنے کا یقین نہ ہو، تو اس سے وضو یا غُسل کرنا جائز ہو گا، اور محض اس میں وقوعِ نجاست کے وہم سے اس کو ترک نہیں کیا جائے گا؛ اس لیے کہ پانی میں اصل طہارت کا یقینی ہونا ہے، چنانچہ وہ یقین زائل نہیں ہو گا مگر جب کہ اسی کے مثل اس کے ناپاک ہونے کا یقین ہو جائے، اور اس وقت تحقیق و تفتیش کرنا اور کسی سے دریافت کرنا مناسب نہیں ہے، جب تک کہ اس کو وقوعِ نجاست کا گمان غالب نہ ہو جائے[4]۔

وَ قَدْ رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا، فَقَالَ عَمْرُو: يَاصَاحِبَ الْحَوْضِ، هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا، فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَ تَرِدُ عَلَيْنَا۔[5]، **یعنی** اور مروی ہے کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک سفر میں نکلے جن میں سیدنا عمرو بن عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تھے، یہاں تک کہ وہ لوگ ایک تالاب پر پہنچے تو سیدنا عمرو بن عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: اے تالاب کے مالک، کیا تیرے تالاب پر جنگلی جانور آتے ہیں؟ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔

---

[1] -رواه البخارى (١٨٥٠) و مسلم (١٢٠٦)-وقصته : اوقعته فمات۔

[2] -رواه ابوداود ۔ والخطمى :نبات يتنظف به۔

[3] -رواه النسائى وابن خزيمة۔

[4] -شرح المنية ٩٢۔

[5] -رواه الامام مالك فى المؤطأ، وعبد الرزاق فى مصنفه ١ ج ٧٧۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـ نے کہا: اے تالاب کے مالک ہمیں خبر نہ دے، بے شک کبھی ہم جنگلی جانوروں کے پاس آتے ہیں اور کبھی وہ ہمارے پاس آتے ہیں۔

پانی کے پاک یاناپاک ہونے کی صورت جب کہ وہ کثیر ہو :

بڑا کنواں

پانی کے ناپاک ہونے کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جائے گا جب تک کہ اس میں نجاست نہ گرے، اور پانی میں نجاست کے آثار میں سے کوئی اثر ظاہر نہ ہو جیسے رنگ یا مزہ یا بو، جب کہ پانی کثیر ہو ۔

پانی کے پاک یاناپاک ہونے کی صورت جب کہ وہ قلیل ہو:

لیکن جب پانی قلیل ہو تو صرف نجاست کے گِرنے سے ہی پانی ناپاک ہوجائے گا اگرچہ اس میں نجاست کے آثار میں سے کوئی اثر ظاہر نہ ہو۔

کثیر پانی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوجائے اور اس پر دلیل ملاحظہ ہو:

① ـ سیدنا ابو سعید خدری ـ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـ سے مروی ہے کہ آپ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ سے پوچھا گیا یارسول اللہ ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ کیا ہم بئرِ بضاعہ سے وضو کریں؟ اور وہ ایسا کنواں ہے کہ جس میں حیض اور کُتّوں کا گوشت اور گندگی پڑتی ہے، تو نبی پاک ـ صلی اللہ علیہ وسلم ـ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الْمَاءَ طُهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ ـ[1]، **یعنی** "کہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے کوئی شئ اس کو ناپاک نہیں کرے گی"۔

مذکورہ حدیثِ پاک اس کثیر پانی پر محمول ہوگی جس میں نجاست ملنے کی وجہ سے وہ پانی متغیّر نہ ہوا ہو؛ اس لیے کہ جب پانی میں نجاست واقع ہوجائے اور اس کا رنگ یا مزہ یا بو متغیّر ہوجائے، تو وہ بالاجماع ناپاک ہوجائے گا، جب کہ بئرِ بضاعہ بڑا کشادہ اور زیادہ پانی والا تھا، اور مروی ہے کہ وہ جاری تھا، جہاں سے پانی کا ایک کینال تھا جو باغیچوں کی طرف جاتا تھا، اسی وجہ سے جو گندگیاں اس میں پھینکی جاتی تھیں وہ نہ اس کے رنگ کو متغیّر کرتی تھیں، نہ ہی اس کے مزے کو، اور نہ ہی اس سے کسی قسم کی ناپسند بو ظاہر ہوتی تھی، اسی لیے آپ ـ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ نے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا ۔

② نبی پاک ـ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـ نے ارشاد فرمایا : اَلْمَاءُ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى لَوْنِهِ أَوْ طَعْمِهِ أَوْ رِيْحِهِ ـ[2]، **یعنی** پانی کو کوئی چیز اس وقت تک ناپاک نہیں کرتی جب تک کے اس کے اوصاف رنگ، یا مزہ، یا بو میں سے کسی

[1] ـ رواه الترمذی و حسنه و احمد و صححه، و ابو داود و النسائی۔

[2] ـرواه الطحاوی والدار قطنی عن راشد بن سعد مرسلا؛ وروی نحوه ابن ماجه و الطبرانی عن ابی امامه مرفوعا ـ اور اگر اس

وصف پر غالب نہ آجائے ۔

قلیل پانی میں صرف نجاست کے گرنے سے پانی ناپاک ہوجائے گا اگرچہ اس کے اوصاف میں سے کوئی وصف نہ بدلا ہو اور اس پر دلیل ملاحظہ ہو:

① نبی پاک - ﷺ - نے ارشاد فرمایا : إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ[1] ،**یعنی** جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتّا منہ ڈالے تو اس کو چاہیے کہ پانی بہادے، پھر اس کو سات مرتبہ دُھلے ۔

وجہِ دلالت: یہ حدیثِ پاک قلیل پانی میں کُتّے کے منہ ڈالنے سے پانی کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے باوجود اس کے کہ اس کی وجہ سے پانی کے اوصاف میں سے کوئی وصف بدلا ہو یا نہ ہو، چنانچہ معلوم ہوا کہ قلیل پانی میں صرف نجاست کے ملنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے چاہے وصف متغیّر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ۔

② نبی پاک - ﷺ - نے ارشاد فرمایا کہ : لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ الْمَاءِ الدَّائِمِ أَلَّذِيْ لَا يَجْرِيْ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ۔[2] **یعنی** "تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے جو بہنے والا نہ ہو، پھر وہ اسی میں غُسل کرے" ۔

وجہِ دلالت : چنانچہ اس پانی سے غُسل کرنے سے منع کیا گیا جس میں نجاست گری ہو اگرچہ اس کے اوصاف نہ بدلے ہوں ۔

③ سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - نے فرمایا: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نَّوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.[3] ،**یعنی** جب کوئی تم میں سے سو کر اُٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، جب تک کہ اس کو تین بار نہ دھولے، کیوں کہ معلوم نہیں کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

ہاتھوں کو دھونا

ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا۔

چنانچہ اس نجاست کی وجہ سے جو نیند کے دوران اس کے ہاتھ کو لگی ہے احتیاطاً تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم دیا، اور دُھلنے سے پہلے برتن میں ہاتھ ڈُبانے سے منع فرمایا، اور یہ بات معلوم ہے کہ یہ نجاست برتن کے پانی کو نہیں بدلے گی، اور یہ چیز اگر پانی کو فاسد نہیں کرتی ہے اس کے ثابت ہونے کے وقت، تو احتیاطاً حکم دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا سو کر اُٹھنے کے بعد احتیاطاً تین مرتبہ ہاتھ دھونا ضروری ہوا۔ (عفی عنہ)۔

حدیث میں کوئی کلام ہے تو بے شک اجماع اس بات پر قائم ہے کہ پانی نجاست کی وجہ سے متغیر ہوجائے تو وہ پانی نجس ہوجائے گا ۔

[1] -رواہ مسلم۲۷۹۔

[2] -رواه البخاري 239 -

[3] -رواہ مسلم (۲۷۸)۔

قلیل اور کثیر پانی کے درمیان امتیازی فرق کی تعریف:

☜ قلیل اور کثیر پانی کے درمیان امتیازی فرق کی تعریف، اس مبتلا شخص کی رائے اور اس کی نظر کی طرف منسوب کی جائے گی بغیر کسی چیز کو مقدر مانے؛ اس لیے کہ اس معاملہ میں کوئی تقدیرِ شرعی ثابت نہیں ہے، پس اگر اس کا گمان اس بات پر غالب آئے کہ نجاست پانی کی دوسری طرف پہنچ گئی ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اور اگر اس کا گمان عدمِ وصول پر غالب آئے تو پانی کثیر مان لیا جائے گا، تو پانی ناپاک نہیں ہو گا [1]۔

☜ اور رہی وہ روایت کہ کثیر پانی کا اعتبار دو قُلّہ (پانی کا مٹکا، پانی ناپنے کا آلہ) سے ہو گا، اور ماء قلیل جو اس سے کم ہو، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ عنہ۔ کی حدیث میں ہے اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ علیہ وسلم - سے پانی اور اس کے علاوہ چیر پھاڑ کرنے والے پرندے اور وحشی جانوروں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا: ((إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ)) [2]، **یعنی** جب پانی دو قلہ ہو تو گندگی نہیں آتی۔

تو اس کے کئی جواب دیئے گئے ان میں سے چند یہ ہیں :

① ۔ بے شک اس حدیثِ پاک کے اسناد اور متن دونوں میں اضطراب ہے ۔ چنانچہ حدیث کا مدار ولید بن کثیر پر ہے، پھر ان سے کہا گیا محمد بن جعفر بن منصور بن زبیر سے مروی ہے، اور ان سے کہا گیا محمد بن عباد بن جعفر سے مروی ہے، اور ان سے کہا گیا عبد اللہ بن عمر - رضی اللہ تعالیٰ عنہم - سے مروی ہے، اور یہ اضطراب اسناد میں ہوا۔

نیز دوسرے لفظ سے مروی ہے: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ لَمْ يَنْجُسْ، **یعنی** جب پانی دو قلتوں کے برابر ہو یا تین تو ناپاک نہیں ہو گا، اور دوسرے لفظ سے: إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّةً فَإِنَّهُ لَا يَحْمِلُ الْخَبَثَ، **یعنی** جب پانی ایک قلہ ہو تو گندگی نہیں آتی، اور دوسرے لفظ سے (أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً)، **یعنی** چالیس قلہ ہو اور یہ اضطراب متن میں ہے [3]۔

② قلتین کی مقدار میں اختلاف کا پایا جانا اس پر عمل کرنے سے روکتا ہے، ابنِ عبد البر نے تمہید میں کہا: جس کی طرف امام شافعی گئے ہیں یعنی حدیث قلتین کی طرف، حکمت و دانائی کے لحاظ سے مذہب کمزور ہے، جو حدیثِ پاک سے ثابت نہیں ہے، کیوں کہ اس حدیث میں اہلِ علم کی ایک جماعت نے کلام کیا ہے، اور اس لیے کہ قلتین کی تحدید کسی حقیقت پر موقوف نہیں ہے جس کی مقدار نہ حدیث میں ثابت ہے نہ اجماع میں ۔

---

[1] ۔ شرح المنية ۹۷۔

[2] ۔رواہ اصحاب السنن و احمد وابنِ خزیمة وابنِ حبان والحاکم وصححه والدار قطنی والبیهقی۔

[3] ۔انظر : بذل المجهود ج۱ ص ۱۶۳۔۱۶۹۔

اور امام طحاوی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: بے شک اس کو نقل نہیں کیا گیا اس لیے کہ قلتین کی مقدار ثابت نہیں ہے ۔ اور ابنِ دقیق عید نے کہا: اس حدیث کو بعض لوگوں نے صحیح کہا ہے، اور وہ فقہاء کے طریقہ پر صحیح ہے۔۔ لیکن میں (صاحب کتاب **الفقه الحنفي**) نے اس کو ترک کیا ہے کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ مستقل طور پر ثابت نہیں نیز قلتین کی مقدار کی تعیین کے لیے جس کی طرف شرعًا رجوع کرنا واجب ہو [1]۔

حدیثِ پاک کو زمین پر بچھے ہوے پانی پر محمول کیا جائے گا، جیسا کہ حدیث کے بعض الفاظ میں واقع ہوا، کہ نبی کریم - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جو بیابان میں ہو اور جہاں وحشی پرندے اور جنگلی جانور ہوتے ہیں، تو آپ- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے فرمایا : إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَايَحْمِلُ الْخَبَثَ، **یعنی** جب پانی دو قلہ ہوتا ہے تو گندگی نہیں اُٹھتی ،اور جب پانی بیابان میں ہوتا ہے تو اکثر وہ زمین پر پھیلا ہوتا ہے، اور پھیلا ہوا دو قلہ جب اس کی گہرائی اس حیثیت سے ہو کہ چلو بھر پانی لینے سے زمین نہ کُھلے، کشادہ اتنا ہو کہ ایک کنارہ متحرک نہ ہو جب دوسری جانب سے حرکت دی جائے، اور یہ بعض علمائے مذہب کے نزدیک کثیر پانی کی تعریف ہے [2]۔

وقوعِ نجاست کے وقت کا حکم معتبر ہوگا پانی کے قلیل وکثیر ہونے کی صورت میں:

☜ پانی کے قلیل اور کثیر ہونے کی حالت میں نجاست کے گرنے کے وقت کا حکم معتبر ہو گا،، پس اگر نجاست کے پانی میں واقع ہونے کے وقت پانی زیادہ تھا، اور اس میں نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا تھا، تو وہ پانی پاک ہی رہے گا، اگرچہ اس کے بعد پانی کم ہو گیا ہو ۔

اور اگر نجاست کے پانی میں واقع ہونے کے وقت پانی کم تھا، پھر زیادہ ہو گیا، یہاں تک کہ پانی کثیر ہو گیا، تو وہ پانی ناپاک ہی رہے گا، کثیر ہونے پر پاکی کی طرف نہیں لوٹے گا [3]۔

بہتے پانی کا حکم:

بہتا پانی

☜ بہتا اور جاری پانی کثیر پانی شمار ہو گا، پس وہ ناپاک نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے۔

[1]۔ انظر اعلاء السنن ج۱ ص ۱۷۳۔
[2] ۔انظر : اعلاءالسنن ج۲ ص ۱۷۴ ۔
[3]۔ شرح المنیه ۱۰۱۔

حمام کے حوض کا پانی:

حمام کا حوض

☜ جاری پانی میں شمار ہوتا ہے، چنانچہ اس وقت تک وہ ناپاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو، جب کہ اس میں نیا پانی داخل ہوتا ہو، اور اس سے پانی نکلنے کے راستے بھی سلسلہ وار بنے ہوں [1]۔

☜ اگر کوئی شخص حمام کے حوض میں اپنا ہاتھ ڈوبادے جب کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی ہوئی تھی، پس اگر پانی ٹھہرا ہوا ہے، اور نیا پانی اس حوض میں داخل نہیں ہو رہا ہے، اور نہ ہی پانی نکلنے کا کوئی راستہ بنا ہوا ہے، تو حمام کے حوض کا پانی ناپاک ہوجائے گا، اور اسی طرح اگر پانی حوض سے نکل رہا ہو، اور نیا پانی داخل نہ ہو رہا ہو تب بھی پانی ناپاک ہی رہے گا۔

لیکن جب حمام کے حوض سے پانی نکلنے کا کوئی راستہ بنا ہوا ہو، اور نیا پانی اس میں نلوں کے ذریعے سے داخل ہو رہا ہو، توبلا شبہ اس حوض کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ بہتے پانی کے حکم میں ہے [2]۔

☜ حمام کے حوض کا ناپاک پانی پاک ہوجائے گا، جب اس میں نیا پانی داخل ہوجائے، یہاں تک کہ وہ پانی بہہ جائے جو حمام کے حوض میں ہے، اس میں نجاست کے باقی نہ رہنے کے یقین کی وجہ سے، اور اس کے بہنے والے ہونے کی وجہ سے [3]۔

کبوتر اور چڑیا کی بیٹ کا حکم:

کبوتر مدینۂ منورہ میں

☜ کبوتر، چڑیا اور ان جیسے دوسرے پرندے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کی بیٹ اگر پانی میں گر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا اگرچہ قلیل ہو، سوائے مُرغی اور بطخ کے، اور اس کا سببِ رخصت یہ ہے کہ ان جیسے پرندوں کی بیٹ سے بچنا دُشوار ہے، جب کہ صدرِ اول اور ان کے بعد والوں نے مساجد میں کبوتر کے اختیار کو جائز قرار دیا ہے، یہاں تک کہ مسجدِ حرام ـ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً ـ میں، باوجود اس کے کہ مساجد کو پاک وصاف کرنے کا حکم وارد ہے۔

---

[1] ـ رد المحتار ۱/ ۱۹۰ـ

[2] ـ شرح المنیہ ۱۰۳ ـ

[3] ـ شرح المنیة ۱۰۴ ـ

لیکن ان اُڑنے والے پرندوں کی بیٹ کا حکم جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے:

بڑا تالاب

چنانچہ ان کی بیٹ سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا جن کا ڈھانپنا اور ان سے اس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو، جیسے بڑے تالاب اور کنویں کا پانی، لیکن جب وہ برتنوں میں گِر جائے توبلا شبہ اس میں موجود پانی ناپاک ہوجائے گا ان کو ڈھانپ کر اس کی حفاظت کرنا ممکن ہونے کی وجہ سے ۔

کنویں کا پانی

پانی کا برتن

اور جب مذکورہ پرندوں کی بیٹ کپڑوں میں لگ جائے، توبلا شبہ وہ انھیں ناپاک کردے گی جب اس نجاست کی مقدار کپڑے کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، کیوں کہ یہ نجاستِ خفیفہ میں شمار ہوتی ہے کہ ضرورۃً اس سے بھی بچنا اور محفوظ رہنا مشکل و متعذر ہے [1]۔

☜ پانی والے جانور کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، جیسے مچھلی اور مینڈک وغیرہ، اسی طرح وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے جیسے مکھی، بچھو، ٹڈیاں اور پِسو وغیرہ، اس پر دلائل ملاحظہ ہوں :

① ۔ نبی کریم ۔ﷺ۔ کا قول : إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِيْ إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَ فِي الْآخَرِ شِفَاءً۔[2]، **یعنی** جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گِر جائے تو اس کو چاہیے کہ مکھی کو پھر سے پوری طرح ڈبو کر پھینک دے، کیوں کہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔

معلوم ہوا کہ برتن میں مکھی گِر جائے تو مطلقًا ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا گیا، اور یہ حکم قیاسی طور پر ہر اس کیڑے مکوڑے کو لاحق ہوتا ہے جن میں بہتا خون نہ ہو۔

② ۔ سیدنا سلمان فارسی ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ۔ﷺ۔ نے ان سے فرمایا : يَا سَلْمَانُ، كُلُّ طَعَامٍ وَّ شَرَابٍ وَقَعَتْ فِيْهِ دَابَّةٌ، لَيْسَ لَهَا دَمٌ، فَمَاتَتْ فِيْهِ، فَهُوَ حَلَالٌ أَكْلُهُ وَ شُرْبُهُ وَ وُضُوْءُهُ۔[3]، **یعنی** اے سلمان! ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہر وہ کھانا و پانی جس میں کوئی ایسا کیڑا مکوڑا گِر گیا ہو، جس میں بہتا خون نہ ہو، تو اس کا کھانا پینا حلال ہے، اور اس پانی سے وضو کرنا بھی جائز ہے۔

---

[1] ۔شرح المنية ١٤٩۔

[2] ۔ صحيح البخارى۔

[3] ۔رواه الدار قطنى والبيهقى فى اسنن،وابن عدى فى الكامل وهو حديث حسن انظر اعلاء السنن ١/١٨١۔

ان جانوروں کے جوٹھے کا حکم جن کا گوشت کھایا جاتا ہے:

☜ قلیل پانی ناپاک نہیں ہوگا جب اس سے ایسا جانور پانی پیے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، جب کہ اس کے منہ پر نجاست نہ ہو، جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ بکری اور گھوڑا، اور وہ اس لیے کہ ان کا لعاب ان کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے، اور ان کا گوشت پاک ہے۔

کتّا اور خنزیر کے جوٹھے کا حکم:

☜ قلیل پانی ناپاک ہوجائے گا، جب اس سے کُتا یا خنزیر پانی پیے، اس لیے کہ نبی کریم - ﷺ - نے کُتّے کے چاٹنے سے برتن کے دھونے کا حکم دیا، اور رہا خنزیر تو وہ بدرجہ اولی ناپاک ہوگا کیوں کہ وہ تو سراپا نجس ہے۔

وحشی جانوروں کے جوٹھے کا حکم:

☜ قلیل پانی ناپاک ہوجائے گا جب اس سے وحشی جانور پانی پئیں، جیسے چیتا، بھیڑیا، شیر اور بندر؛ اس لیے کہ ان کا لُعاب ان کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے، اور ان کا گوشت ناپاک ہے، اور اس پر وہ دلیل دلالت کرتی ہے جو ہمارے ساتھ گزر گئی کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک سفر میں نکلے جن میں سیدنا عمرو بن عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تھے، یہاں تک کہ وہ لوگ ایک تالاب پر پہنچے تو سیدنا عمرو بن عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: اے تالاب کے مالک، کیا تیرے تالاب پر جنگلی جانور آتے ہیں؟ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: اے تالاب کے مالک ہمیں خبر نہ دے، بے شک کبھی ہم جنگلی جانوروں پر آتے ہیں اور کبھی وہ ہم پر آتے ہیں [1]۔

جنگلی جانور کے ورود پر سیدنا عمرو بن عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کا سوال کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ان کا جوٹھا پانی کو خراب کرتا ہے ان کے پانی سے ملنے کی وجہ سے ورنہ ان کے سوال کرنے کا کوئی معنی نہیں ہوتا، اور رہا امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کا قول: ہمیں تو خبر نہ دے، تو اس کا مطلب ہے: اس کے متعلق ہمیں خبر نہ دے، اس لیے کہ تم اگر ہمیں خبر دوگے تو ہم آزمائش اور تنگی میں آجائیں گے، اور ان کا آنا ہمیں کوئی نقصان نہیں دے گا ہمارے عدمِ علم کے وقت، اور نہ ہی اس کے متعلق ہم پر استفسار کرنا لازم ہے، اگر ان کا جوٹھا پاک ہوتا تو خبر دینے سے منع نہ فرماتے، اس لیے کہ اس کا اس وقت خبر دینا مضر نہیں ہوگا [2]۔

وحشی پرندوں کے جوٹھے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا:

☜ جیسے باز، شاہین، چیل، کوّا، باوجود اس کے کہ ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا؛ اس لیے کہ وہ اپنی چونچ سے پانی پیتے ہیں،

---

[1] -تقدم تخريجه-

[2] - اعلاء السنن ج ١ ص٢٠٥-

اور وہ پاک ہڈی ہے، جب کہ وحشی جانور اپنی زبان سے پانی پیتے ہیں، اور وہ اس کے ناپاک لعاب سے تر رہتی ہے ۔
لیکن اس سے وضو اور غسل اس صورت میں مکروہ ہوگا جب اس پانی کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو؛ اس لیے کہ وحشی پرندے مُردار اور نجاستوں سے خلط ملط ہوتے ہیں، تو جب ہمیں یقین ہو کہ ان کے چونچ پر کوئی نجاست نہیں ہے تو اس پانی کا استعمال کرنا مکروہ نہیں ہوگا، جیسے پالتو مُرغی جو نجاستوں میں منہ نہیں ڈالتی، رہا آزاد مُرغی تو اس پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے جس سے وہ پیے؛ اس کی چونچ پر نجاست پائے جانے کے احتمال کی وجہ سے ۔

گھروں میں رہنے والے جانوروں کے جوٹھے کا حکم:

☜ وہ جانور جو گھروں میں رہتے ہیں ضرورۃً ناپاکی کا حکم ساقط کر دیا گیا ہے، جیسے بلی کے متعلق رسولِ گرامی وقار ﷺ کا فرمان: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ-[1]، **یعنی** بے شک وہ (بلّی) ناپاک نہیں ہے، کیوں کہ وہ گھروں میں پھرنے والی ہے اس لیے اس کا جوٹھا تم پر بسببِ حرج معاف ہے۔
لیکن ان کا جوٹھا طہارت میں استعمال کرنا مکروہ ہے، ان کی نجاست سے بچنا ناممکن ہونے کی وجہ سے ۔

وضو اور غسل کرنے کے بعد پانی کے ناپاک ہونے کا علم ہونا:

☜ وضو و غُسل کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس پانی میں نجاست گِری ہوئی ہے، تو نجاست کے منکشف ہونے کے وقت سے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، یہاں تک کہ پانی میں نجاست کب گِری ہے ثابت ہو جائے۔

پانی میں مُردار جانور کے پائے جانے کے بعد پڑھی ہوئی نمازوں کا حکم:

☜ اور جب پانی میں کوئی دموی [2] جانور مُردار پایا جائے، تو جانور کے گِرنے کے وقت سے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اور اگر گِرنے کا وقت معلوم نہیں، تو ایک دن اور ایک رات سے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اگر جانور پھولا ہوا نہ ہو، اور اگر پھولا ہوا ہے، تو تین دن اور تین راتوں سے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اور اس مدت میں پڑھی ہوئی سبھی نمازوں کو دوہرانا لازم ہوگا، اور یہ حکم ان سبھی لوگوں کے لیے ہے جنھوں نے اس پانی سے وضو کیا، اور اسی طرح ان تمام چیزوں کو لازمی طور پر دوبارہ دُھلا جائے گا جن چیزوں کو دھونے کے لیے اس ناپاک پانی کا استعمال کیا گیا ہو [3]۔

---

[1] -رواه الترمذی و قال حسن صحيح۔
[2] -خونی یعنی جس جانور میں بہنے والا خون پایا جائے۔
[3] -انظر: الهدية العلائية ص ۹۔

مشقی سرگرمیاں

(الف) : مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س : پانی کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع مثال لکھیے۔

س : پانی کے طاہر و مطہر ہونے کے متعلق قرآنِ پاک کی آیتِ کریمہ لکھیے۔

س: نبی پاک ﷺ نے سمندر کے پانی سے وضو کرنے کے متعلق کیا ارشاد فرمایا لکھیے۔

س: مستعمل پانی کسے کہتے ہیں ؟

س: مستعمل پانی کا حکم کیا ہے مع دلیل لکھیے۔

س : کیا مستعمل پانی سے وضو اور غُسل کرنا جائز ہے ؟

س : کیا صرف شک کی بنیاد پر پانی کے ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟

س : قلیل پانی میں محض نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا یا نہیں مع دلیل لکھیے ۔

س : کثیر پانی پر ناپاک ہونے کا حکم کب لگایا جائے گا بالتفصیل لکھیے۔

س : اگر پانی کے اوصاف دو یا تین ہوں تو کس صورت میں اس سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں؟

س : کثیر پانی کا اعتبار دو قلہ سے ہو گا اور جو اس سے کم ہو قلیل ہے اس کو دلائل کی روشنی میں لکھیے۔

س : کیا دو قلہ والی حدیثِ پاک کو بچھے ہوئے پانی پر محمول کیا جائے گا؟ اگر ہاں تو دلیل کے ساتھ لکھیے۔

(ب) :مندرجہ ذیل مسائل کے آگے صحیح یا غلط کا نشان لگائیے :

۱۔ جب آدمی سو کر اُٹھے تو اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھونے سے پہلے پانی میں نہ ڈالے۔ ( )

۲۔ جب پانی دو قلتوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہو گا۔ ( )

۳۔ بہتا پانی کثیر پانی میں شمار نہیں ہو گا۔ ( )

۴۔ غیر ماکول اللحم پرندوں کی بیٹ سے وہ پانی ناپاک ہو گا جن کو ڈھانپ کر اس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو۔ ( )

(ج) :پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو گا بتائیے :

۱۔ کبوتر کی بیٹ سے ؟

۲۔ پانی میں رہنے والے جانور کے پانی میں مرنے سے ؟

۳۔ مکھی کے پانی میں گرنے سے ؟

۴ ۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جوٹھا پانی ؟

۵۔ کتے کا جوٹھا؟
۶۔ وحشی جانوروں کا جوٹھا پانی؟
۷۔ وحشی پرندوں کا جوٹھا پانی؟
۸۔ بلی کا جوٹھا؟

پانی کا برتن

(د): مان لو تم کسی سفر میں ہو اور وضو کا اِرادہ کرو تو تم کسی برتن میں پانی پاؤ، اور تمہیں شک لاحق ہو جائے کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک، تو تم کیا کرو گے ؟

مذکورہ بالا مسئلہ کو سمجھ کر درجِ ذیل خالی جگہوں پر (√ / ×) صحیح یا غلط کا نشان لگائیے، نیز سبب لکھیے :

اس پانی سے وضو کرو گے اور شک کو چھوڑ دو گے۔ ( )

برتن میں موجود پانی کو بہاؤ گے اور دوسرے نئے پانی کو تلاش کرو گے۔ ( )

حصولِ طہارت کے ذرائع
مٹی کا بیان
کھرچنا
پونچھنا
زمین کا سوکھ کر پاک ہونا
حالت کے بدلنے سے حکم کا بدل جانا
دباغت کا بیان

مٹّی کا بیان

پانی کے استعمال سے معذوری کے وقت اسلام نے رفعِ حدث کے لیے مٹی سے پاکی حاصل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ أَيْدِيْكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ [1]. یعنی اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

مٹی

مٹی سے پاکی حاصل کرنا طہارتِ حکمی ہے حقیقی نہیں:

☜ چنانچہ مٹی سے پاکی حاصل کرنا طہارتِ حکمی ہے حقیقی نہیں، اور اسی لیے اسلام نے تیمم کو ایک محدود وقت تک کے لیے طہارتِ حکمی شمار کیا ہے کہ جب تیمم کا عُذرِ مبیح زائل ہو جائے تو متیمم محدِث ہو جائے گا، چنانچہ جب عُذر زائل ہو جائے گا تو متیمم محدِث ہو جائے گا حدثِ سابق کی وجہ سے نماز کے حق میں جس کے بعد وہ اسی تیمم پر نماز نہیں ادا کرے گا[2]، تو اس تیمم سے نماز صحیح نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ وضو کرے اگر وہ محدِث یعنی حدثِ اصغر لاحق تھا، یا غُسل کرے اگر وہ محدِث یعنی حدثِ اکبر لاحق تھا۔

☜ مذکورہ مسئلہ اس نجاستِ حکمیہ کے لیے ہے جو بنسبت حدث کے ہو، رہا جب گندگی سے پاکی حاصل کرنا ہو تو بے شک مٹی کا استعمال صرف نجاست کو کم کرنے کے لیے ہے مکمل ختم کرنے کے لیے نہیں، اور اسی وجہ سے جب گاڑھی نجاست جوتے میں لگ جائے اور سوکھ جائے، پھر مٹی سے رگڑ دے، چنانچہ شرعی طور پر یقیناً جوتے کے پاک ہونے کا حکم دے دیا جائے گا، اور اس پر نبی کریم -ﷺ- کا قول دلالت کرتا ہے: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِيْ نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى، فَلْيَمْسَحْهُ، وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا [3]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کو آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ دیکھے پس اگر اس کے موزوں میں کوئی گندگی یا کوئی تکلیف دہ چیز لگی ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے رگڑ کر صاف کرے اور انھیں میں نماز پڑھے۔

---

1 -سورۃ النساء: آیۃ نمبر(۴۳)۔

2 -بدائع الصنائع ۱/۵۸۔

3 -رواہ ابو داود وابن حبان، و صححہ ابن خزیمۃ۔

سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی کریم - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے ارشاد فرمایا : إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمُ الْأَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ [1]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی نجاست کو اپنے موزوں سے روندے تو مٹی ان دونوں کو پاک کردے گی ۔

- جب جوتے کو کوئی بہنے والی نجاست لگ جائے جیسے پیشاب، چنانچہ ریت یا مٹی پر چلنے سے وہ جسم والی ہو جائے گی ۔ یعنی جم جائے گی ۔ پھر اس کو زمین سے رگڑے یہاں تک کہ وہ جھڑ جائے تو وہ پاک ہو جائے گا [2] ۔
- اور مٹی کے استعمال کو ان ناپاک برتنوں کو پاک کرنے کے لیے بھی جائز قرار دیا گیا جس برتن سے کُتّے نے پانی پیا ہو، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے اِرشاد فرمایا: طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَّغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ [3]، **یعنی** جب تمھارے کسی برتن میں کُتّا منہ ڈالے اور اس کو صاف کرنا ہو، تو سات مرتبہ دھوئے اور پہلی مرتبہ مٹی سے صاف کرے ۔

اور احناف نے اس حدیث کو استحباب پر محمول کیا، اور کہا اس برتن کو تین مرتبہ دھونا کافی ہو گا جس میں کُتّے نے منہ ڈالا ہو، اور اس حدیثِ پاک سے استدلال کیا جو سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُهْرِقْهُ، وَلْيَغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [4]، **یعنی** جب کُتّا منہ ڈالے تم میں سے کسی کے برتن میں تو اس کو چاہیے کہ اس کو بہادے، اور اس کو چاہیے کہ وہ تین مرتبہ دُھلے.

اور ان لوگوں کا جواب دیا جنھوں نے سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا، ان میں سے چند ایک جواب ملاحظہ ہو:

① ۔سات مرتبہ کا حکم منسوخ، اور وہ ابتدائے اسلام پر محمول ہو گا کُتّوں کے معاملہ میں سخت اہتمام برتنے کے وقت یہاں تک کہ انھیں قتل کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اس دلیل سے جو کہ سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے جس پر عمل متروک ہے، اور وہی اس کے راوی ہیں، چنانچہ آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے ہی مروی ہے کہ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [5]، **یعنی** جب کُتّا برتن میں منہ ڈالے تو اس کو چاہیے کہ اس پانی کو بہادے پھر اس کو تین مرتبہ دُھلے، اور سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اپنی رائے سے حدیث پر عمل کرنا نہیں ترک کرتے، مگر جب کہ وہ ناسخ کو جانتے ہوں۔

② ۔سات مرتبہ کا حکم اور مٹی کا استعمال استحباب پر محمول ہو گا، اور تین مرتبہ کا حکم وجوب پر، مختلف فیہ دلائل کے درمیان

---

[1] - رواه ابو داود وابن حبان والحاكم وصححه۔
[2] -ردا لمحتار ١/٣١٠۔
[3] - رواه مسلم ٢٧٩۔
[4] -رواه ابن عدي فى الكامل، وحسنه فى اعلاء السنن ١/ ١٩٩۔
[5] - رواه الدارقطني، وسنده صحيح۔

جمع و تطبیق دیتے ہوے، کیوں کہ صحابیٔ رسول - ﷺ - کے لیے زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کی مخالفت کرے جس کو انھوں نے خود روایت کیا ہو، پس اس میں کوئی شک نہیں کہ سات مرتبہ کا حکم استحباب پر، اور تین کا ایجاب پر محمول ہو گا۔

(۳)۔ اس کو آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا جس برتن میں کُتّے نے منہ ڈال کر جوٹھا کیا ہو، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بنِ مغفل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - نے کتّوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ((مَا بَالُهُمْ وَ بَالُ الْكِلَابِ)) پھر شکاری کُتّا اور گلے کا کُتّا پالنے کی اجازت دی (یعنی بکریوں کی منڈی کی حفاظت کے لیے) اور فرمایا: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ.[1] ، **یعنی** "کیا ہے حال ان کا اور حال کُتّوں کا "، "جب کُتّا برتن میں منہ ڈال کر پیے تو اس کو سات مرتبہ دُھوؤ اور آٹھویں دفعہ مٹی سے "۔

پس اگر سات مرتبہ والی روایت پر عمل کرنا واجب ہو، اور اس کو نسخ یا ندب پر محمول نہ کیا جائے، تو اس روایت کو جس کو سیدنا عبداللہ بنِ مغفل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے روایت کیا جس میں آٹھ مرتبہ کا ذکر ہے وہ زیادہ مناسب اور ضرورت بھی ہے، سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سے روایت کردہ حدیث سے کیوں کہ وہ زیادہ ہے، اور زائد ناقص سے بہتر ہوتا ہے ۔

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ سائنسی اور تحقیقی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مٹی میں جراثیم کو مار ڈالنے والا مادہ پایا جاتا ہے، جو بہت سارے جراثیم کو جڑ سے ختم کر دیتی ہے، اور یہ جراثیم صرف پانی سے ختم نہیں ہوتے، اور یہ حدیثِ پاک نبوت کی اعلی نشانیوں میں سے ایک ہے، اور مذکورہ دلیل جمہور علمائے کرام کی رائے کو مضبوط کرتی ہے جو ظاہر حدیث پر عمل کرنے کے لیے ہے، اور مٹی کے استعمال کو واجب قرار دیتی ہے اس برتن کو پاک کرنے کے لیے جس میں کُتّے نے منہ لگا کر جوٹھا کیا ہو۔

☆☆☆

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: مٹی سے طہارتِ حکمی حاصل ہوتی ہے اس پر قرآن و حدیث سے دلیل لکھیے۔

س: جوتوں میں گاڑھی یا پتلی نجاست لگ جائے تو صفائی کیسے حاصل کریں مع دلیل لکھیے۔

س: کتّے کے جوٹھا کیے ہوئے برتن کو پاک کرنے کا طریقہ لکھیے نیز تین اور سات مرتبہ والی روایات میں تطبیق دیجیے۔

[1] -رواه مسلم (٢٨٠)۔

کھرچنا

منی کے سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد کھرچنے سے کپڑا پاک ہوجائے گا جب کہ اس کی وجہ سے ناپاک ہوگیا ہو، اس پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے منی کے **متعلق** روایت کردہ حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے کہ: وَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ﷺ۔ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ، **یعنی** میں تو رسول اللہ ۔ﷺ۔ کے کپڑے سے منی چھیل ڈالتی (یعنی کھرچ ڈالتی اس لیے کہ وہ گاڑھی ہوتی) پھر آپ ۔ﷺ۔ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے۔

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے: وَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ﷺ۔ يَابِسًا بِظُفُرِيْ [1]، **یعنی** اور میں تو اللہ کے پیارے رسول ۔ﷺ۔ کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخون سے چھیل ڈالتی۔

☜ لیکن جب منی گیلی ہو تو صرف کھرچنے سے کپڑا پاک نہیں ہوگا بلکہ اس کو دھونا ضروری ہے، چند دیگر احادیث نبویہ کے اس پر دلالت کرنے کی وجہ سے جو درج ذیل ہیں:

① ۔ سیدنا سلیمان بن یسار ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ میں نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے اس منی کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے، تو آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے فرمایا: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ﷺ۔ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهِ، بُقَعُ الْمَاءِ [2] **یعنی** کہ میں منی کو رسول اللہ ۔ﷺ۔ کے کپڑے سے دھو ڈالتی تھی پھر آپ ۔ﷺ۔ نماز کے لیے باہر تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان (یعنی) پانی کے دھبے آپ ۔ﷺ۔ کے کپڑے میں باقی ہوتے۔

② ۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ﷺ۔ إِذَا كَانَ يَابِسًا، وَ أَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا [3]، **یعنی** میں نبی اکرم ۔ﷺ۔ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی جب وہ سوکھی ہوتی تھی، اور جب گیلی ہوتی تو کپڑے کو دُھل دیتی تھی۔

③ ۔کسی نے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے منی کے **متعلق** پوچھا تو آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے ان سے فرمایا: إِنْ كَانَ رَطْبًا فَاغْسِلْهُ، وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَاحْكُكْهُ، وَإِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَارْشُشْهُ [4]، **یعنی** اگر وہ گیلی ہو تو دھو ڈالو، اور اگر خُشک ہو تو اس کو رگڑ دو، اور اگر وہ تم پر مخفی ہو تو اس پر پانی چھڑک دو۔

④ ۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے: کہ آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے منی کے **متعلق** فرمایا جب وہ

---

[1] ۔ رواہ مسلم (٢٨٨) (٢٩٠)۔

[2] ۔رواہ البخاری (٢٣٠)۔

[3] ۔ رواہ الدار قطنی والطحاوی وابو عوانۃ ۔ واسنادہ صحیح، اعلاء السنن ١/٢٤٦۔

[4] ۔رواہ ابن ابی شیبہ ۔

کپڑے کو لگے : إِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ، وَإِنْ لَّمْ تَرَهُ فَانْضَحْهُ [1]، **یعنی** جب تم اسے دیکھو تو دھوڈالو،اور اگر نہ دیکھو تو اس پر پانی چھڑک دو ۔

⑤۔سیدنا یحیٰ بن عبد الرحمن ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے: أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَإِنَّ عُمَرَ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَاحْتَلَمَ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُّصْبِحَ، فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً، حَتّٰى إِذَا جَاءَ الْمَاءُ، فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَأَى مِنْ ذٰلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰى أَسْفَرَ، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ : أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ، فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ، فَقَالَ عُمَرُ: وَاعَجَباً لَکَ يَاعَمْرُو : لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَاباً أَوْ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَاباً؟ وَاللّٰهِ لَوْفَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سَنَةً، بَلْ أَغْسِلُ مَارَأَيْتُ وَأَنْضَحُ مَالَمْ أَرَ [2]، **یعنی** کہ آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے ساتھ ایک سفر میں جن میں سیدنا عمرو بن عاص ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بھی تھے اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ راستے میں کسی مقام پر خیمہ زن ہوئے تو آپ محتلم ہوئے جب کہ صبح ہونے کے قریب تھی، چنانچہ آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے قافلہ والوں کے ساتھ پانی نہیں پایا، یہاں تک کہ جب آپ کے پاس پانی پہنچ گیا تو آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس احتلام کو دھونے لگے یہاں تک کہ صبح ہو گئ تو سیدنا عمرو بن عاص۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے کہا: آپ نے صبح کر دی جب کہ ہمارے پاس کپڑے موجود تھے پس اپنے کپڑے کو دھونا چھوڑ دو، امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے کہا: ہائے تعجب آپ پر یا عمرو: ضرور بالضرور اگر تم کپڑے حاضر کرتے یا تمام لوگوں کے کپڑے اکٹھا کرتے ؟ بخدا میں ایسا ہی کرتا اگر چہ اسی حال میں سال گزر جاتا، بلکہ اس کو دھوتا جس کو میں دیکھتا اور اس پر پانی چھڑکتا جس کو میں نہیں دیکھتا۔ جہاں امیر المومنین سیدنا عمر بنِ خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے نماز کو ایک حد تک مؤخر کیا منی کو دھونے کے لیے جس تاخیر پر آپ کے اصحاب کرام۔ علیہم الرضوان۔نے اعتراض کیا، اس کی طہارت کے متعلق اگر کسی کپڑے سے اس کو صاف کر لینا کافی ہو تا تو آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس کے دھونے میں وقت ضائع کر کے نماز کو کسی صورت میں مؤخر نہیں کرتے،اور آپ کے اصحابِ کرام۔علیهم الرحمة و الرضوان ۔ نے آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کو اشارہ دیا کہ وہ اپنے کپڑے کو رہنے دیں اور بعد میں دھولیں،(کہ وہ کسی سے مانگ کر دوسرے کپڑے پہن کر نماز پڑھ لیں)،اور یہ منی کے دھونے پر ان کا اتفاق ہے اگر گیلی ہو۔

اور رہی وہ روایت جوام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ .صلی اللہ علیہ وسلم. يَسْلِتُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ بِعَرَقِ الْاِذْخَرِ ثُمَّ يُصَلِّيْ فِيْهِ، وَيَحُتُّهُ يَابِسًا۔[3] ، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -منی کو دور

---

[1] - رواه الطحاوی واسناده صحیح۔

[2] -رواه مالک فی مؤطا۔ واسناده صحیح۔

[3] -رواه الامام احمد وابن خزیمه والبیهقی۔

کرتے تھے اپنے کپڑے سے جمع شدہ پسینے کے ذریعہ پھر اس میں نماز پڑھتے تھے، اور سوکھے کپڑے کو رگڑ کر دور کرتے تھے. تو بے شک اس کی سند کسی اعتراض سے خالی نہیں ہوگی جیساکہ اس کے متن میں اضطراب ہے، اور وہ صحیح چیز کے مخالف ہے کہ آپ ۔ رضی اللہ تعالی عنہا۔ رگڑتی تھیں جب سوکھی ہوتی اور دھودیتی تھیں جب وہ گیلی ہوتی[1]۔

☜ منی جب بدن کو لگے تو رگڑنے سے بدن پاک نہیں ہوگا، اس لیے کہ منی کو کھرچنے سے کپڑے کا پاک ہونا، خلافِ قیاس وارد ہے، چنانچہ اس پر اس کے علاوہ دوسری چیز کو قیاس نہیں کیا جائے گا، اور اس لیے کہ جسم کی حرارت مَنی کی رُطوبت کو بدن کی طرف جذب کرلیتی ہے، تو وہ پتلی ہوجاتی ہے اور اس کی بیوی کی طرف نکل جاتی ہے، تو اس کے کُھرچنے سے اس چیز کا خارج ہونا ثابت نہیں ہوگا جس کو بدن جذب کر لے اور بدن کے مسام میں مستحکم ہوجائے[2]۔

☜ اگر کوئی شخص پیشاب کرے اور پانی سے استنجا نہ کرے، تو پیشاب کرنے کے بعد جو منی خارج ہوئی ہے وہ رگڑنے سے پاک نہیں ہوگی اس کے پیشاب سے ملنے کی وجہ سے، اور رگڑنے سے پیشاب پاک نہیں ہوگا، مگر جب منی کُود کر نکلے، یا شرم گاہ کے سرے پر پیشاب منتشر نہ ہو، تو اس حالت میں منی رگڑنے سے پاک ہو جائے گی، اس لیے کہ وہ پیشاب پر سے نہیں گزری ہے[3]۔

☜ کپڑے پر منی کے اثر کا باقی رہنا اس کے رگڑنے کے بعد کوئی نقصان نہیں دے گا، جیسے کہ دھونے کے بعد اثر کا باقی رہنا، اور اس پر دلیل جوام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ۔ رضی اللہ تعالی عنہا۔ سے مروی ہے: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ. ﷺ .، ثُمَّ أَرَاهُ فِيْهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا۔[4] ،**یعنی** کہ وہ نبی اکرم ۔ ﷺ ۔کے کپڑے سے منی کو دُھوڈالتی تھیں (وہ فرماتی ہیں کہ)، پھر (کبھی) میں ایک دھبہ یا کئی دھبے دیکھتی تھی۔

☜ وہ کپڑا جو منی کے کھرچنے کے بعد گیلا ہوجائے تو دوبارہ ناپاک نہیں ہوگا، کیوں کہ جو چیز زائل ہوگئی تو وہ بلا سببِ جدید لوٹ کر نہیں آئے گی[5]۔

اور اس مذکورہ حکم پر پتھر سے استنجا کرنے والے مسئلہ کو لے کر اعتراض نہ کیا جائے پس جب وہ حمام میں داخل ہو جائے گا، تو یقیناً پانی ناپاک ہوجائے گا، کیوں کہ پتھر بدن کے محلِ استنجا کو پاک نہیں کرتا، ہاں اتنا ہے کہ نجاست کو کم کرتا ہے، تو اس نجاست کے مِلنے سے پانی ناپاک ہوجائے گا؛ اس لیے کہ تھوڑی نجاست تھوڑے پانی کو ناپاک کردے گی، اگرچہ اس میں اس

[1] ۔ انظر اعلاء السنن ١/ ٢٤٤۔

[2] ۔شرح المنیه ١٨٢۔

[3] ۔انظر: رد المحتار ١/٣١٤۔

[4] ۔رواه البخاري (232)۔

[5] ۔شرح المنیه ١٥٦۔

کا اثر ظاہر نہ ہو، رہا منی کا رگڑنا تو وہ اس کو پاک کر دے گا، اور تھوڑا بہت اثر جو باقی رہا وہ پاک ہو گا، پس وہ پانی کے مِلنے سے متاثر نہیں ہو گا [1]۔

☜ رَگڑنے سے منی کا پاک ہونا تو اس کا تعلق خاص انسان کی منی سے ہے، مرد ہو یا عورت، چنانچہ اس پر غیرِ انسان کی منی کو قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ یہ خلافِ قیاس وارد ہے، اور بعض لوگوں نے منی کو رَگڑ کر پاک کرنے میں جو حکمت بیان کی وہ عمومِ بلوٰی ہے [2]۔

☆ ☆ ☆

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: کیا خشک منی کو کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اگر ہاں تو کتاب کی روشنی میں لکھیے؟

س: منی اگر گیلی ہو تو کپڑے کو دھونا ضروری ہے تمام دلائل کو کتاب کی روشنی میں قلم بند کیجیے؟

س: بعض لوگوں نے منی کو رگڑنے سے پاک ہونے میں کیا حکمت بیان کی قلم بند کیجیے؟

---

[1]- انظر رد المحتار ۳۱۴/۱۔

[2] -رد المحتار ۱۱۴/۱۔

پونچھنا

گلاس سنگ مرمر چھری تلوار پالش شدہ برتن

وہ اَجسام جو مضبوط ٹھوس، نرم اور چمکدار ہوں جن میں کوئی سوراخ نہ ہوں، جب ان پر گیلی یا سوکھی نجاست لگے، تو ان پر نجاست کا اثر زائل ہونے تک پونچھنے سے وہ پاک ہوجائیں گی؛ کیوں کہ نجاست ان چیزوں کے اندر داخل نہیں ہو گی، اور جو ان کے اوپری حصہ پر نجاست لگی ہوئی ہے وہ پالش کیا ہوا ہے، تو اوپر پونچھنے سے اس کا اثر زائل ہو جائے گا جیسے آئینہ، تلوار، سنگِ مرمر، گلاس، چھری اور پالش کیے ہوے برتن۔

- اور یہ بات باوثوق ذریعہ سے کہی جاسکتی ہے، کہ اصحاب رسول اللہ - ﷺ - تلواروں سے کفار و مشرکین سے جنگ کرتے تھے، پھر وہ اس کو پونچھتے اور بغیر دُھلے اسی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔
- اور اگر نجاست کی جگہ میں زنگ لگا ہو، تو اس کو پونچھنے سے پاک نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ نجاست اس کی سطح میں سرایت کر گئی، چنانچہ اس کے لیے پانی کا استعمال کرنا ضروری ہے [1]۔
- اور اگر چھری کو خون لگ جائے تو مٹی سے پونچھنے پر پاک ہوجائے گی، کیوں کہ مقصود نجاست کے اثر کو زائل کرنا ہے، اور وہ مٹی پر رگڑنے سے حاصل ہوجائے گی [2]۔

[1] -الهداية مع الفتح ١/١٣٧-
[2] -شرح المنية ١٧٧ -

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: وہ اَجسام جو ٹھوس، اور چمکدار ہوں جن میں سوراخ نہ ہوں جب ان میں نجاست لگے، تو کیسے پاک کریں گے ؟

س: اگر نجاست کی جگہ میں زنگ لگا ہو تو کیا اس کو دھونا ضروری ہے ؟

س: چھری کو خون لگ جائے تو کیا اس کو دھونا ضروری ہے یا مٹی پر رگڑنے سے پاک ہو جائے گی ؟

زمین کا سوکھ کر پاک ہونا

خُشک ہونا ایک ایسا آلہ ہے جو صرف ناپاک زمین کو پاک کر دیتا ہے، چنانچہ ناپاک زمین جب خُشک ہو جائے اور نجاست کا کوئی اثر اس میں ظاہر نہ ہو تو وہ خُشک ہونے سے پاک ہو جائے گی۔

سوکھی زمین

اور ہر وہ چیز جو زمین میں مستقل دائمی ثباتِ کے ساتھ متّصل ہو، جیسے درخت، گھاس، کنکری اور ریت، یہ سب زمین کے حکم میں آتے ہیں، اس کے برخلاف جیسے چٹائی، بچھونا اور کپڑا، جو زمین سے نہیں ہیں اور نہ ہی زمین سے مستقل طور پر متّصل ہوتے ہیں، تو یہ سب چیزیں محض خشک ہونے سے کبھی پاک نہیں ہوں گی[1]۔

خُشک ہونے سے ناپاک زمین کے پاک ہونے پر دلیل:

① ۔ سیدنا ابن عمر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ كُنْتُ شَابّاً عَزَباً، وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَ تُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئاً مِّنْ ذٰلِكَ۔ [2]، **یعنی** میں اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔کے زمانہ میں رات کو مسجد میں سوتا تھا، میں ایک کنوارا نوجوان تھا، اور کُتّے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے، کوئی اس پر پانی نہ بہاتا تھا۔

پس اگر خشک ہونے سے زمین کے پاک ہونے کا اعتبار نہ ہوتا، تو اس کو اسی نجاست کے وصف پر باقی رکھتے، باوجود اس کے کہ بالیقین وہ اسی زمین پر نماز پڑھتے تھے، اور کیوں کہ زمین کا ناپاک وصف پر باقی رہنا یہ اس کے پاکی کا حکم دینے کے منافی ہوگا، لہذا اس کا سوکھنے سے پاک ہونا ضروری ہو گیا[3]۔

② ۔ سیدنا نافع ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ سیدنا ابنِ عمر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے اس دیوار کے متعلق پوچھا گیا، جس میں نجاست، لوگوں کا پیشاب اور جانوروں کی لید ہوتی ہے، تو آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے فرمایا: إِذَا سَالَتْ عَلَيْهِ الْأَمْطَارُ، وَ جَفَّفَتْهُ الرِيَاحُ، فَلَا بَأْسَ فِي الصَّلَاةِ فِيْهِ، يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ - ﷺ - [4]، **یعنی** جب اس پر بارش کا پانی بہہ جائے، اور ہوا سُکھا دے، تو اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جس کا ذکر وہ نبی کریم۔ ﷺ۔ سے کرتے ہیں۔

---

[1] ۔ردالمحتار ۳۱۱/1؛ شرح المنية ۱۸۷۔

[2] ۔رواہ ابوداود، باب فی طهور الارض اذا يبست۔

[3] ۔فتح القدير 1/ ۱۳۸۔

[4] ۔رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

④۔ سیدنا محمد بن حنفیہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: إِذَا جَفَّتِ الْاَرْضُ فَقَدْ زَكَتْ [1]، **یعنی** جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔

اسی حدیثِ پاک کے مثل ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے موقوفاً مروی ہے، اور وہ کسی رائے سے حاصل نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ اس کے لیے حدیثِ مرفوع کا حکم ہے، اور جس کو ابنِ ابی شیبہ نے سیدنا ابو جعفر باقر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے [2]۔

لیکن یہ حدیثِ پاک: مَا رُوِيَ فِيْ قِصَّةِ الْأَعْرَابِيِّ الَّذِيْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ - ﷺ - بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ. [3]، **یعنی** ایک اعرابی کے متعلق کہا گیا جنھوں نے مسجدِ نبوی شریف۔زادها الله شرفاً و تعظیماً۔میں پیشاب کر دیا تو نبی پاک۔ ﷺ ۔نے اس پر پانی بہانے حکم دیا۔

حدیثِ مذکور سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زمین سوکھنے سے پاک نہیں ہوتی؛ تو جواب دیا جائے گا کہ حدیث کا مفہوم یا منطوق اس حصر پر دلالت نہیں کرتا کہ زمین کی پاکی صرف پانی سے دُھلے جانے پر منحصر ہے، اور احناف یہ کہتے ہیں کہ ناپاک زمین پر جس طرح پانی بہانے سے پاک ہوتی ہے اسی طرح سوکھنے سے پاک ہوتی ہے، اور حدیثِ پاک میں ایسا کہیں نہیں ہے بجز نبی کریم - ﷺ -کا دو پاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک کے استعمال کے، اور دو چیزوں میں سے ایک کے استعمال سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی [4]۔

اور رہا وہ قول کہ سوکھ جانا اگر پاک کرنے میں کافی ہوتا تو پانی طلب کرنے کی تکلیف نہ کی جاتی [5]، تو یہ بات نہ قابلِ قبول ہے کہ پانی کے استعمال کی طرف متوجہ ہونا مسجد کی صفائی کے لیے ایسے وقت جس میں لوگوں کو نماز جیسی عبادت کی از حد ہمہ وقت ضرورت رہتی ہو، بر خلاف سوکھنے کے انتظار کرنے میں، اس لیے کہ اس میں اس واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی۔ جیسا کہ پانی کے استعمال میں اکمل الطہارتین کو اختیار کرنا اور نظافت میں زیادتی مقصود، اور ناپسند بُو کو ختم کرنا ہے [6]۔

☜ اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نجاست کے خشک ہونے سے زمین من وجہٍ پاک ہوگی یعنی طہارت ناقصہ حاصل ہوگی، اسی وجہ سے اس پر نماز پڑھنا جائز ہو جاتا ہے، اور وہ اس لیے کہ مٹی ناپاک ہونے سے پہلے طاہر و مطہر تھی، اور ناپاک ہونے سے دونوں وصف زائل ہو گئے، پھر خُشک ہونے سے ان میں سے ایک وصف شرعاً ثابت ہوا، اور وہ طاہر ہونا ہے، اور دوسرا

---

[1]- رواہ ابن ابی شیبة۔

[2] ۔انظر اعلاء السنن ۲/ ۲۸۲۔

[3] ۔ رواہ البخاری ۲۱۹۔

[4] ۔اوجز المسالک ج ۱ ص ۳٦٦۔

[5] ۔ انظر : فتح الباری ج ۱ ص ۳۲۵۔

[6] ۔ اوجز المسالک ۲ /۳٦٦۔

علی حالہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کے زائل ہونے کا یقینی علم نہ حاصل ہو جائے، اور جب مٹی طاہر و مطہر نہیں، تو اس سے تیمم کرنا صحیح نہیں، کیوں کہ ناپاک زمین کا خُشک ہو کر مطہر نہ ہونا یہ اصل ہے؛ اور ہاں اس قیاس کو اس حدیث کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا جو نماز پڑھنے کے لیے اس کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے، تو اس کو اس کے مورِد پر اقتصار و اکتفا کیا جائے گا[1]۔

☆☆☆

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س : زمین اور اس کے ساتھ ملی ہوئی چیزیں جیسے درخت، گھاس، کنکری، ریت کیا خُشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے ؟

س : کیا چٹائی، بچھونا اور کپڑا بھی خشک ہونے سے پاک ہو جائیں گے ؟ اور نہیں تو کیوں مع دلیل لکھیے۔

س : ایک اعرابی کے مسجدِ نبوی شریف ۔زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً۔ میں پیشاب کرنے پر آپ ۔ﷺ۔ نے پانی بہانے کا حکم دیا اس پر وارد ہونے والے اعتراض کا احسن انداز میں جواب لکھیے۔

س : کیا ناپاک زمین کے سوکھ جانے سے وہاں سے تیمم کیا جا سکتا ہے ؟ اور نہیں تو کیوں مع سبب بیان کیجیے۔

[1] ۔انظر :اعلاء السنن ١ / ٢٨١۔

حالت کے بدلنے سے حکم کا بدل جانا

حالت کا بدل جانا نجاست کے اوصاف اور اس کے معانی کو بدل دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ چیز ناپاک ہونے کے حکم سے نکل جائے گی اس میں نجاست کے اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے [1]۔

صابون

راکھ (جلی ہوئی لکڑی

چنانچہ جب عینِ نجاست بدل جائے، اور دوسری ہیئت میں تبدیل ہوجائے، تو وہ چیز پاک ہوجائے گی، اور وہ اس لیے کہ شریعت کا حکم وصفِ نجاست کے اسی دوسری ہیئت پر مرتب ہوگا، اور حقیقت منتفی ہوجاتی ہے اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے منتفی ہونے کی وجہ سے، تو کیسے کل پر حکم ہوگا؟ کیوں کہ نمک نے گوشت اور ہڈی کو بدل دیا، تو وہ نمک ہو جائے گا، پس جب وہ نمک ہوجائے تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا، اور اس کی نظیر اور مثال شریعت میں نطفہ کی ہے جو ناپاک ہے، اور وہ بستہ خون ہو جائے تو وہ بھی ناپاک ہے، اور جب وہ گوشت کا لتھڑا بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، اور شربت پاک ہے پھر وہ شراب ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا، اور سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گا، پس معلوم ہوا کہ عینِ شیء کا بدل جانا اور بدل جانے کے بعد جو وصف باقی رہا اسی پر حکمِ شرع مرتب ہوگا [2]۔

پکایا ہوا مربا

سرکہ

اور کچھ روایات شراب کے سرکہ بنائے جانے کے جواز کے متعلق مروی ہیں اور اس کا استعمال صحابہ و تابعین کرام ۔علیہم الرضوان ۔ میں سے چند حضرات نے کیا، ان میں سے بعض یہ ہیں امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا ابنِ عباس، سیدنا ابودردا، سیدنا عطاء بن ابی رباح اور سیدنا عمر بن عبد العزیز وغیرہم۔علیہم الرضوان۔ [3]۔

اور اسی بنا پر چنانچہ نجاست کی راکھ نجاست کے جلنے کے بعد پاک ہوجاتی ہے، اور صابون جو ناپاک چربی سے بنایا جاتا ہے پاک ہے، اور نجاست کنویں کی تہہ میں جم جائے اور مٹی ہوجائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے، اور اسی طرح بہت سارے مشائخ نے پکائے ہوئے شہد، مربا یا حلوے کی پاکی پر فتویٰ دیا ہے جب کہ اس کا مُنقّیٰ ناپاک ہو، اور اسی طرح ناپاک تِل پاک ہوجاتی ہے جب وہ چٹنی بن جائے، بالخصوص جب اس کی وجہ سے عمومِ بلوٰی ہو [4]۔

[1] ۔ بدائع الصنائع ١ / ٨٥۔
[2] ۔ ر د المحتار ٢١٨ /١۔
[3] ۔ اعلاء السنن ١٨/٣١ ۔
[4] ۔ رد المحتار ١/٣١٦۔

مشقی سرگرمیاں

س: درج ذیل عبارت پڑھ کر اس کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے ؟
" حالت کا بدل جانا نجاست کے اوصاف اور اس کے معانی کو بدل دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ ناپاک ہونے کے حکم سے نکل جاتی ہے اس میں نجاست کے اوصاف نہ پائے جانے کی وجہ سے "۔

س: شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے صحابہ و تابعین ۔ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ میں سے چند حضرات کی رائے ہے، ان بعض کے نام قلم بند کیجیے ؟

س: نجاست کے جلنے کے بعد راکھ، اور صابون جو ناپاک چربی سے بنایا جاتا ہے اور نجاست جو کنویں کی تہہ میں جم جائے، چنانچہ راکھ، صابون اور نجاست جو کنویں کی تہہ میں جم کر مٹی ہو گئی سب کا حکم لکھیے ؟

س: پکائے ہوئے شہد، مربا یا حلوہ جب کہ اس کا منقی ناپاک ہو اور ناپاک تل کی چٹنی بننے کی صورت میں مشائخ کی رائے لکھیے ؟

دِباغت کا بیان

دباغت شدہ چرم

دِباغت دینا: ہر وہ عمل جو جِلد کو گندگی اور خراب ہونے سے روکے ۔
اس کی دو قسمیں ہیں : ① حقیقی ② حکمی۔

① **حقیقی:** کسی پاک چیز سے دِباغت دی جائے، ایسی چیزوں سے جو دِباغت دینے کے لیے تیار کی جاتی ہیں جیسے مازو اور نمک وغیرہ ۔

② **حکمی:** جِلد سے گندگی اور فساد کو زائل کرنا، اس پر مٹی ڈال کر یہاں تک کہ اس کی رطوبت کو جذب کر لے، یا اس کو سورج کی گرمی میں رکھ کر تپائے یا اس کو کھلی ہوا میں رکھے، یہاں تک کہ اس کی رطوبت زائل ہو جائے، پس جب رطوبت زائل ہو جائے اور خراب ہونے سے محفوظ ہو جائے تو وہ جِلد پاک ہو جائے گی [1]۔

اور دباغت دینے سے تمام جانوروں کے چرم پاک ہو جاتے ہیں، چاہے وہ ماکول اللحم ہوں یا نہ ہوں، اور اس پر نبی پاک - ﷺ - کا قول دلالت کرتا ہے: اِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔[2]، **یعنی** جب جِلد کو دِباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے ۔

اور دوسرے الفاظ میں: أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ[3]، **یعنی** کسی بھی جانور کی جِلد کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے ۔

☜ مگر خنزیر کی جِلد دِباغت سے پاک نہیں ہو گی کیوں کہ وہ نجس العین ہے [4] ۔

☜ نیز مُردار جانور کی جِلد دِباغت سے پاک ہو جاتی ہے، سیدنا ابن عباس- رضی اللہ تعالیٰ عنہ-کی روایت کی وجہ سے کہ: تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ، فَمَاتَتْ، فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ - فَقَالَ : هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا، فَدَبَغْتُمُوْهُ، فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ ؟ فَقَالُوْا : إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔[5] **یعنی** ام المؤمنین سیدہ میمونہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ میں دی، وہ مر گئی، رسول اللہ- ﷺ - نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا: تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی، دباغت کر کے کام میں لاتے ؟، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ مردار تھی، آپ- ﷺ - نے فرمایا: مردار کا صِرف کھانا حرام ہے۔

اور سیدنا ابنِ دعلہ سبئی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے: میں نے سیدنا عبد اللہ بنِ عباس ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے پوچھا میں نے

1- شرح المنية ١٥٧۔
2 - رواه مسلم (٣٦٦)۔ اور إهاب : جلد کا نام ہے دباغت سے پہلے۔
3 -رواه الترمذي۔
4 - شرح المنية ١٤٧۔
5 -رواه مسلم (٣٦٣) ۔

کہا: ہم مراقش میں تھے، تو ہمارے پاس ایک مجوسی مشک لے کر آیا جس میں پانی اور چربی تھی۔ تو انھوں نے کہا: پیو۔ تو میں نے کہا: کیا میں وہی دیکھ رہا ہوں جس کو تم دیکھ رہے ہو؟ تو سیدنا عبداللہ بنِ عباس - رضی اللہ تعالیٰ عنہما - نے کہا میں نے رسول اللہ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - کو کہتے ہوئے سنا ہے: دِبَاغُهُ طُهُوْرُه۔[1]، **یعنی** اس کا دباغت دینا ہی اس کا پاک ہونا ہے۔

لیکن سیدنا عبداللہ بن عکیم سے جو حدیث مروی ہے کہ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ . ﷺ . أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّ لَا عَصَبٍ [2]، **یعنی** ہمارے پاس اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - کا خط آیا کہ تم لوگ مُردہ جانوروں کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ نہ حاصل کرو۔

بے شک اس حدیثِ پاک میں کلام ہے، اس کو اثبات میں ماننے پر، لیکن یہ حدیثِ پاک دِباغت دینے کے بعد جِلد سے فائدہ حاصل کرنے سے نہیں روکتی کیوں کہ اِہاب اس جِلد کا نام ہے جو دِباغت سے پہلے ہو، اور رہا دِباغت کے بعد تو اس کو اِہاب نہیں کہا جاتا، اور مُردار کی جِلد کو دِباغت سے پہلے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں؛ اس کی نجاست کی وجہ سے۔

اور جِلدِ مدبوغ سے ہر قسم کے فائدے حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اس مُردار جانور کی جِلد جو ماکول اللحم ہو پھر بھی اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان کی وجہ سے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾[3]، **یعنی** تم پر مردار حرام ہے۔ اور اس کی جِلد اسی کا ایک حصہ ہے، اور آپ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے فرمایا ام المؤمنین سیدہ میمونہ - رضی اللہ تعالیٰ عنہا - کی مُردار بکری کے **متعلق**: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا، **یعنی** بے شک اس کا کھانا حرام ہے۔

اور جب غیر ماکول اللحم جانور کی جِلد ہو، تو اجماعاً اس کا کھانا بھی جائز نہیں، اس لیے کہ دِباغت دینا ذبح کرنے سے زیادہ قوی نہیں ہے، اور اس جانور کو ذبح کرنا جس کو نہیں کھایا جاتا ہے اس کے کھانے کو مباح نہیں کرتا، اسی طرح اس کی جِلد کو دباغت دینا اس کے کھانے کو حلال نہیں کرے گا[4]۔

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ذبحِ شرعی جانور کے جِلد کو پاک کر دیتی ہے، اگرچہ وہ غیر ماکول اللحم ہو، سوائے خنزیر کے، آنے والی حدیث کی وجہ سے جو اس پر دلالت کرتی ہے:

① - سیدنا عبداللہ بن عکیم کی حدیث ہے کہ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ . ﷺ . أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ [5]، **یعنی** ہمارے پاس اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - کا خط آیا کہ تم لوگ مُردہ جانوروں کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ نہ حاصل کرو۔

چوں کہ حدیثِ مذکور مُردار سے مطلقاً فائدہ حاصل کرنے سے روکتی ہے مگر مُردار کے جلد کو دِباغت کے ذریعہ سے

---

[1] -رواه مسلم (٣٦٦) -

[2] -رواه الترمذی و قال حدیث حسن (وہ اعصاب جس کی وجہ سے جانور کے جسم میں حس و حرکت ہوتی ہے)۔

[3] -سورة المائدة الآية ٣ -

[4] -رد المختار ١ / ٢٠٣ -

[5] -رواه الترمذی وقال حدیث حسن۔

فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے ایک طریقہ سے اس کے مُردار نہ ہونے کی بنا پر، اور ذبح شدہ جانور مُردار نہیں کہلاتا ہے [1]۔

② ۔اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے اِرشاد فرمایا: ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا [2]، **یعنی** مُردار کی کھال کی پاکی ہی اس کی دباغت ہے ۔

اور سیدنا عبداللہ بن حرث۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مرفوعاً مروی ہے: ذَكَاةُ كُلِّ مَسْكٍ دِبَاغُهُ، **یعنی** ہر جِلد کا پاک و صاف کرنا ہی اس کا دِباغت دینا ہے [3]۔

اور سیدنا سلمہ بن محبّق- رضی اللہ تعالیٰ عنہ- سے مروی ہے کہ رسولِ پاک- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے غزوۂ تبوک میں موجود عورت سے پانی طلب فرمایا، اس نے کہا: میرے پاس صرف وہ پانی ہے جو مُردار کے کشکول میں ہے، آپ- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے فرمایا: أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا؟ قَالَتْ : بَلٰی، **یعنی** کیا تم نے اسے دباغت نہیں دیا؟ تو اس خاتون نے کہا کیوں نہیں. آپ - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا: فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا [4]، **یعنی** اس کی دباغت ہی اس کی پاکی ہے ۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ لفظِ ذکاۃ دراصل اچھی طرح پاک وصاف ہونے کے معنی میں آتا ہے، اور دباغت اس کے قائم مقام ہوتا ہے اس کے نہ ہونے کے وقت ۔

مُردار جانوروں کا اون، اس کے بال، سینگ، پَر اور اس کے ناخن اور ہر وہ حصہ جس کے کاٹنے سے جانور کو تکلیف نہ ہوتی ہو، پاک ہے، جب کہ اس پر چربی نہ ہو، اور اس پر دلیل :

① ۔رسولِ پاک - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - کا فرمانِ عالی شان اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔کی بکری کے متعلق ہے: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا [5]، **یعنی** مُردار جانور کا صرف کھانا حرام ہے۔

② ۔سیدنا ابنِ عباس- رضی اللہ تعالیٰ عنہ- سے مروی ہے کہ: إِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صلی اللہ علیہ وسلم - مِنَ الْمَيْتَةِ لَحْمَهَا، وَأَمَّا الْجِلْدُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوفُ فَلاَ بَأْسَ بِهِ [6]، **یعنی** بے شک رسولِ اکرم- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -نے مُردار کے گوشت کو حرام فرمادیا، لیکن جِلد، بال اور اُون، تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

③ ۔سیدنا ابنِ عباس- رضی اللہ تعالیٰ عنہ- سے مروی ہے کہ: سودہ بنت زمعہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔کی بکری مرگئی، تو آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔نے عرض کیا: یارسول اللہ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔، فلاں مرگئی، یعنی بکری، تو آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے فرمایا: لَو لَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا ؟، (اگر تم

---

[1] ۔ملاحظہ ہو شرح المنیة 147۔
[2] ۔رواہ النسائی ۔
[3] ۔رواہ الحاکم ۔ والمسک بفتح المیم : الجلد۔
[4] ۔رواہ النسائی۔
[5] ۔ رواہ مسلم ۳۶۳ ۔
[6] ۔رواہ الدار قطنی۔

اس جانور کی جِلد کو پاک وصاف کر لیتی ؟) تو آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے کہا: کیا ہم مری ہوئی بکری کو صاف کریں ؟ تو آپ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے ان سے فرمایا: (بے شک اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْ مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ إِلَّآ أَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ ﴾ [1]، یعنی ﴿ تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مُردار ہو، یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت ﴾ اور تم اسے کھاتے نہیں ہو، اگر تم اس کو دِباغت دے دو تو تم اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہو)، تو میں نے ان کی طرف بھیجا تو انھوں نے اس کی جلد کو جسم سے جدا کیا، پھر اس کو دِباغت دے کر اس کا مشک بنایا، اور عرصۂ دراز تک استعمال کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ پرانی ہو کر انھیں کے پاس پھٹ گئی [2]۔

چنانچہ حدیثِ پاک سے صرف مردار کے کھانے کی حرمت معلوم ہوئی۔

ہاتھی کے دانت

④ ۔امام زہری نے مُردار کی ہڈیوں کے متعلق کہا جیسے ہاتھی اور اس کے علاوہ: میں نے علمائے سلف میں سے بعض کو اس سے کنگھی کرتے اور چربی استعمال کرتے ہوئے پایا، اور وہ لوگ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے ۔ اور ابنِ سیرین اور ابراہیم (رحمهما الله) نے کہا: ہاتھی کے دانتوں کی تجارت میں کوئی حرج نہیں ہے [3]۔

انفحۃ

☜ اور اسی طرح **انفحۃ**

(وہ حصہ جو دودھ کے اجزاء میں سے دودھ پلانے والی کے معدے میں ہوتا ہے، جو cheese پر رکھا جاتا ہے تو وہ اس سے دبیز اور موٹا ہو جاتا ہے) پاک ہے، جب کسی مُردار جانور سے نکالا جائے، چاہے وہ جمنے والا ہو یا بہنے والا ہو؛ اس لیے کہ وہ دودھ سے خون اور اوجھ کے درمیان سے نکلنے والا ہے، تو جب وہ زندہ رہنے کی حالت میں ناپاک نہیں ہوتا ہے تو اسی طرح مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوگا [4]۔

اور جب کسی مُردار بکری کی آنتیں صحیح ہوں، کہ اس سے علاج کیا جائے جب کہ اس سے گندگی اور فساد کو زائل کر دے، تو وہ پاک ہو جائیں گی، اور جلد مدبوغ کی طرح ہو جائیں گی،

او جھڑی　　آنتیں

اور اسی طرح اوجھڑی ہو یا مثانہ (گُردوں سے نکل کر پیشاب کے جمع ہونے کی تھیلی) اگرچہ صحیح وسالم ہو، پھر بھی ان دونوں کا کھانا

[1] ۔سورۃ الانعام (۱۴۵) ۔

[2] ۔رواہ احمد باسناد صحیح۔

[3] ۔جس کو بخاری نے تعلیقا باب: ما یقع من النجاسات فی السمن والماء میں بیان کیا ہے ۔

[4] ۔رد المحتار ۲۰۶/۱، شرح المنیۃ ۱۵۰۔

جائز نہیں، اور بے شک ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے، جیسے برتن بنانا گھی یا پانی رکھنے کے لیے [1]۔

مشقی سرگرمیاں

سوچیے اور بتایئے:

س: طہارت کے ذرائع بیان کیجیے؟

س: دباغت کا معنی بیان کیجیے نیز دباغتِ حقیقی اور حکمی کے درمیان فرق لکھیے؟

س: کیا ماکول اللحم مُردار جانور کی جلد کھانا جائز ہے؟

س: کیا مُردار جانور کی جلد کو دِباغت کے ذریعہ استعمال میں لایا جاسکتا ہے؟

س: مُردار کے کس حصے سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے کب اور کیسے؟

س: کیا ہاتھی کے دانت کی تجارت کرنا صحیح ہے؟

س: کیا اوجھڑی کھانا جائز ہے؟

س: مُردار جانور کا اُون، اس کے بال، سینگ، پَر اور اس کے ناخن اور ہر وہ حصہ جس کے کاٹنے سے جانور کو تکلیف نہ ہوتی ہو ان چیزوں کے استعمال کے متعلق حکمِ شرع لکھیے؟

س: کیا انفحہ، آنتوں اور اجھڑی کو برتن بنا کر استعمال کرنا جائز ہے؟

جوڑیاں لگایئے:

نمبر شمار	(الف)	(ب)
۱	موزہ پاک ہوجائے گا	جب عذرِ مبیح زائل ہوجائے
۲	مٹی سے پاکی حاصل کرنا	نجاست کے سوکھ جانے سے
۳	تیمم ختم ہو جائے گا	طہارتِ حکمی ہے
۴	ناپاک زمین پاک ہوجائے گی	اس پر مسح کرنے سے
۵	جب شراب سِرکہ ہو جائے	اس کو پاک کردیتا ہے
۶	جِلد کو دباغت دینا	پاک ہوجاتا ہے

[1] -شرح المنية ١٩٦۔

طہارت کی قسمیں

طہارت کی دو قسمیں ہیں:

①۔ نجاست سے پاکی حاصل کرنا.

②۔ حدث سے پاکی حاصل کرنا. (جس کا بیان وضو کی تعریف میں آئے گا)

نجاستوں کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں سے چند بالاجمال یہ ہیں:

①۔ ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلے جیسے پیشاب، پاخانہ، منی، مذی، ودی، حیض، نفاس، استحاضہ کا خون، اور زخم سے بہنے والا خون، پیپ اور منہ بھر قے ہونا۔

②۔ ہر وہ چیز جو تمام جانوروں کے جسم سے نکلے جیسے پیشاب، پاخانہ اور خون وغیرہ۔

③۔ ان پرندوں کی بیٹ جو ہوا میں نہیں اُڑتے جیسے مُرغی اور بطخ وغیرہ تو ان کی بیٹ پاک ہے۔

④۔ اُن پرندوں کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا، جیسے شِکرا (شکاری پرندہ)، باز اور چیل۔

⑤۔ انھیں نجاستوں میں سے شراب ہے۔

نجاست سے پاکی حاصل کرنا بالتفصیل:

نجاست سے پاکی حاصل کرنا یہ کپڑے، بدن اور جگہ کی طہارت کو شامل ہے۔

جگہ کا پاک ہونا

کپڑے کا پاک ہونا

❖ اور بدن کا پاک ہونا۔

اور خُبُث وہ نجاست ہے، اور وہ ہر گندگی، پلید اور بہت ساری ناپاک چیزوں کو شامل ہوگی ان میں سے چند بالتفصیل یہ ہیں:

①۔ ہر وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلے جیسے پیشاب، پاخانہ اور منی، مذی ([1])، ودی ([2])، حیض، نفاس، استحاضہ کا خون، اور زخم سے بہنے والا خون، پیپ اور منہ بھر قے ہونا۔

مذکورہ چیزوں کے ناپاک ہونے پر دلیل:

☜ **(الف)** بلا شک وشبہ اللہ تعالی نے بدن سے نکلنے والی مذکورہ چیزوں کے سبب پاکی حاصل کرنے کو واجب قرار دیا ہے،

---

[1] ۔مذی بہنے والا پتلا مادہ جو عنفوانِ شہوت کے وقت نکلتا ہے۔

[2] ۔ودی سفید گاڑھا پانی جس میں کوئی مہک نہ ہو جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

چنانچہ وضو اور تیمم والی آیت کے اخیر میں اللہ تعالی نے اِرشاد فرمایا: ﴿ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ ﴾ [1]، **یعنی** اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

اور جنابت سے غُسل کرنے کے متعلق فرمانِ خداوندِ قدوس : ﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾ [2]، **یعنی** اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔

اور حیض سے غُسل کرنے کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ ﴾ [3]، **یعنی** اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا۔

وجہِ دلالت : طہارت حاصل کرنے کا حکم تبھی ہو گا جب وہ چیز ناپاک ہو۔

☜ **(ب)** ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾ [4]، **یعنی** اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ **وجہِ دلالت:** طبیعتِ سلیمہ ان چیزوں سے گھِن کرتی ہے ان کے گندگی اور بدبو میں بدل جانے کی وجہ سے۔

☜ **(ج)** مذکورہ تمام چیزیں بدن، کپڑے، اور کسی جگہ پر لگ جائیں تو انھیں صاف کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، اور اگر یہ تمام چیزیں شرعًا ناپاک نہیں ہوتیں، تو ان کو زائل کرنے کا حکم وارد نہیں ہوتا، اور اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔ نے ایک اعرابی کے مسجد میں پیشاب کرنے پر پانی بہا کر صاف کرنے کا حکم دیا، بطورِ دلیل حدیثِ پاک: مَا رُوِيَ فِيْ قِصَّةِ الْأَعْرَابِيِّ الَّذِيْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ . ﷺ . بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ [5]، **یعنی** ایک اعرابی کے متعلق کہا گیا کہ انھوں نے مسجدِ نبوی شریف (زادها الله شرفاً و تعظيماً) میں پیشاب کر دیا تو نبی پاک۔ ﷺ ۔ نے اس پر پانی بہانے کا حکم دیا۔

اور دیگر احادیث میں منی کو زائل کرنے کے لیے دھونے، پونچھنے، کُھرچنے، جھاڑنے، یا رگڑنے کی قید کے ساتھ حکم وارد ہوا ہے۔ اگر یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں تو ان کے زائل کرنے کا حکم نہیں ہوتا، اور آپ۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ نے فرمایا اس شخص کے متعلق جس سے مذی خارج ہو: يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَ يَتَوَضَّأُ [6]، **یعنی** وہ اپنے عضو کو دھوئے اور وضو کرے۔

---

[1] ۔ سورة المائدة: الآية ٦۔

[2] ¯ تقدمه۔

[3] ۔سورة البقرة: الآية ٢٢٢۔

[4] ۔سورة الاعراف : الآية ١٥٧۔

[5] ۔ رواه البخاری (۲۱۹)۔

[6] ۔رواه مسلم (٣٠٣) ۔

اور حیض کا خون کپڑوں میں لگ جائے تو فرمایا: تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ[1]، **یعنی** پہلے اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر ملے، پھر دھوڈالے، پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے۔

☜ رہاوہ خون جو زخم سے نکل کر نہ بہے تو وہ ناپاک نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ دمِ مسفوح (بہنے والا خون) نہیں ہے، اور ناپاک خون بہنے والا خون ہے، جیسے اللہ سبحانہ وتعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْ مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ إِلَّآ أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾[2]، **یعنی** تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مُردار ہو، یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔
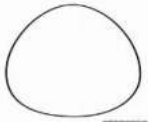
اور اسی وجہ سے جب خون اس کے معدۂ اصلی میں ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

چنانچہ انسان اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے جیب میں خراب انڈا ہو، اور وہ خون میں بدلا ہوا ہو، تو وہ گندگی کو اٹھانے والا نہیں ہو گا، اور اس کی نماز صحیح ہو جائے گی.

انڈا

لیکن اگر وہ خون کی شیشی اُٹھالے، تو اس کی نماز صحیح نہیں ہو گی اس کے ناپاک چیز کو لیے ہوے ہونے کی وجہ سے۔

خون کی شیشی

☜ اور وہ خون جو گوشت کی رگوں میں باقی رہتا ہے جانور کے ذبح کرنے کے بعد تو وہ خون ناپاک نہیں شمار ہو گا؛ کیوں کہ وہ بہتا خون نہیں ہے تو گوشت کے ساتھ اس کا کھانا حلال اور جائز ہو گا، اور اسی طرح مچھلی کا خون پاک ہے، بالاجماع اس کو خون کے ساتھ کھانا مباح ہونے کی وجہ سے۔

اور کھٹمل اور پِسو[3] کا خون ناپاک نہیں ہے، اور اگر وہ پانی میں گِر جائے یا کپڑے میں لگ جائے تو وہ اس کو ناپاک نہیں کرے گا، کپڑے اور برتنوں کو ان سے بچانا مشکل و ناممکن ہونے کی وجہ سے۔

☜ اور وہ قے جو منہ بھر سے کم ہو ناپاک نہیں شمار ہو گی، اس کے قلیل ہونے کی وجہ سے اور اس لیے کہ اس کے نکلنے سے وضو واجب نہیں ہوتا، اور امام محمد۔ رحمه الله تعالى ۔ نے اس کو ناپاک کہا ہے[4]۔

②۔ **بنفسہ ناپاک چیزیں،** جو تمام چوپائے جانوروں کے جسم سے نکلے، جیسے پیشاب، گوبر اور خون؛ کیوں کہ ان میں نجاست کا معنی پایا جاتا ہے اور وہ ناپاکی ہے، اور اس غلاظت کا گندگی اور ناپسند بو میں بدل جانا ہے، اس سے صفائی کے اِمکان کے باقی رہنے کے ساتھ۔

---

[1] ۔رواه مسلم (۲۹۱)۔
[2] ۔البدائع 61/1۔سورة الانعام (۱۴۵)۔
[3] ۔ایک پرواز زہریلا کیڑا جس کے کاٹنے سے بدن میں کھجلی ہوتی ہے۔
[4] ۔البدائع ۱/ ٦١۔

اور سیدنا عبداللہ بنِ مسعود۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رفعِ حاجت کے لیے گئے، تو آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تین پتھر تلاش کر کے آپ کے پاس لاؤں، لیکن مجھے دو پتھر ملے، تیسرا ڈھونڈا مگر مل نہ سکا، تو میں نے خُشک گوبر اٹھالیا۔ اس کو لے کر آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے پاس آگیا، تو آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے پتھر لے لیا (مگر) گوبر پھینک دیا اور فرمایا: هَذِهِ رِكْسٌ [1]، یعنی یہ تو خود ناپاک ہے۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ۔ علیه الصلاة و السلام۔ (ایک مرتبہ) جب دو قبروں پر گزرے تو آپ۔ علیه الصلاۃ والسلام۔ نے فرمایا: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كبيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَاَ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ أَمَّا الْآخَرُفَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ [2]، یعنی آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں، ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا.

اور سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ [3]، یعنی پیشاب کے قطروں سے بچو کیوں کہ عام عذابِ قبر اسی سے ہوگا۔

اور سیدنا ابوامامۃ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: اِتَّقُوْا الْبَوْلَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِيْ الْقَبْرِ [4]، یعنی پیشاب سے بچو کیوں کہ سب سے پہلا حساب بندے سے اسی کا ہوگا قبر میں۔

مذکورہ تمام احادیث اپنے عموم کی وجہ سے تمام پیشابوں کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

اور سیدنا انس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: قَدِمَ أُنَاسٌ مِّنْ عُكْلٍ - أَوْ عُرَيْنَةَ - فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ - صلی اللہ علیہ وسلم. بِلِقَاحٍ، وَأَنْ يَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا [5]، یعنی کچھ لوگ عکل۔ یا عرینہ۔ (قبیلوں) کے مدینۂ منورہ میں آئے اور بیمار ہوگئے، اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے انہیں لقاح میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔

بے شک یہ حکمِ مذکور اونٹوں کے پیشاب کے پاک ہونے کا فائدہ نہیں دیتا ہے، جب کہ اس میں ایک مقصد پوشیدہ تھا جس کی وجہ سے انہیں ان کا پیشاب پینے کی وقتی طور پر اجازت دی گئی، اور وہ سبب بیماری ہے جس میں وہ مبتلا تھے، اور کسی چیز کو عند الضرورۃ تناول کرنے کو مباح کرنا اس کے مطلقًا حلال اور پاک ہونے کا مقتضا نہیں ہوتا۔

③۔ انھیں ناپاک چیزوں میں سے ان پرندوں کی بیٹ ناپاک ہے جو ہوا میں نہیں اُڑتے، جیسے مُرغی اور بطخ، ان میں نجاست کا

[1] -رواہ البخاری ١٥٦۔
[2] -رواہ البخاری (٢١٨)۔
[3] -رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحه۔
[4] -رواہ الطبراني و رجاله ثقات۔ مجمع الزوائد 1/ 205۔
[5] -رواہ البخاری (٢٣٣)۔

معنی پائے جانے، اوران کے پلید ہونے، اوران کے غلاظت اور ناپسند بو میں متغیّر ہونے کی وجہ سے۔

لیکن وہ پرندے جو ہوامیں اُڑتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

①۔**وہ پرندے جن کا گوشت کھایاجاتا ہے**، جیسے کبوتر اور چڑیا، توان کی بیٹ پاک ہے، اجماعِ امت کی وجہ سے عادۃً کبوتر کے جواز پر مسجدِ حرام۔زادھا اللہ شرفاًوتعظیماً۔اور دیگر جامع مسجدوں میں، ان کے علم کے باوجود کہ وہ ان میں اُڑتے ہیں، اور اگر وہ ناپاک ہوتا توجائز نہیں ہوتا، مساجد کوپاک رکھنے کا حکم صادر کرنے کے ساتھ۔

②۔**اُن پرندوں کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے جن کا گوشت نہیں کھایاجاتا**، جیسے شکرا (شکاری پرندہ)، باز اور چیل، ان سے بچنا مشکل ہونے کی وجہ سے، پس نماز جائز ہوجائے گی جب وہ کسی کپڑے میں لگے، جب تک کہ وہ ناپاک شدہ مقدار جس حصّے میں وہ لگی ہے کپڑے کے چوتھائی حصّے کے برابر نہ ہوجائے، جیساکہ گزرچکا۔

شراب نجس ہے

④۔**انھیں ناپاک چیزوں میں سے شراب ہے** اوراس کے ناپاک ہونے پر دلائل ملاحظہ ہوں:

① ۔اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [1]، یعنی اے ایمان والو! شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام، تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔اور رِجْس: یعنی نجاست۔

② ۔سیدنا ابوثعلبہ خشنی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔سے سوال کیا: کہا ہم اہلِ کتاب کے پڑوس میں رہتے ہیں، وہ اپنی ہانڈیوں میں سور کا گوشت پکاتے ہیں، اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، تو آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے فرمایا: إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا، وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا۔[2]، **یعنی** اگر تمھیں ان کے علاوہ برتن مل جائیں توان میں کھاؤ اور پیو، اور اگر تمھیں ان کے علاوہ برتن نہ ملیں تو انھیں پانی سے دھوڈالو پھران میں کھاؤ پیو۔

☜ چنانچہ آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے اس برتن کو دھونے کا حکم دیا جس میں شراب پی جاتی ہو، اور وہ اس کے ناپاک ہونے کی دلیل ہے۔

③ ۔امیرالمومنین سیدنا عثمان بنِ عفان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ: اِجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.سَمَّاهَا أُمَّ الْخَبَائِثِ [3]، **یعنی** تم شراب سے بچو کہ رسولِ کریم۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے اس کو اُم الخبائث فرمایا ہے۔

اور اس سے بچنے کا حکم دینے کا عموم اس کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتا ہے، جیساکہ خبث اور خبائث زیادہ تر شارع

---

[1] ۔سورة الانعام الآية ٩٠۔

[2] ۔رواه ابوداود: حديث نمبر ٣٨٣٩۔

[3] ۔رواه ابن حبان۔

کے کلام میں ناپاک چیزوں کے لیے ہی وارد ہوا ہے۔

④۔ مروی ہے کہ سیدنا خالد بن ولید -رضی اللہ عنہ- نے اپنے بدن پر آٹا گوندھنے کی طرح شراب سے ملا ، تو امیرالمومنین سیدنا عمر بن خطاب- رضی اللہ عنہ -نے انھیں خط لکھا : إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ عَلٰى بُطُوْنِكُم وَ أَشْعَارِكُمْ وَ أَبْشَارِكُمْ، **یعنی** بے شک اللہ تعالی نے شراب کو حرام فرمایا تمھارے پیٹوں پر اور تمھارے بالوں پر اور تمھارے جِلدوں پر ۔اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے : بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تَدَلَّكْتَ بِخَمْرٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ظَاهِرَ الْخَمْرِوَ بَاطِنَهَا، وَقَدْ حَرَّمَ مَسَّ الْخَمْرِ كَمَا حَرَّمَ شُرْبَهَا، فَلَاتَمَسُّوْهَا أَجْسَامَكُمْ فَإِنَّهَا نَجِسٌ[1]، **یعنی** مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے (اپنے آپ کو) شراب سے مَلا ہے، پس بے شک اللہ تعالی نے شراب کو حرام فرما دیا ہے اس کے ظاہر اور اس کے باطن کو، جیسا کہ حرام کر دیا ہے اس کے پینے کو، تو تم اس کو اپنے جسموں پر مَت مَلو کیوں کہ وہ ناپاک ہے ۔

اور انگور سے بنائی گئی شراب کے ناپاک ہونے پر علمائے کرام کا اتفاق ہے، لیکن اگر چینی اور دیگر میٹھی اَشیاء سے بنائی گئی ہو تو اس کے ناپاک ہونے میں ان کا اختلاف ہے، اس کے پینے کی حُرمت پر ان کا اتفاق کرنے کے ساتھ، اور اسی وجہ سے **بعض** علما نے اس کو نجاساتِ خفیفہ میں شمار کیا ہے، اور شیخ محمد الحامد سوری اس کا فتوی دیتے ہیں، اور کہتے ہیں اس قول میں ہمیں گنجائش حاصل ہے، اس مسئلہ میں عمومِ بلوی کی طرف نظر کرتے ہوے، چنانچہ لوگوں میں اس کا استعمال بکثرت ہو گیا ہے، اس کو جراثیم سے پاک کیے جانے (Alcohol) یعنی جراثیم کُش ،اور تزیین کاری کے خام اجزا (Cologne) میں اس کو ضرورۃً ملائے جانے کی وجہ سے ۔پس جب کوئی شخص الکحل یا کلوگن کا استعمال کرے، اور وہ استعمال کی جگہ بدن کے چوتھائی یا کپڑے کے چاتھائی حصّے کو نہ پہنچے، تو اس کو پاک کیے بغیر اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

Alcohol　　perfume

اور نماز پڑھنے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے کپڑے، اپنے بدن اور اپنی نماز کی جگہ کو ان تمام نجاستوں اور ان جیسی دیگر ناپاک چیزوں سے پاک وصاف رکھے، اور جمہور علمائے اُمت اسی طرف گئے ہیں۔

❀❀❀

[1] -رواه سعيد بن مسعود في سننه، والحاكم في تاريخه۔

نجاستوں کی وہ مقدار جو شرعًا معاف ہے

- وہ نجاستِ قلیلہ شرعًا معاف ہے جس سے بچنا مشقت سے خالی نہ ہو۔
- نجاستِ غلیظہ۔
- نجاستِ خفیفہ۔

❁❁❁

نجاستوں کی وہ مقدار جو شرعاً معاف ہے

وہ نجاستِ قلیلہ شرعًا معاف ہے جس سے بچنا مشقت سے خالی نہ ہو، یا اس کا زائل کرنا دُشوار ہو، آسانی کی رِعایت کرتے ہوے اور حرج کو دفع کرنے کے لیے، جیسے پیشاب کے چھینٹے جو کپڑے، بدن اور جگہ کو لگے، جب کہ وہ سوئی کے نوک کے برابر ہوں، اس حیثیت سے کہ وہ آنکھ سے نہ دیکھے جاسکیں [1]، پس یہ مقدار معاف ہوگی اس سے بچنا مشقت آمیز ہونے کی وجہ سے، اور سیدنا حسن بصری۔ رحمه الله تعالی ۔سے مروی ہے کہ: کون ہے جو اس پانی سے بچنا نہیں چاہے گا؟ بے شک ہم اللہ تعالی کی رحمت سے امید کرتے ہیں کہ اس کی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہو [2]۔

اور اس لیے کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے، پھر نمازی کے کپڑوں پر بیٹھتی ہے، اور ممکن ہے کہ مکھی کے پیروں پر نجاست کا کچھ حصہ ضرور موجود ہو، اور کوئی شخص اس سے بچ نہیں سکتا۔

- اور علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ استنجا کرنے میں صرف پتھروں پر اکتفا کرنے والے کی نماز جائز ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ پتھروں سے استنجا کرنا نجاست کو جڑ سے ختم نہیں کرتا ہاں اس کو کم ضرور کرتا ہے، تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قلیل نجاست معاف ہے۔

- **نجاستِ غلیظہ (3)**: وہ نجاست جو شرعًا معاف ہے علمائے کرام نے اس کی مقدار متعیّن کی ہے، گاڑھی نجاست میں ایک درہم کے برابر وزن کے اعتبار سے، اور بہنے والی نجاست میں ایک درہم کے برابر گولائی کے اعتبار سے ؛کیوں کہ جب استنجا کرنے میں پتھروں پر اکتفا کرنے پر علمائے کرام کا اجماع ہے، اور پتھروں سے استنجا کرنا نجاست کے اثر کو مکمل زائل نہیں

---

[1] ۔شرح المنية ۱۲۹۔
[2] ۔رواه ابن ابی شیبة ۔
[3] ۔ گاڑھی اور موٹی نجاست۔

کرتا اس کو کم ضرور کرتا اور سکھا دیتا ہے، تو ثابت ہوا کہ وہ نجاست جو استنجا کے جگہ کی مقدار میں ہو وہ معاف ہے، اور استنجا کے جگہ کی مقدار وہ ایک درہم ہے[1]۔

☜ اور وہ مقدار جو شرعًا معاف ہے، بے شک اس نجاست کی مقدار پر علما کا اتفاق ہے اور اس کو نجاستِ غلیظہ کہا جاتا ہے، لیکن وہ نجاست جس پر علما کا اتفاق نہیں ہے، جیسے نشہ آور چیزیں سوائے انگور کے پانی سے بنائی ہوئی شراب کے، اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، اور ان پرندوں کی بیٹ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے، اور ان پرندوں کی بیٹ جو ہوا میں اُڑتے ہیں، تو ان کی مقدارِ نجاست جو شرعًا معاف ہے اس سے زیادہ ہے، اور اس کو نجاستِ خفیفہ کہا جاتا ہے۔
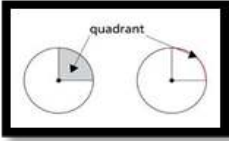
نجاستِ خفیفہ (2) : کپڑے اور بدن کے چوتھائی حصّے سے کم میں لگی ہو تو وہ نجاست شرعًا معاف ہے؛ اس لیے کہ کثیرِ فاحش نماز کے صحیح ہونے کو روکتی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ چوتھائی حصّے سے کم میں لگنا کثیرِ فاحش نہیں ہے۔

☜ جب نجاستِ خفیفہ غلیظہ سے مل جائے، تو خفیفہ غلیظہ کے حکم میں ہو جاتی ہے غلیظہ کی وجہ سے۔

شربت

☜ نجاست کی پوشیدگی ظاہر ہوتی ہے نہ بہنے والی (گاڑھی) چیزوں میں، لیکن بہنے والی چیزوں میں (جیسے شربت وغیرہ) تو جب اس میں نجاست گرے خفیفہ ہو یا غلیظہ اگرچہ کم ہو، ناپاک ہو جائیں گی[3]۔

☜ وہ چیز جو شرعًا اور ضرورۃً معاف ہے وہ بارش کے موسم میں اور کیچڑ میں دھنسنے کی وجہ سے راستے کی لگی ہوئی مٹی، اگرچہ کپڑا اس سے بھر جائے، جب تک کہ مٹی میں عینِ نجاست ظاہر نہ ہو۔

☆☆☆

[1] ۔انظر: بدائع الصنائع ۱/۷۹۔

[2] ۔ہلکی اور باریک نجاست۔

[3] ۔رد المحتار ۱/۳۲۲۔

مشقی سرگرمیاں

(الف) : مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: طہارت کی کتنی قسمیں، اور کون کون سی ہیں شمار کیجیے ؟
س: طہارت کن کن چیزوں کو شامل ہے شمار کیجیے ؟
س: وہ پرندے جو ہوا میں اُڑتے ہیں ان کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک ؟
س: نجاستِ غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے ؟
س: نجاستِ خفیفہ کی کتنی مقدار لگنے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا ؟
س: زخم سے نکل کر نہ بہنے والے خون کے ساتھ اور جیب میں خراب انڈا رکھ کر پڑھنے والے شخص کی نماز کا حکم لکھیے۔
س: شراب کے متعلق اللہ تعالی کا فرمان لکھیے۔
س: حدیثِ پاک کا ترجمہ کیجیے:"اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ ﷺ ۔ سَمَّاهَا أُمَّ الْخَبَائِثِ " ۔

(ب): خالی جگہ پُر کیجیے:

۱۔ خُبُث سے پاکی حاصل کرنا شامل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی طہارت کو.
۲۔ ہر وہ چیز جو تمام جانوروں کے بدن سے نکلے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے.
۳۔ مرغی اور بطخ کی بیٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے.
۴۔ کبوتر اور چڑیا کی بیٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے.
۵۔ وہ پرندے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کی بیٹ۔۔۔۔۔۔ہے.
۶۔ شراب۔۔۔۔ہے.
۷۔ الکحل۔۔۔۔۔۔ہے.
۸۔ جب نجاستِ خفیفہ غلیظہ سے مل جائے، تو خفیفہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے حکم میں ہو جاتی ہے.
۹۔ نجاستِ خفیفہ جو شرعاً معاف ہے کپڑے یا بدن کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حصے سے کم میں لگی ہو.
۱۰۔ نجاستِ غلیظہ کی وہ مقدار جو شرعاً معاف ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے برابر۔۔۔۔۔۔۔۔کے اعتبار سے گاڑھی نجاست میں، اور۔۔۔۔۔۔۔۔کے برابر۔۔۔۔۔۔کے اعتبار سے بہنے والی نجاست میں.

(ج) مندرجہ ذیل آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ نبویہ کا ترجمہ کیجیے:

1 ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْأَنْصَابُ وَ الْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ۔

2 ﴿ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّآ أَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ ۔

3۔ ﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ ﴾ ۔

4۔ ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ ۔

5۔ - اِجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ .ﷺ .سَمَّاهَا أُمَّ الْخَبَائِثِ ۔

6۔ - إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخَمْرَ عَلٰى بُطُوْنِكُمْ وَ أَشْعَارِكُمْ وَ أَبْشَارِكُمْ ۔

7۔ - ((اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِيْ الْقَبْرِ)) ۔

8- ۔ ((اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ)) ۔

9- ۔ ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ' وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ ' أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ وَ أَمَّا الْآخَرُفَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) ۔

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

☜ نجاست یا تو نظر آنے والی (مرئی) ہوگی یا نظر نہ آنے والی (غیر مرئی) ہوگی۔

☜ موٹے اور دبیز کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ۔

☆☆☆

نجاستِ مرئی اور غیر مرئی کو پاک کرنے کا طریقہ

نجاست یا تو نظر آنے والی (مرئی) ہوگی یا نظر نہ آنے والی (غیر مرئی) ہوگی۔

☜ **پس اگر نجاست مرئی ہو**، اس حیثیت سے کہ وہ آنکھ سے اولِ نظر میں دِکھائی دے، چنانچہ کپڑے کی طہارت یہ ہے کہ جب وہ اس کو لگے تو اس کو پانی سے دھوئے، یا ہر اس بہنے والی چیز سے جو نجاست کو جڑ سے ختم کردے، یہاں تک کہ اس کا عین زائل ہو جائے، سوائے اس اثر کے جس کا زائل کرنا مشقت آمیز ہو، اس طور پر کہ اس کے زائل کرنے میں پانی کے علاوہ صابون اور اس جیسی دوسری چیز کی ضرورت ہو، تو بے شک اس کا استعمال کرنا ضروری نہیں، اور اس چیز کا باقی رہنا کوئی نقصان نہیں دے گا جو صرف پانی سے زائل نہ ہو۔

☜ **پہلی دلیل :** سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے: کہ سیدہ خولہ بنت یسار۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نبی پاک۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، اور عرض کی: یارسول اللہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میرے پاس صرف ایک کپڑا ہے، اور اسی میں حائض ہوتی ہوں، آپ ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: ((فَإِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيْ مَوْضَعَ الدَّمِ، ثُمَّ صَلِّيْ فِيْهِ، **یعنی** تو جب تم پاک ہو تو خون کی جگہ کو دُھلو، پھر اس میں نماز پڑھو، میں نے عرض کی: یارسول اللہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اگرچہ اس کا اثر نہ نکلے ؟ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: يَكْفِيْكِ المَاءُ وَ لاَ يَضُرُّكِ أَثَرُهُ [1]، **یعنی** پانی سے دھونا تمھارے لیے کافی ہے اور اس کا اثر باقی رہنا تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا۔

☜ **دوسری دلیل :** ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے اس حائض کے بارے میں پوچھا گیا جس کے کپڑے کو خون لگا ہو، تو آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے فرمایا: تَغْسِلْهُ فَإِنْ لَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ فَلْتُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ مِّنْ صُفْرَةٍ [2]، **یعنی** اس کو چاہیے کہ وہ دُھلے اور اگر اس کا اثر نہ جائے تو اس کو کسی زرد چیز سے بدل دے۔

☜ **نجاستِ غیر مرئی:** جب نجاست دیکھی نہ جا سکے، جیسے نجاست کا رنگ جس پر وہ لگی ہے اس کپڑے کے رنگ کے مثل ہو تو کپڑا دھونے سے، اس وقت پاک ہوگا جب دھونے والے کے ذہن پر یہ بات غالب ہو جائے کہ وہ پاک ہو گیا، اور ظنِ غالب کا اعتبار عند الشرع کپڑے کو تین مرتبہ دھونے سے ثابت ہو جاتا ہے، اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جو سیدنا ابو ہریرہ

---

[1] ۔رواہ الامام أحمد۔

[2] ۔رواہ ابو داود۔

۔رضی اللہ عنہ۔سے مرفوعاً مروی ہے: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نَّوْمِهِ، فَلاَ يَغْمِسْ يَدَهُ فِيْ الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلاَثاً، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ [1]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو، تو اس کو برتن میں اپنا ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے یہاں تک کہ تین مرتبہ اس کو دُھلے، کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ نیند میں کہاں گزرا۔

اور اسی طرح ناپاک کپڑے پر زیادہ پانی گزار دینے سے ظنِ غالب ثابت ہو جاتا ہے.

اور جب کپڑا موٹا ہو: کہ نجاست کو جذب کرتا ہو تو اس کے پاک ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کپڑے کو تین مرتبہ دھویا جائے ہر مرتبہ اس کو نچوڑنے کے ساتھ، یا اس پر زیادہ پانی بہا دیا جائے ایک لمبے وقت تک، جیسے ناپاک قالین کو کسی نہر میں ایک دن یا ایک رات کے لیے چھوڑ دے، تو بغیر نچوڑے پاک ہو جائے گی۔

☜ پاک کرنے کا مقصد نجاست کے اثر کو زائل کرنا ہے جہاں تک تکلیف دہ نہ ہو، صفائی جس طریقے سے بھی حاصل ہو، اور کسی بھی چیز سے حاصل ہو [2]۔

پانی کے علاوہ دوسری چیز سے نجاست کو زائل کرنے کے جواز پر دلیل، جوام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے: مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَّاحِدٌ تَحِيْضُ فِيْهِ، فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيْقِهَا، فَقَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا[3]، **یعنی** ہمارے پاس صرف ایک کپڑا ہوتا تھا، جسے ہم حیض کے وقت پہنتی تھیں جب اس میں خون لگ جاتا تو اس پر تھوک ڈال لیتیں اور پھر اسے ناخنوں سے مسل دیتیں۔

اور ایک دوسری روایت میں آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے: كَانَتْ إِحْدَانَا تَغْسِلُ دَمَ الْحَيْضَةِ بِرِيْقِهَا، تَقْرَصُهُ بِظُفْرِهَا [4]، **یعنی** ہم میں سے کسی کے پاس ایک کپڑا ہوتا تو وہ حیض کے خون کو اپنے تھوک سے دھو دیتی تھیں، پھر اسے ناخنوں سے مسل دیتیں۔

نجاست کو زائل کرنے کے دوسرے کئی طریقے طہارت کے ذرائع کی بحث میں گزر چکے۔

☆☆☆

---

[1] ۔رواه مسلم (۲۷۸) ۔

[2] ۔شرح المنية (۱۸۶) ۔

[3] ۔رواه البخاري (۳۱۲) ۔

[4] ۔رواه عبد الرزاق في مصنفه، ۱/۴۵۔

مشقی سرگرمیاں

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے:

س: نجاستِ مرئی کو پاک کرنے کا طریقہ لکھیے۔

س: نجاست کا وہ اثر جس کو زائل کرنا دشوار ہو کیا اس کا باقی رہنا نقصان دے گا؟ کتاب کی روشنی لکھیے۔

س: نجاستِ غیرِ مرئی کو پاک کرنے کا طریقہ لکھیے ۔

س: وہ موٹا کپڑا جو نجاست کو جذب کر لیتا ہو اس کو پاک کرنے کا طریقہ بیان کیجیے؟

(ب) نیچے دی گئی عبارت کو پڑھ کر صحیح کی جگہ (√) اور غلط کی جگہ (×) کا نشان لگایئے :

١: دھوپ میں سکھانے سے ناپاک کپڑا پاک ہو جائے گا۔ ( )

٢: ناپاک کپڑا پاک ہو جائے گا جب پانی سے دھویا جائے یہاں تک کہ اس کا عین زائل ہو جائے۔ ( )

٣: نجاست کے اثر کا باقی رہنا نقصان دے گا۔ ( )

٤: تین مرتبہ دھونے سے ناپاک کپڑا پاک ہو جائے گا، ہر مرتبہ اس کو نچوڑنے کے ساتھ۔ ( )

❁❁❁

استنجا کا بیان
استنجا کی تعریف
اس کا حکم
استنجا کے آلات
استنجا کا طریقہ
قضائے حاجت کے سنن و آداب
مشقی سرگرمیاں

استنجا کا بیان

وہ تمام چیزیں جس سے جسم کو پاک کیا جاسکتا ہو وہ سب استنجا میں شامل ہیں۔

استنجا کی تعریف ہے: قضائے حاجت یعنی پیشاب یا پاخانہ سے فراغت کے بعد بدن سے ناپاکی کے آثار کو زائل کرنا.

اس کا حکم : طہارت حاصل کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، اللہ۔ سبحانہ وتعالی۔ نے اہلِ قباء کے متعلق فرمایا: ﴿ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ [1]، **یعنی** اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں.

سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے کہ: یہ آیتِ مبارکہ اہلِ قباء کے حق میں نازل ہوئی: ﴿ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ آپ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے کہا: یہ لوگ پانی سے استنجاء کرتے تھے، ان کے متعلق یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور سیدنا انس بنِ مالک۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ - يَدْخُلُ الْخَلَاءَ، فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَّسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔[2]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - بیت الخلاء میں جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے پانی سے آپ - ﷺ - طہارت حاصل کیا کرتے تھے ۔

اور یہ حکم اس وقت ہے جب نجاست اپنے مخرج سے متجاوز نہ ہو، یا اتنی کم مقدار میں پھیلی ہو جو شرعًا معاف ہے، لیکن جب وہ معاف شُدہ مقدار سے زیادہ پھیلے تو اس کو پانی سے دھونا واجب ہے، اور اس جیسی صورت میں طہارت حاصل کرنا فرض ہے ۔

☜ اور جب استنجا کرنا ناممکن ہو کسی بیماری کی وجہ سے تو استنجا کرنا اس سے ساقط ہو جائے گا، اور اس کے علاوہ اس صورت میں بھی استنجا کرنا جائز نہیں جب اس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو اور اس کے سامنے کشفِ عورت کا سبب بنے اور چُھپانے والی کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ ہی وہ شخص اپنی نظروں کو نیچی کرتا ہو پانی طلب کرنے کی صورت میں، اگرچہ نجاست مخرج میں پھیل جائے، اس جیسی صورت میں پتھر جیسی چیزوں سے نجاست کو حتی المقدور کم کرنے کی کوشش کرے، اور ستر نہ کھولے اور نماز پڑھے ۔[3]

☜ اور خروجِ ریح یا نیند سے بیدار ہونے کے بعد استنجا کرنا مشروع نہیں، اور ان جیسی صورتوں میں اس کا ایسا کرنا بِدعت شمار ہوگا۔

---

[1]- سورة البراءة الآية ١٠٨۔

[2]- رواه البخاری (١٥٢) ، الإداوة: چمڑے کا مشکیزہ. والعنزة: لاٹھی کو کہتے ہیں جس پر پھل کا لگا ہوا ہو۔

[3]-انظر : الدر المختار مع الحاشية ١ / ٣٣٨۔

استنجا کے آلات

پاکی حاصل کرنا ہر اس پاک چیز سے صحیح ہے جو رُطوبت و گیلے پن کو جذب کرتی ہو، اور نجاست کی جگہ کو پاک کرتی ہو، یا نجاست کو کم کرتی اور اس کو سکھا دیتی ہو۔

☜ اور استنجا کرنے میں ان چیزوں کا استعمال کرنا سب سے افضل ہے جن کی کوئی قیمت نہ ہو، جیسے پتھر، یا پُرانے پھٹے کپڑے کا ٹکڑا، یا کُھردرے کاغذ کا ٹکڑا جس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، یا پانی۔

(پہلا) سب سے افضل طریقہ: پانی اور پتھر کا جمع کرنا ہے، (پھر دوسرا اس سے کم درجہ) اس کے بعد پانی پر اقتصار کرنے میں فضیلت ہے (پھر تیسرا سب سے کم درجہ) اس کے بعد پتھر جیسی چیز پر اقتصار کرنا ہے، اور ان تمام چیزوں سے سنت پر عمل کرنے کا ثواب حاصل ہو گا اگرچہ فضیلت مختلف ہو گی[1]۔

☜ ہڈی، کھائی جانے والی چیز اور گوبر سے استنجا نہ کرے، اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جو صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے، کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: أَتَانِيْ دَاعِيْ الجِنّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرآنَ، قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَ نِيْرَانِهِمْ، وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عِظَمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِيْ أَيْدِيْكُمْ، أَوْفَرَ مَا يَكُوْنُ لَحمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ عُلْفٌ لِدَوَابِّكُمْ، **یعنی** مجھے جنّوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا میں اس کے ساتھ گیا اور جنّوں کو قرآنِ کریم سنایا، پھر ہم کو اپنے ساتھ لے گئے اور ان کے نشانات اور ان کے انگاروں کے نشانات بتلائے، جنوں نے آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سے توشہ چاہا آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: اس جانور کی ہر ہڈی جو اللہ کے نام پر کاٹا جائے تمھاری خوراک ہے تمھارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پُر ہو جائے گی اور ہر ایک اُونٹ کی مینگنی تمھارے جانوروں کی خوراک ہے، اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا، فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ [2]، **یعنی** ہڈی اور مینگنی سے استنجامت کرو کیوں کہ وہ تمھارے بھائی جِنّوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔

☜ اور جب یہ بات ثابت ہوئی کہ جنّات کے کھانوں سے استنجا کرنا ممنوع ہے، تو انسان کے کھانوں سے استنجاء کرنا بدرجۂ اولی ممنوع ہو گا[3]۔

اور یہ بات گزر گئی کہ نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے استنجا کے لیے دو پتھروں کو اختیار فرمایا، اور گوبر کو پھینک دیا، اور فرمایا: یہ تو

---

[1] ۔انظر: ردالمحتار ۱/ ۳۳۸ ۔

[2] ۔رواه مسلم (۴۵۰) ۔

[3] ۔رد المحتار ۱/۳۳۹۔

خود ناپاک ہے۔

استنجا کا طریقہ:

نمبر شمار	استنجا کا طریقہ بالاختصار
۱	استنجا کرنے والا استنجا کرنے کے لیے کسی خاص طریقہ سے پاکی حاصل کرنے کا پابند نہیں۔
۲	جب وہ پانی کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال کرے تو طاق عدد تین مرتبہ استعمال کرنا مستحب ہے۔
۳	لیکن جب پانی کا استعمال کرے، تو موضعِ نجاست کو پانی سے اس وقت تک دھوئے کہ اس کا دل مطمئن ہو جائے کہ وہ جگہ پاک ہوگئی ہے۔
۴	اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔
۵	البتہ جب وہ بائیں ہاتھ سے استنجا نہ کر سکے اس ہاتھ میں کسی مَرَض کے لاحق ہونے کی وجہ سے چنانچہ اس جیسی صورت میں رُخصت ہے۔
۶	قبلہ کی طرف مُنہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ وہ چار دیواری کے اندر ہو۔

استنجا کا طریقہ بالتفصیل:

استنجا کرنے والا استنجا کرنے کے لیے کسی خاص طریقہ سے پاکی حاصل کرنے کا پابند نہیں، بلکہ ایسا کوئی بھی طریقہ اختیار کر سکتا ہے جس سے اس کے استنجا کرنے کا مقصد پورا ہو، اور وہ مکمل صفائی و ستھرائی کا حصول ہے، چنانچہ وہ طریقہ اختیار کرے جس میں بہتر طریقہ سے صفائی حاصل ہو اور وہ نجاست کو پھیلنے سے کم سے کم جگہ میں محصور و محدود رکھنے میں مدد کرے۔

اور استنجا کرنے والا استنجا کرنے کے لیے پانی کے علاوہ کوئی اور چیز استعمال کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ طاق عدد تین دفعہ استعمال کرے استنجاء کے تعداد کی دوہرائی میں ایک سے زائد مرتبہ دوہرائے جانے کے وقت، اس حکم کی وجہ سے جو استنجا کرنے میں تین پتھروں کے متعلق وارد ہوا ہے، اور اس حکم کو استحباب پر محمول کیا گیا، اس روایت کی وجہ سے جو سیدنا ابو ہریرہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے فرمایا: مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَ مَنْ لَا فَلَا حَرَجَ ۔[1] **یعنی** جو شخص استنجا کے لیے پتھر یا ڈھیلا لے تو طاق عدد لے جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

لیکن جب پانی استعمال کرے، تو موضعِ نجاست کو پانی سے اس وقت تک دھوئے کہ اس کے دل میں اطمینان حاصل

[1] -رواہ احمد وابو داود وابن ماجہ وابن حبان۔

ہو جائے کہ وہ جگہ پاک ہو گئی ہے، یہاں تک کہ وسوسہ باقی نہ رہے چنانچہ تین مرتبہ موضعِ نجاست کو دھوئے۔[1]

☜ اپنے داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے، اس روایت کی وجہ سے جو سیدنا ابو قتادہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی کریم - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے فرمایا: إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ، وَ لَا يَسْتَنْجِيْ بِيَمِيْنِهِ، وَ لَا يَتَنَفَّسُ فِيْ الْإِنَاء۔[2]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا عضو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے نہ (پانی پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔

البتہ جب وہ اپنے بائیں ہاتھ سے استنجا نہ کر سکے اس ہاتھ میں کسی مَرض کے لاحق ہونے کی وجہ سے اور اس جیسی صورت میں رُخصت ہے۔

اور ادب یہ ہے کہ وہ قبلہ کی طرف مُنہ نہ کرے؛ کیوں کہ وہ اکثر کشفِ عورت کے ساتھ ہوتا ہے، اور رہا بول و براز کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہِ تحریمی ہے، اگرچہ وہ چاردیواری کے اندر ہو، آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے قول کے مطلق ہونے کی وجہ سے: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا، قَالَ أَبُوْ أَيُّوْبٍ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔[3]، **یعنی اللہ** کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو اس وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا مُنہ کر لیا کرو، سیدنا ابو ایوب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے فرمایا: کہ ہم جب شام میں آئے تو یہاں کے بیت الخلاء قبلہ رُخ بنے ہوئے تھے (جب ہم قضائے حاجت کے لیے جاتے) تو ہم مُڑ جاتے اور اللہ۔ عزوجل۔ سے مغفرت طلب کرتے۔

---

[1] -ردالمحتار ج ۱ ص ۳۳۷-
[2] - رواہ البخاری ۱۵۴-
[3] -رواہ البخاری (۳۹۴) -

قضائے حاجت کے سنن و آداب

نمبر شمار	قضائے حاجت کے سنن وآداب بالاختصار
۱	انسان پر مناسب ہے کہ وہ قضائے حاجت کے لیے جلدی کرے، اور تاخیر نہ کرے یہاں تک کہ پیشاب یا پاخانے کا غلبہ ہو، کیوں کہ یہ اس کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے، اور پیشاب کو روک کر پڑھی جانے والی نماز مکروہ ہوگی ۔
۲	بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے مناسب ہے کہ اپنی انگوٹھی یا ایسی کوئی چیز جس میں اَسمائے حُسنٰی یا اَسمائے اَنبیائے کرام۔ علیھم الصلاۃ والسلام۔ ہوں تو اس کو اُتار دے۔
۳	بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے۔
۴	بوقتِ دخول بایاں پیر پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت داہنا پیر پہلے باہر نکالے۔
۵	اپنے ستر کو بیٹھنے کے قریب ہونے سے پہلے نہ کھولے۔
۶	کسی پانی میں پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے اگر چہ جاری ہو، دریا، تالاب، کنویں، اور چشمے کے کنارے پر، اور درخت کے نیچے، کھیتی اور وہ سبزی جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہوں، اور کسی ایسی جگہ میں جہاں لوگ کسی مباح کام کے لیے جمع ہوتے ہوں، اور راستے میں، اور مسجد اور عید گاہ کے کسی کنارے۔
۷	پیشاب کرتے وقت ہوا کی گزر گاہ کی طرف رُخ نہ کرے، تا کہ پیشاب کے چھینٹے اس کے اوپر لوٹ کر نہ گریں، اسی طرح زمین کی نچلی سطح میں اوپر کی طرف رُخ کر کے نہ بیٹھے۔
۸	کسی سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔
۹	قضائے حاجت کے وقت بِلا ضرورت بات کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔
۱۰	بِلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔
۱۱	مرد کے لیے استبراء کرنا لازم ہے پیشاب کرنے کے بعد اور اسی طرح پاخانہ کرنے کے بعد استنجا کرنے سے پہلے۔
۱۲	خارج شُدہ چیز کو دفن کر دے اور قضائے حاجت سے اچھی طرح فراغت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے۔
۱۳	سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے اپنے ستر کو چھپالے۔
۱۴	بیت الخلاء سے باہر نکل کر دعا پڑھے۔
۱۵	پھر اپنے ہاتھوں کو دھوئے یا وضو کرے۔

قضائے حاجت کے سنن وآداب بالتفصیل:

① ۔انسان پر مناسب ہے کہ وہ قضائے حاجت کے لیے جلدی کرے، اور تاخیر نہ کرے یہاں تک کہ پیشاب یا پاخانے کا غلبہ ہو، کیوں کہ یہ اس کی صحت کے لیے نقصان دہ ہے، اور اس کا بیان عنقریب آئے گا کہ پیشاب کو روک کر پڑھی جانے والی نماز مکروہ ہوگی۔

②۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے مناسب ہے کہ اپنی انگوٹھی کو اُتار دے یا اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز ہو، جس میں اَسمائے حُسنٰی یا نبی پاک۔علیہ الصلاۃ والسلام۔کے اسمائے گرامی ہوں، اور سیدنا انس۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ. إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ۔[1]،**یعنی** حضور نبی اکرم۔ﷺ۔جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اُتار دیتے تھے۔

③ ۔بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، **یعنی** اللہ کے نام سے، اے اللہ! میں ناپاک جنّوں اور ناپاک جنّیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور جب قضائے حاجت کسی ایسی جگہ میں کرے جو اس کے لیے نہ بنائی گئی ہو جیسے جنگل و بیابان، تو ستر کھولنے سے پہلے کہے، چنانچہ سیدنا انس۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ نبی کریم ۔ﷺ۔(قضائے حاجت کے لیے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ (دعا) پڑھتے" أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"، **یعنی** اے اللہ! میں ناپاک جنّوں اور ناپاک جنّیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اور ایک روایت میں ہے: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ[2]، **یعنی** جب آپ۔ﷺ۔بیت الخلاء میں داخل ہونے کا اِرادہ فرماتے۔

اور مولائے کائنات امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ۔کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم۔سے مرفوعًا مروی ہے: سَتَرَ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُوْلَ : بِسْمِ اللّٰهِ۔[3]،**یعنی** جنات کی نظروں اور بنی آدم کے سامنے ستر کھولنے سے بچے اور جب ان میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے تو کہے: بسم اللہ۔

④ ۔بوقتِ دخول بایاں پیر پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت داہنا پیر پہلے باہر نکالے۔

⑤ ۔بیٹھنے کے قریب ہونے سے پہلے اپنے ستر کو نہ کھولے ،اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جو سیدنا انس۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے : كَانَ النَّبِيُّ - ﷺ - إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ، لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ۔[4]، **یعنی** نبی کریم -ﷺ -جب قضائے حاجت کا اِرادہ فرماتے، تو اپنے کپڑوں کو اس وقت تک نہ اُٹھاتے جب تک کہ زمین سے قریب

---

[1] ۔ رواه اصحاب السنن و ابن حبان، وصححه الترمذی۔

[2] ۔رواه البخاری (١٤٢)۔والخبث والخبائث: شیاطین کے مذکر اور ان کے مؤنث، یا اعمالِ مذمومہ۔

[3] ۔رواه أحمد والترمذی وابن ماجة ۔

[4] ۔رواه ابوداود والترمذی۔

نہ ہو جاتے ۔

⑥ کسی پانی میں پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے اگرچہ جاری ہو، دریا، تالاب، کنویں، اور چشمے کے کنارے پر، اور درخت کے نیچے اور بالخصوص جب کہ وہ پھلدار ہو، کھیتی اور وہ سبزی جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہوں، اور کسی ایسی جگہ میں جہاں لوگ کسی مباح کام کے لیے جمع ہوتے ہوں، اور راستے میں، اور مسجد اور عید گاہ کے کسی کنارے، اس سے اسلام کے ماحول کو صحیح وسالم رکھنے اور اَمراض سے بچانے کے لیے بہت زیادہ حریص ہونے پر دلالت ہوتی ہے ۔

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔سے مروی ہے نبی کریم رؤوف ورحیم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔نے فرمایا: اِتَّقُوْا اللَّعَانَيْنِ، قَالُوْا: وَ مَا اللَّعَانَانِ؟ قَالَ: ((الَّذِيْ يَتَخَلَّى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ)) [1]، **یعنی** معلمِ مَا كَانَ و مَا يَكُونُ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔نے اِرشاد فرمایا: بچو تم لعنت کے دو کاموں سے یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں، جاں نثار صحابۂ کرام۔ علیہم الرضوان ۔نے عرض کیا: وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔نے اِرشاد فرمایا: ایک توراہ میں (جدھر سے لوگ جاتے ہوں) پاخانہ کرنا، دوسری سایہ دار جگہ (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کرلیتے ہوں) پاخانہ کرنا۔ (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے)۔

اور سیدنا معاذ بنِ جبل۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔سے مرفوعاً مروی ہے: اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ، الْبَرَازَ فِيْ الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ، **یعنی** لعنت کی تین چیزوں سے بچو: مسافروں کے اترنے کی جگہ میں، عام راستے میں، اور سائے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے، اور ایک روایت میں ہے " وَ أَفْنِيَتِهِمْ " [2]، **یعنی** اور اپنے صحنوں (اور دالانوں) میں۔

اور سیدنا جابر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔سے مروی ہے: نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ [3]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے: نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ [4]، **یعنی** کہ بہتے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

⑦ ۔ پیشاب کرنے کے دوران ہوا کی گزر گاہ کی طرف رُخ نہ کرے، تاکہ پیشاب کے چھینٹے اس کے اوپر لوٹ کر نہ گریں، جیساکہ زمین کی سب سے نچلی سطح میں اوپر کی طرف رُخ کیے ہوئے نہ بیٹھے۔

⑧ ۔ کسی سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہِ تحریمی ہے، اس خوف سے کہ اندر سے کوئی ایذا دینے والی چیز اس پر نکلے جو اس کو تکلیف دے، یا یہ شخص اس میں موجود حیوانات کو تکلیف دے، اور مروی ہے: نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ [5]، **یعنی** نبی کریم۔

---

[1] ۔رواہ مسلم (٢٦٩) ۔

[2] ۔رواہ أبوداود وابن ماجة وابن حبان ۔

[3] ۔رواہ مسلم (٢٨١)۔

[4] ۔رواہ الطبرانی ورجاله ثقات مجمع الزوائد١/٨٢ ۔

[5] ۔رواہ أحمد وأبوداود والنسائی والترمذی وابن خزیمة.

ﷺ -نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

⑨ ۔قضائے حاجت کے وقت بِلا ضرورت بات کرنا مکروہِ تحریمی ہے،اس حدیث کی وجہ سے جو سیدنا ابو ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے مرفوعًا مروی ہے: ”لَا يَخْرُجُ اِثْنَانِ إِلَى الْغَائِطِ، فَيَجْلِسَانِ يَتَحَدَّثَانَ كَاشِفَيْنِ عَوْرَاتِهِمَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ ذٰلِكَ“[1]، **یعنی** دو شخص ایک ساتھ نہ نکلیں قضائے حاجت کے لیے، کہ دونوں ستر کھولے ہوئے آپس میں باتیں کرتے رہیں، چنانچہ اللہ۔عزوجل۔اس سے غضب ناک ہوتا ہے۔

⑩۔بِلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔سے مروی ہے کہ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ .بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ، مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا جَالِسًا۔[2]،**یعنی** جو آپ سے یہ کہے کہ آپ- ﷺ -کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تو اس کی تصدیق نہ کرو، کیوں کہ جب بھی آپ- ﷺ -پیشاب کرتے تو بیٹھ کر ہی کرتے۔

رہا نبی کریم- ﷺ -سے روایت کرنا کہ آپ- ﷺ -نے کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا تو وہ روایت عذر کے ساتھ محمول ہوگی یا بیانِ جواز کے لیے، ورنہ علی الاکثر آپ- ﷺ -کی عادتِ مبارکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی۔

۱۱۔مرد کے لیے پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرنا لازم ہے اور اسی طرح پاخانہ کرنے کے بعد استنجا کرنے سے پہلے، تاکہ وہ متأکد ہوجائے مخرج کی صفائی سے اور پیشاب کے اثر سے، اور اس کا دل اپنی عادت کے مطابق مطمئن ہوجائے نجاست کے نکل کر جدا ہونے تک، اور سیدنا ابو ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے مرفوعًا مروی ہے: اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مَنْهُ[3]،**یعنی** (پیشاب کے چھینٹوں سے بچتے ہوئے استبراء کرتے ہوئے)اچھی طرح پاکی و صفائی حاصل کرو، کیوں کہ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا ہی عذابِ قبر کے بالعموم اسباب میں سے ہے۔

اور عورت کے لیے استبراء کرنا ضروری نہیں، پس جب پیشاب سے فارغ ہوجائے تو تھوڑی دیر صبر کرے، پھر استنجا کرے[4]۔

۱۲۔خارج شدہ چیز کو دفن کردے اور قضائے حاجت سے اچھی طرح فراغت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے۔

۱۳۔سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے اپنے ستر کو چھپالے۔

۱۴۔بیت الخلاء سے باہر نکل کر یہ دعا پڑھے:غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَ عَافَانِيْ[5]،**یعنی** سب

---

[1] -رواه الطبراني ورجاله ثقات مجمع الزوائد۱/۸۴۔
[2] -رواه أحمد والنسائي والترمذي وابن ماجه ۔
[3] -رواه ابن خزيمة ۔
[4] -الهدية العلا ئية ۱۰۔
[5] -رواه أصحاب السنن وابن حبان، وصححه الترمذي ۔

خوبیاں اور شکر اللہ تعالی کے لیے ہے جس نے مجھ سے اذیت دہ چیز کو دور کیا اور مجھ کو راحت بخشی۔

اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔سے مروی ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ . ﷺ . إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ : غُفْرَانَكَ [1]، **یعنی** نبی کریم۔ﷺ۔جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو کہتے: اے اللہ ! میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں۔

اور سیدنا انس۔رضی اللہ تعالی عنہ۔سے مروی ہے کہ نبی کریم۔ﷺ۔جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو کہتے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذىٰ وَعَافَانِيْ۔[2]، **یعنی** تمام تعریفیں اس اللہ تعالی کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

۱۵۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دھوئے یا وضو کرے، اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔سے مروی ہے: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ . ﷺ . خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ إِلَّا مَسَّ مَاءً [3]،**یعنی** میں نے اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - کو بیت الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد بالخصوص پانی کا استعمال کرتے ہوئے پایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ : كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ تَوَضَّأَ [4]،**یعنی** جب آپ - ﷺ - بیت الخلاء سے فارغ ہوتے تو وضو کرتے ۔

اسی طرح اسلام نے پاکیزگی وصفائی کا اہتمام کیا ان دونوں کا انسانی صحت پر نمایاں اثر ظاہر ہونے کے سبب اور انسان کو امراض سے بچانے کے لیے ۔چنانچہ تحقیقی طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ کینسر کے لاحق ہونے کے بنیادی معاون اسباب میں سے کچھ اسباب شخصی پاکیزگی میں بعض پہلوؤں کی سُستی و لاپرواہی ظاہر ہوئی ہے، جیسے مُنہ اور مقعد (گاف) اور اعضائے تناسل (شرم گاہ) کی صفائی، جیساکہ ڈاکٹر احمد القاضی نے اپنے مطالعہ میں بیان کیا ہے۔رہا منہ کے بارے میں تو دلائل بتاتے ہیں کہ منہ کی صفائی پر غفلت برتنے اور کم توجہ دینے کی وجہ سے منہ اور گلے کے کینسر کے معاملات میں دن بدن اِضافہ ہو رہا ہے۔

رہا مقعد کی صفائی کا معاملہ، تو بے شک اس پر توجہ دینا ان اہم اسباب میں سے ایک ہے جو سوزش، جلن کی ان بیماریوں سے بچاتا ہے جو جسم کے نچلے حصہ کو لگ جاتی ہیں۔اور ایسا سمجھا جاتا ہے کہ عرصۂ دراز تک اس سیدھے حصہ اور گاف میں سوزش باقی رہنے کی وجہ سے کبھی اندرونی نالی کے کینسر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے [5]۔

☆☆☆

---

[1] ۔رواه أحمد وأبوداود والترمذی وابن حبان والحاكم ۔

[2] ۔رواه النسائی وابن ماجه ۔

[3] ۔رواه ابن ماجه ۔

[4] ۔ رواه أحمد۔

[5] ۔ الاستشفاء بالصلاة ۲۰۔

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س: استنجا کی تعریف اور اس کا حکم لکھیے۔
س: استنجا کے ذرائع لکھیے۔
س: کن دو چیزوں کا جمع کرنا افضل ہے اور اس کے بعد کے مراتب و درجات لکھیے۔
س: استنجا کے سنن اور آداب مختصراً لکھیے۔
س: اس حدیث کو مکمل لکھیے: إذا أتيتم الغائط فلا ------- ۔
س: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا لکھیے ۔
س: بیت الخلاء سے باہر نکلنے کے بعد کن جملوں سے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے؟
س: قضائے حاجت کے وقت بلاضرورت بات کرنے کا حکم لکھیے ۔
س: بلاعذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم لکھیے ۔
س: پانی میں بول و براز کرنے کا حکم لکھیے ۔

مندرجہ ذیل احادیثِ نبویہ کا ترجمہ کیجیے:

- اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔
- سَتَرَ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُوْلَ : بِسْمِ اللّٰهِ ۔
- اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ، الْبَرَازَ فِيْ الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ ۔
- نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ۔
- نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ ۔
- نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ۔
- لَا يَخْرُجُ اِثْنَانِ إِلَى الْغَائِطِ، فَيَجْلِسَانِ يَتَحَدَّثَانَ كَاشِفَيْنِ عَوْرَاتِهِمَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ ذٰلِكَ۔
- اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ ۔
- غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَ عَافَانِيْ۔

طہارت کی قسمیں

① حدث سے پاکی حاصل کرنا۔
② وضو کی تعریف اور اس کا حکم۔
③ وضو صحیح ہونے کی شرائط۔
④ مشقی سرگرمیاں۔

حدث سے پاکی حاصل کرنا

حدث سے پاکی حاصل کرنے کی دو قسمیں ہیں:

- حدثِ اصغر سے پاکی حاصل کرنا، جو وضو کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
- حدثِ اکبر سے پاکی حاصل کرنا، جو غُسل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

وضو کا بیان

وضو کی تعریف:

وضو کا لغوی معنیٰ ہے : روشن ہونا، خوبصورت ہونا ضمہ کے ساتھ، اور فتحہ کے ساتھ: وہ پانی جس سے وضو کیا جائے۔

وضو کا شرعی معنیٰ ہے : اعضائے مخصوصہ کا دھونا اور مسح کرنا۔

لغوی اور شرعی دونوں معانی میں اس طرح مطابقت ہوتی ہے کہ، وضو کرنے سے وہ اعضاء چمکتے ہیں جن پر وضو کا پانی گرتا ہے اور ان اعضاء کو صاف کرتا ہے، اور ان اعضاء پر آخرت میں بھی سفیدی اور چمک کے ذریعہ اس کا اثر ظاہر ہوگا، یعنی چہرہ اور دیگر اعضاء چمکیں گے جیسا کہ حدیثِ شریف میں ہے: إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ أَثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ-[1]، یعنی کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بُلائے جائیں گے، تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے بڑھالے یعنی وضو اچھی طرح کرے۔

وضو کا حکم : فرض، واجب، سنت، اور مستحب ۔

بالاختصار درج ذیل ہے۔

① ۔فرض : اس محدث کو وضو کرنا فرض ہے جس کو حدثِ اصغر لاحق ہو جب وہ نماز پڑھنے کا اِرادہ کرے، اگرچہ نمازِ جنازہ ہو یا سجدۂ تلاوت۔

- نیز محدث کو وضو کرنا فرض ہے جب وہ قرآنِ پاک کو چھونے کا ارادہ کرے ۔

② ۔واجب : کعبۂ معظمہ ۔زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً۔ کے گِرد چکر لگانے کے لیے وضو کرنا واجب ہے ۔

---

[1] ۔صحیح البخاری فی الوضوء ١٣٦۔

③ ۔سنت : سونے کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔

④ ۔مستحب:وضو پر وضو کرنا مستحب ہے ،

☜ نیز ترکِ گناہ اور اس سے توبہ کرنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے ۔

وضو کا حکم : بالتفصیل درج ذیل ہے۔

① ۔فرض : اس محدث کو وضو کرنا فرض ہے جس کو حدثِ اصغر لاحق ہو جب وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے، اگرچہ نمازِ جنازہ ہو یا سجدۂ تلاوت ، جیسے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ[1]﴾، یعنی اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا مُنہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

سیدنا ابو ہریرہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے ، کہ اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے ارشاد فرمایا: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ. حَتّٰى يَتَوَضَّأَ-[2]، یعنی جو شخص حدث کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ (دوبارہ) وضو نہ کرلے.

نیز مُحدِث کو وضو کرنا فرض ہے جب وہ قرآنِ پاک کو چھونے کا ارادہ کرے، اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جس کو اللہ کے پیارے رسول - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے عمرو بن حزم کے پیغام میں لکھا کہ: وَأَنْ لَّا يَمُسَّ الْقُرْآنَ إِلاَّ طَاهِرٌ [3]، یعنی بغیر طہارت کے قرآنِ پاک کو نہ چھوے .

اور مفسرینِ کرام ۔علیہم الرضوان۔کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کے قول :﴿ لَاْ يَمَسُّهٗٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴾ [4]، یعنی ((اُسے نہ چھوئیں مگر باوضو)) کو احداث اور انجاس (5) سے پاکی حاصل کرنے پر محمول کیا ہے۔

مگر فقہائے کرام ۔علیہم الرضوان ۔نے کہا کہ قرآنِ کریم کو چھونے کا ارادہ کرتے وقت وضو کی فرضیت فرضِ عملی ہے یعنی جس کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا؛ اس لیے کہ اللہ تعالی کا قول: ﴿ لَاْ يَمَسُّهٗٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴾ وضو کی فرضیت پر دلالتِ قطعی کے طور پر دلالت نہیں کرتا ہے، اس کے اس احتمال کے باقی رہنے کی وجہ سے جو لوحِ محفوظ کے متعلق خبر دینے سے ہے، جس کو ملائکہ کے سوا کوئی نہیں چھوتے۔

② ۔واجب :کعبۂ معظمہ ۔زادھا الله شرفاً وتعظیماً۔ کے گرد چکر لگانے کے لیے وضو کرنا واجب ہے، اس لیے کہ طوافِ کعبہ ایک ایسی عبادت ہے جو نماز کے مثل ہوتی ہے، نبی پاک ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے اِرشاد فرمایا: اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ

---

[1] ۔سورة المائده: الآية ٦۔

[2] ۔رواه البخاری (135)۔

[3] ۔رواہ مالک والنسائی والدار قطنی۔

[4] ۔سورة الواقعة : الآية ٧٩۔

[5] ۔حداث یعنی حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر اور انجاس یعنی نجاستِ خفیفہ اور نجاستِ غلیظہ سے پاکی حاصل کرنا مراد ہے۔

مِثْلَ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمُوْنَ إِلَّا بِخَيْرٍ [1]، یعنی خانۂ کعبہ۔زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً۔ کے گرد چکر لگانا نماز کی طرح ہے مگر یہ کہ طوافِ کعبہ میں تم باتیں کرتے ہو تو جو کوئی بات کرے خیر و بھلائی کی ہی بات کرے۔

③۔سنت: سونے کے لیے وضو کرنا سنت ہے ،چنانچہ سیدنا براء بن عازب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شَقِّكَ الْأَيْمَنِ وَ قُلْ : اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَ فَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَ أَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ))[2]،یعنی جب تم اپنے بستر پر سونے کا اِرادہ کرو تو نماز کی طرح وضو کرو، پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ جاؤ اور کہو: اے اللہ !میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا، اور اپنے معاملے کو تیرے حوالے کیا اور تیری پناہ اختیار کی اپنے شوق سے اور تیرے خوف سے تیری پناہ کے علاوہ کوئی پناہ نہیں اور نہ ہی تجھ سے کوئی راہِ فرار ہے، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جس کو تو نے نازل فرمایا، اور تیرے اس نبی پاک -صلی اللہ علیہ وسلم- پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا، چنانچہ اگر تم مر گئے تو فطرت پر مروگے، تو تم ان کلمات کو اپنا آخری کلام بنالو۔

اور سیدنا ابنِ عمر- رضی اللہ تعالیٰ عنہ-سے مرفوعاً مروی ہے: مَنْ بَاتَ طَاهِرًا، بَاتَ فِيْ شِعَارِهِ مَلَكٌ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ۔[3]،یعنی جو انسان باوضو رات گزارتا ہے، ایک فرشتہ اس کے تحتانی لباس میں رات گزارتا ہے، چنانچہ وہ بندہ بیدار نہیں ہوتا مگر فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے کہ: اے اللہ !اپنے فلاں بندے کو بخش دے۔

④ ۔مستحب : وضو پر وضو کرنا مستحب ہے، آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔کے اس پر مداومت و مواظبت کے ساتھ عمل کرنے کی وجہ سے، مگر آپ- صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم -کا اس پر مواظبت برتنا عام عادتِ کریمہ کی منزل میں ہے، اسی وجہ سے اس کو سنت میں نہیں شمار کیا، بلکہ یہ مستحب ہوگا۔

نیز ترکِ گناہ اور اس سے توبہ کرنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے فرمایا: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ -أَوِ الْمُؤْمِنُ -فَغَسَلَ وَجْهَهُ، فَخَرَجَ مِنْ وَّجْهِهِ كُلَّ خَطِيْئَةٍ نَّظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ - فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلَّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا

---

[1] -رواه الترمذى و النسائى و الحاكم-

[2] -رواه البخارى (٦٣١١) -

[3] -رواه ابن حبان -

رِجْلَاهُ، مَعَ الْمَاءِ - أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ۔[1]، **یعنی** جب بندۂ مسلم - یا مومن - وضو کرتا ہے تو اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں کے ذریعے سے دیکھے تھے، پھر جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گُناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس نے اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر کیے تھے پانی کے ساتھ - یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ - پھر جب اپنے دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو ہر وہ گُناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس نے اپنے پیروں سے چل کر کیے تھے، پانی کے ساتھ - یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکل جاتا ہے۔

اور امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے، اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے اِرشاد فرمایا :مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ۔ (2)، **یعنی** جو شخص بہت اچھی طرح سے وضو کرے، اس کے جسم سے تمام گناہ خارج ہو جاتے ہیں، حتی کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

[1]-صحیح مسلم (244)۔
[2]-صحیح مسلم (245) ۔

وضو صحیح ہونے کی شرائط:

نمبر	وضو صحیح ہونے کی شرائط بالاجمال
1	پاک پانی سے ہو، چنانچہ بغیر پانی کے وضو صحیح نہیں ہو گا۔
2	ہر اس چیز کو دور کرنا جو اعضائے مفروضہ تک پانی کو پہنچنے سے روکتی ہو جن کا دھونا وضو میں فرض ہے، جیسے موم، آٹا، لالی سے ناخنوں کو رنگنا۔
3	اس حدث کا ختم ہونا جو وضو کے صحیح ہونے کو روکتا ہو۔

① وہ پاک پانی سے ہو، چنانچہ بغیر پانی کے وضو صحیح نہیں ہو گا؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [1]، یعنی اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا مُنہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔ پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾، یعنی اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرلو۔

② ۔ ہر اس چیز کو دور کرنا جو پانی کو اعضائے مفروضہ تک پہنچنے سے روکتی ہو جن کا دھونا وضو میں فرض ہے، جیسے موم، آٹا، اور ناخنوں کو لالی سے رنگنا۔

☜ چنانچہ بعض عورتیں جو اپنے ناخنوں پر لالی لگاتی ہیں، وہ ناخنوں تک پانی کو پہنچنے سے روکتی ہے، تو وضو صحیح نہیں ہو گا یہاں تک کہ اس لالی کو ہٹا کر اس کے نیچے والے حصے کو دُھلے۔

لیکن چہرے اور ہونٹوں کا رنگنا تو وہ پانی پہنچنے سے نہیں روکتا، اس میں چپکاہٹ و لیس دار اور ٹھوس پن نہ ہونے کی وجہ سے، جیسے ہتھیلیوں اور پیروں پر مہندی کا اثر، اور ان مسائل میں عبرت و نصیحت پانی کا سرایت کرنا اور اس کا بدن تک پہنچنا ہے۔

☜ اگر کوئی شخص جس کے ہاتھوں یا پیروں میں تیل یا گھی یا ان جیسی چیزوں کی چکناہٹ ہو، اور وہ وضو کرے اور چکناہٹ کی جگہ پر پانی بہائے، تو پانی قبول نہ کرے، تو وضو جائز ہے دھویا جانا حاصل ہونے کی وجہ سے، لیکن جب چکناہٹ چربی یا گاڑھی گھی

[1] ۔سورۃ المائدہ: الآیۃ ٦۔

کی ہو، تو وضو صحیح نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس جیسی حالت میں پانی جِلد کی مساموں میں نہیں پہنچتا ہے۔

- ناک کے ظاہری حصے پر سوکھے ریشے جو پانی پہنچنے کو روکتے ہوں، چہرہ دھونے سے پہلے ان کو زائل کرنا ضروری ہے۔
- انگوٹھی کو حرکت دینا واجب ہے اگر وہ تنگ ہو، تاکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے، اور حرکت دینا سنت ہے اگر وہ ڈھیلی ہو۔
- وضو کرنے سے پہلے عورت پر مصنوعی ناخنوں کا نکالنا واجب ہے؛ کیوں کہ وہ پانی پہنچنے کو روکتا ہے۔
- اگر عورت مصنوعی بال پر مسح کرے تو صحیح نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس پر مسح کرنا ایسا ہی ہے جیسے سر کے دوپٹے (سرپوش) پر مسح کرنا، اور یہ وضو میں کافی نہیں ہے۔
- اعضائے وضو پر سے ہر اس رنگ کا زائل کرنا ضروری ہے جس کے لیے جِرم (جسم) ہو، جو جلد تک پانی کو پہنچنے سے روکے، مگر جس کے زائل کرنے میں دشواری ہو۔

③۔ اس حدث کا ختم ہونا جو وضو کے صحیح ہونے کو روکتا ہو: پس اگر وہ پیشاب کے قطرے نکلنا، یا اس کے زخم کا خون نکلنا بند ہونے سے پہلے وضو کرنا شروع کردے، تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوگا، مگر جب کہ وہ معذورِ شرعی ہو۔

اور اسی طرح عورت کا حالتِ حیض و نفاس میں وضو کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

☆☆☆

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س: وضو کی تعریف لکھیے۔

س: کس وقت وضو کرنا فرض۔۔۔واجب۔۔۔سنت۔۔۔اور مستحب ہے دلیل کے ساتھ لکھیے۔

س: قَوْلَهُ تَعَالَىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا۔۔۔﴾ قرآن پاک کی کس سورہ میں موجود ہے آیت نمبر کے ساتھ لکھیے؟

س: اللہ تعالی محدث کی نماز کو قبول نہیں فرماتا حدیثِ پاک لکھیے۔

س: اس حدیثِ پاک کو مکمل کیجیے: ((وَأَنْ لَّا يَمُسَّ الْقُرْآنَ ـ ـ ـ ـ ـ)) -

س: حدیثِ پاک کا ترجمہ لکھیے: ((اَلطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلَ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ ـــــــــ))؟

س: باوضو سونے والے کے لیے فرشتہ کس چیز کی دعا کرتا ہے حدیثِ پاک کو ترجمے کے ساتھ لکھیے۔

س: وضو صحیح ہونے کی شرطیں دلیل کے ساتھ لکھیے۔

س: انگوٹھی تنگ ہو یا ڈھیلی دونوں صورتوں میں وضو کرتے وقت اس کو حرکت دینے کا حکم لکھیے۔

س: وضو کرنے سے پہلے عورت پر مصنوعی ناخنوں کو نکالنے کا حکم لکھیے۔

س: کیا عورت کا مصنوعی بالوں پر مسح کرنا صحیح ہے؟

س: اس رنگ کو زائل کرنے کا حکم لکھیے جس کے لیے ایسا جرم ہو جو جلد تک پانی کو پہنچنے سے روکتا ہو۔

س: حدث ختم ہونے سے پہلے وضو کرنا شروع کردے تو اس وضو کا صحیح حکم لکھیے۔

جوڑیاں لگائیے (الف) کی (ب) کے ساتھ:

[الف]	[ب]
نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنا	واجب ہے
کعبۂ معظمہ کا چکر لگانے کے لیے وضو کرنا	سنت ہے
وضو پر وضو کرنا	فرض ہے
سوتے وقت وضو کرنا	فرض ہے
قرآنِ پاک کو چھونے کے لیے وضو کرنا	مستحب ہے

① وضو کے ارکان

② وضو کی سنتیں

③ وضو کے مستحبات

④ وضو کے مکروہات

⑤ وضو کے نواقض

⑥ مشقی سرگرمیاں

ارکانِ وضو

رکن : ہروہ فرض جو عبادت کی ماہیت میں داخل ہو، جیسے وضو میں چہرے کا دھونا، اور نماز میں رکوع یا سجدہ کرنا۔

لیکن شرط: توہر وہ فرض جو عبادت کی ماہیت سے خارج ہو، جیسے نماز کے لیے قبلہ کی جانب رُخ کرنا۔

اور فرض کی دو قسمیں ہیں: ① ـ قطعی ② ـ عملی

① ـ **فرضِ قطعی:** وہ عمل جس کا لزوم دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، جیسے وضو میں سر کا مسح کرنا، اللہ تعالی کے قول: ﴿وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ﴾ کی وجہ سے ہے۔

اور یہ فرض کی وہ قسم ہے جس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی، اور اس کے فوت ہونے سے، اس کا جواز اور مشروعیت فوت ہوجاتی ہے۔

② ـ **فرضِ عملی:** یہ عمل میں فرضِ قطعی کے مثل ہے ، اس اعتبار سے کہ اس کے فوت ہونے سے، اس کا جواز اور مشروعیت فَوت ہوجاتی ہے مگر اس کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی، جیسے وضو کے فرائض میں سر کے مسح کے متعلق مجتہد کی بتائی گئی فرض مقدار ، جیسے وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

ارکانِ وضو چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	ارکانِ وضو
۱	ایک مرتبہ چہرہ دھونا، قطروں کے ٹپکنے کے ساتھ اس پر پانی بہانا۔
۲	ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
۳	ایک مرتبہ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
۴	ایک مرتبہ دونوں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

اس کی فرضیت اللہ تعالی کے قول سے ثابت ہے : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡـكَعۡبَيۡنِ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا﴾[1]، **یعنی** اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو۔

[1] سورة المائده : الآية ٦۔

☜ لمبائی میں چہرے کی حد سطحِ پیشانی کی ابتدا سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور یہ وہ ہڈی ہے جس پر نچلے دانت ہیں، اور چوڑائی میں دونوں کانوں کی لَو کا درمیانی حصہ شامل ہے۔

☜ اور ناک کی طرف کا گوشۂ چشم چہرے کی حد میں داخل ہے، اور وہ دونوں آنکھوں کے کنارے والا وہ حصہ جو ناک سے متّصل ہے، چنانچہ اگر کوئی آشوبِ چشم کا مریض ہو تو آنکھوں کا سفید میل جو گوشۂ چشم میں جمع ہوتا ہے تو اس کے نیچے تک پانی پہنچانا واجب ہے، ورنہ نہیں۔

☜ وہ چمک جو کان اور اس کے مقابل بال اُگنے کی جگہ ہے چہرے کی حد میں داخل ہے۔

☜ ہونٹوں کا ظاہری حصہ جو ہونٹ بند کرنے کے وقت باقی رہتا ہے چہرے کی حد میں داخل ہے۔

☜ اس گھنی داڑھی کے ظاہری حصے کا دھونا جس کے نیچے کا حصہ دِکھائی نہ دیتا ہو، وہ اس جِلد کے دھونے کے قائم مقام ہوگا جو اس کے نیچے ہے، لیکن جب داڑھی قلیل ہو، اس حیثیت سے کہ اس کے نیچے کی جِلد دِکھائی دے رہی ہو، تو جِلد تک پانی پہنچانا اور اس کو دھونا مناسب ہوگا، اور اس داڑھی کا دھونا واجب نہیں جو چہرے کے گول دائرے میں پھیلی ہوتی ہے۔ اور مونچھ اور بھوؤں، اور وہ تھوڑے بال جو نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان ہوتے ہیں ان کا حکم داڑھی کی طرح ہے [1]۔

☜ اگر ناخن اتنا لمبا ہوجائے کہ اُنگلی کے سرے کو چُھپادے، اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچتا ہو، تو مانع کو زائل کرکے اس کے نچلے حصے کو دھونا واجب ہوگا [2]۔

☜ جو شخص اپنی داڑھی یا مونچھ مونڈادے یا اس کی جِلد کُھرچ جائے، تو اس جگہ کو دوبارہ نہیں دُھویا جائے گا۔ جیساکہ سر کے بال مونڈنے کی وجہ سے مسح کا اِعادہ نہیں کیاجاتا [3]۔

☜ دونوں کہنیاں دونوں ہاتھوں کے دُھلنے میں داخل ہیں اور دونوں ٹخنے - پیروں کے دونوں کناروں کی اُبھری ہوئی ہڈیاں - پیروں کے دُھلنے کے وجوب میں داخل ہیں۔

☜ آیتِ کریمہ: ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ میں رَأس پر رِجلین کا عطف ہونا، دونوں پیروں کے مسح کے اکتفا کرنے پر دلالت نہیں کرتا، بلکہ دونوں پیروں کا دھونا وضو میں ضروری ہے علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہونے کی وجہ سے، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو - رضی اللہ تعالیٰ - سے مروی ہے: کہ ایک سفر کے دوران نبی کریم - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - ہم سے پیچھے رہ گئے، آپ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - ہمارے پاس پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہوچکا تھا (ہم میں کچھ لوگ) اپنے پیروں پر (جلدی میں) ہاتھ پھیرنے لگے تو آپ - صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم - نے بلند آواز سے فرمایا" وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ"، **یعنی**

---

[1] ۔الهدية العلائية ۱۴ ۔

[2] ۔الهدية العلائية ۱۴ ۔

[3] ۔الهدية العلائية ۱۴ ۔

(ان) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

اور دوسرے لفظوں میں ہے، ، ہم اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔کے ساتھ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ کو لوٹے، راہ میں ایک جگہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہوگیا تھا، لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا، ہم جو ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا، تب اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - نے فرمایا: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ. أَسْبِغُوا الوُضُوْءَ[1]، **یعنی** خرابی ہے ایڑیوں کے لیے آگ سے، وضو مکمل کرو۔

اور امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا، اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - نے اسے دیکھا تو فرمایا: إِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ، فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى[2]، **یعنی** جاؤ اور اچھی طرح وضو کر کے آؤ، وہ لوٹ گیے پھر آکر نماز پڑھی۔

☆☆☆

---

[1] -صحیح مسلم (241)۔

[2] -صحیح مسلم (243)۔

وضو کی سنتیں

سنت کا لغوی معنی ہے: طریقہ اور عادت، **اور اصطلاحی معنی ہے :** دین میں استعمال کیا جانے والا طریقہ۔
اور عبادت کے باب میں سُنت کی دو قسمیں ہے :

ا: سنت ہُدیٰ، یا سنت مؤکدہ.　　۲: سنتِ غیر مؤکدہ.

① **۔ سنت ہُدیٰ، یا سنتِ مؤکدہ:** جس پر نبی پاک - ﷺ - نے مواظبت فرمائی ہو، اور جس کا کرنے والا اَجر و ثواب کا مستحق ہو گا، اور بلا عُذر ترک کرنے والے کی ملامت کی جائے گی، اور بعض علما کے نزدیک اس کا ترک گمراہی اور شرمندگی کا باعث ہے۔

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نبی کریم - ﷺ - کا کسی چیز پر مواظبت برتنا، اگر اس میں آپ - ﷺ - سے انکار ثابت ہو جائے کہ آپ - ﷺ - نے اس کو نہیں کیا، تو وہ عبادت واجب ہو جاتی ہے، کیوں کہ انکار کرنا وجوب کی دلیل ہے۔

② **۔ سنت غیر مؤکدہ:** جس میں بالعموم یا بالخصوص ندب کی دلیل وارد ہوئی ہو، اور جس پر نبی کریم - ﷺ - نے مواظبت نہ فرمائی ہو، اور جس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہو گا اور اس کے ترک کرنے والے کو بُرا نہیں سمجھا جائے گا۔

وضو کی سنتیں مندرجہ ذیل ہیں:

نمبر شمار	وضو کی سنتیں بالاجمال
۱	نیت سے وضو کی ابتدا کرنا۔
۲	تسمیہ یعنی **بسم اللہ الرحمن الرحیم** سے وضو کی اِبتدا کرنا۔
۳	دونوں ہاتھوں کو کلائی تک تین مرتبہ دھونا۔
۴	کلی کرتے وقت تین مرتبہ مسواک کرنا۔
۵	تین دفعہ منہ دھونا، ہر مرتبہ نئے پانی سے۔
۶	تین مرتبہ ناک کی نرم ہڈی تک دھونا، ہر مرتبہ پانی چڑھانے کے ساتھ۔
۷	گھنی داڑھی کا خِلال کرنا۔
۸	دونوں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
۹	تین مرتبہ اعضائے مغسولہ کو دھونا۔
۱۰	ایک پانی سے پورے سر کا مسح کرنا۔

۱۲	آیتِ وضو میں مذکور ترتیب کے مطابق وضو کرنا۔
۱۳	اعضائے مغسولہ کو رگڑنا۔
۱۴	پے در پے وضو کرنا۔

وضو کی سنتیں بالتفصیل:

① ۔نیت سے ابتدا کرنا، اور وہ دِل سے پُختہ اِرادہ کرنا ایسی عبادت وطاعت کو بجالانے کے لیے جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی، یا رفعِ حدث کی نیت کرنا، یا حکمِ الٰہی کی بجاآوری کا اِرادہ کرنا۔

اور وضو میں نیت کرنا، اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے، اس لیے کہ نیت کرنے سے وہ عبادت ہو جاتی ہے، اور جب وہ بغیر نیت کے وضو کرے گا تو اس کو اپنے وضو پر ثواب نہیں ملے گا، نبی پاک ۔ﷺ۔ نے اِرشاد فرمایا: ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى“ [1]، **یعنی** بے شک اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی، اور یہ حدیثِ مذکور اعمال کا ثواب پانے میں نیت کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہے، اور یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وضو کے صحیح ہونے کا دار و مدار نیت کرنے پر موقوف ہے، اور اسی وجہ سے جو شخص بغیر نیت کے وضو کرے اس کا وضو صحیح ہو جائے گا، اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے، کیوں کہ وہ شرط پائی گئی جو نماز کے لیے مطلوب تھی وہ اللہ تعالی کے قول: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ﴾ کی وجہ سے چنانچہ نیت کی قید و شرط سے بالاتر ہو کر صرف دھونے اور مسح کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، اور اس لیے کہ حصولِ طہارت کے لیے وضو کا حکم دیا گیا اور وہ نیت پر موقوف نہیں، بلکہ پاک کی جانے والی چیز کے استعمال پر موقوف ہے ایسی جگہ میں جو حصولِ طہارت کے قابل ہو، اور پانی فی نفسہ پاک اور غیر کو پاک کرنے والا ہو، چوں کہ پاک کرنا یہ پانی کا فطری عمل ہے، اور وضو میں عبادت کا معنی زوائد میں سے ہے [2]۔

نمبر شمار	نیت صحیح ہونے کی شرطیں
۱	مسلمان ہونا، چوں کہ کافر سے طاعت کی نیت صحیح نہیں۔
۲	جس چیز کی نیت کی جائے اس کا علم ہونا، پس اگر کوئی وضو کی نیت کرے اور وہ در حقیقت وضو کو جانتا ہی نہ ہو، تو اس کا وضو کی نیت کرنا صحیح نہیں۔
۳	جس طاعتِ اِلٰہی کو بجالانے کی نیت کرے اُس سے ہٹ کر کوئی دوسرا کام نہ کرنا ، پس اگر وہ وضو کی نیت کرے

[1] ۔صحیح البخاری (۱) ۔
[2] ۔انظر : بدائع الصنائع ۱/۲۰۔

پھر کھائے، تو اس کے بعد اس پر وضو کی تجدیدِ نیت کرنا ضروری ہے؛ اس لیے کہ کھانا یہ فعلِ اجنبی ہے برخلاف وضو کے۔	

②۔ تسمیہ یعنی **بسم الله الرحمن الرحیم** سے وضو کی ابتدا کرنا، اور مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهُ، وَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔[1]، **یعنی** اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہ ہو اور اس کا وضو نہیں جس نے بسم اللّٰہ نہ پڑھی ہو. اور اس پر اللہ تعالی کا نامِ مُبارک نہ لینے سے وضو کے کامل ثواب کی نفی مُراد ہے وضو صحیح ہونے کی نفی نہیں۔

اور سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نے اِرشاد فرمایا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَبْرَحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتُ، حَتّٰى تُحْدَثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ [2]، **یعنی** اے ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ جب تم وضو کرو تو بسم اللّٰهِ والحمد اللّٰهِ کہو، اس لیے کہ تمھاری حفاظت پر مامور فرشتے تمھارا وضو ٹوٹ جانے تک تمھارے لیے نیکیاں قلم بند کرتے رہیں گے۔

اور سیدنا ابن عمر۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: مَنْ تَوَضَّأَ وَ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَانَ طُهُورًا لِجَمِيْعِ بَدَنِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَلَيْهِ، كَانَ طُهُورًا لِأَعْضَاءِ وُضُوْئِهِ [3]، **یعنی** جو وضو کرے اور اس پر اللہ تعالی کا نام لے تو اس کا سارا جسم پاک وصاف ہوگا، اور جو اللہ تعالی کا نام نہ لے، اس کے اعضائے وضو ہی پاک وصاف ہوں گے۔

③۔ دونوں ہاتھوں کو کلائی تک تین مرتبہ دھونا، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِيْ الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ[4]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو، تو وہ ہر گز اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے جب تک کہ وہ تین مرتبہ اپنے ہاتھ کو نہ دھولے، کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ نیند میں کہاں گزرا۔

☜ اور دونوں ہاتھوں کو دھونا یہ سنت عام ہے نیند سے بیدار ہونے والے اور اس کے علاوہ کے لیے، سیدنا حمران۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے روایت ہے جو آزاد کیے ہوئے غلام تھے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ کے کہ: دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ۔ ۔ ۔ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ ﷺ۔ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ۔ ۔ ۔ [5]، **یعنی** امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے دونوں ہاتھوں کو

---

[1] ۔رواه احمد والترمذی۔
[2] ۔رواه الطبراني باسناد حسن۔
[3] ۔رواه البيهقي۔
[4] ۔رواه مسلم (۲۷۸)۔
[5] ۔رواه مسلم (۲۲۶)۔

کلائیوں تک تین بار دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔۔۔بعد اس کے کہا کہ میں نے اللہ کے پیارے رسول ۔ ﷺ ۔ کو دیکھا کہ آپ ۔ ﷺ ۔ نے وضو کیا اسی طرح جیسے میں نے اب وضو کیا۔

④۔ کلی کرتے وقت تین مرتبہ مسواک کرنا، اور اس کو ہر مرتبہ نئے پانی سے دھونا۔

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ [1]، **یعنی** اگر میں اپنی امت پر مشقت گوارہ نہ کرتا تو میں ضرور انھیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

☜ مسواک کرنا مستحب ہے نماز کے لیے، نیند سے بیدار ہونے کے وقت، قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے وقت، اور لوگوں کے ساتھ اجتماعی مجلس کے وقت۔

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ [2]، **یعنی** اگر میں اپنی اُمّت پر مشقّت گوارہ نہ کرتا تو میں ضرور انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اور سیدنا حذیفہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . إِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ [3]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔ جب تہجد پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دانتوں کو مسواک سے صاف فرماتے۔

اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مرفوعًا مروی ہے: السِّوَاكُ مُطَهَّرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ [4]، **یعنی** مسواک منہ کو پاک کرنے والا اور خُدائے بزرگ وبرتر کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

☜ اور مسواک کے نہ ہونے کی صورت میں ہر وہ ذریعہ جس سے دانتوں کو صاف کیا جاسکتا ہو وہ اس کے قائم مقام ہوگا، جیساکہ عورت کے لیے ایک خاص قسم کا گوند حصولِ ثواب میں مسواک کے قائم مقام ہوگا، جب اس سے عبادت کا قصد و ارادہ کرے۔

⑤۔ تین دفعہ منہ دھونا، ہر مرتبہ نئے پانی سے۔

⑥۔ تین مرتبہ ناک کی نرم ہڈی تک دھونا، ہر مرتبہ پانی چڑھانے کے ساتھ، اور نبی پاک۔ ﷺ ۔نے ان دونوں پر مواظبت فرمائی ہے، جیساکہ کثیر احادیث سے نبی پاک۔ ﷺ ۔کے وضو کے طریقے میں ثابت ہے، کہ آپ۔ ﷺ ۔نے ارشاد فرمایا: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخَرَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ لْيَنْتَثِرْ[5]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو

[1] ۔رواہ مالک و احمد والنسائی و ابن خزیمہ۔

[2] ۔رواہ البخاری (۸۸۷)۔

[3] ۔ رواہ مسلم (۲۵۵) والشوص: دانتوں کو مسواک کے ذریعہ چوڑائی میں ملنا۔

[4] ۔رواہ احمد و النسائی۔

[5] ۔رواہ مسلم (۲۳۷)، استنثار: ناک صاف کرنے کے بعد اس پانی کا نکالنا جو کچھ ناک کے بولاقوں میں ہو اس کے نکالنے کے ساتھ۔

ناک کے دونوں سوراخوں میں پانی چڑھائے پھر اس کو صاف کرے۔

☜ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لیے الگ الگ پانی کا استعمال کرنا جس پر آنے والی حدیثِ پاک سے دلالت ہوتی ہے: جو سیدنا طلحہ بن مُصرِف۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ : دَخَلْتُ .يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ .وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، وَالْمَاءُ يَسِيْلُ مِنْ وَجْهِهِ وَ لِحْيَتِهِ على صَدْرِهِ، فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَ الْاِسْتِنْشَاقِ۔ [1]، **یعنی** میں داخل ہوا - یعنی نبی پاک - ﷺ -کی بارگاہ میں حاضر ہوا - اور آپ۔ ﷺ۔ وضو فرما رہے تھے، اور پانی آپ - ﷺ -کے چہرۂ مبارکہ اور داڑھی مبارکہ سے سینۂ مبارکہ پر بہہ رہا تھا، تو میں نے آپ۔ ﷺ۔ کو کُلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے عمل کو جُدا جُدا کرتے دیکھا ،اور بالفاظِ دیگر : يَأْخُذُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مَاءً جَدِيْدًا[2]، **یعنی** ہر ایک کے لیے نیا پانی استعمال فرما رہے تھے۔

اور سیدنا ابووائل شقیق بن سلمہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ تَوَضَّأَ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، وَ أَفْرَدَا الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْاِسْتِنْشَاقِ، **یعنی** میں نے امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب اور امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ کو دیکھا کہ تین تین مرتبہ اعضائے وضو کو دُھلا، اور کلی کرنے کو ناک میں پانی چڑھانے سے الگ کیا، پھر آپ -رضی اللہ تعالیٰ عنہما- نے فرمایا: هٰكَذَا رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . ﷺ . تَوَضَّأَ [3]، **یعنی** ہم نے اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ کو اس طرح وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور بعض روایات جو ان دونوں (کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے) کے لیے ایک ہی پانی استعمال کرنے کے متعلق وارد ہوئی ہیں، یہ روایات بیانِ جواز پر محمول ہوں گی، ورنہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے نیا پانی استعمال کرنا یہی افضل ہے۔

اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مُبالغہ کرنا ،جب کہ وہ روزہ دار نہ ہو۔

⑦۔ گھنی داڑھی کا خِلال کرنا۔

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان- رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ اللہ کے پیارے رسول- ﷺ - كَانَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ [4]، **یعنی** اپنی ریشِ مبارکہ کا خلال فرماتے تھے۔

اور سیدنا انس بن مالک- رضی اللہ تعالیٰ عنہ-سے مروی ہے، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ،

---

[1] -رواه ابو داود-

[2] -رواه الطبراني-

[3] -رواه ابن السكن في صحيحه -

[4] -رواه الترمزى و حسنه-

فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ، فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، **یعنی** کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ جب وضو فرمایا کرتے تو چُلّو بھر پانی لیتے، اور اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل فرماتے، اور اس سے اپنی داڑھی مبارکہ کا خِلال فرماتے، اور فرماتے: هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ [1]، **یعنی** اسی طرح میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔

☜ حج اور عمرہ کرنے والے مُحرِم کو وضو میں اپنی داڑھی کا خلال کرنا مکروہ ہے، کہ خلال کرنے سے کچھ بال ٹوٹ کر گر نہ جائیں۔

⑧ ۔ دونوں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، تاکہ انگلیوں کے درمیان پانی پہنچ جائے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَ رِجْلَيْكَ [2]، **یعنی** جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کیا کرو۔

☜ انگلیوں کا خلال کرنا فرض ہو جاتا ہے جب انگلیاں ملی ہوئی ہوں کیوں کہ ان کے درمیان پانی نہیں پہنچتا۔

☜ ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنا اس طرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کے ظاہری حصے سے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے پچھلے حصے کا، اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، اس طرح کہ داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

چنانچہ سیدنا مُستورَد بن شداد فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ . إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ [3]، **یعنی** میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو اپنے پیر کی انگلیوں کا اپنی خنصر (چھوٹی انگلی) سے خِلال فرماتے۔

⑨ ۔ تین مرتبہ اعضائے مغسولہ [4] کو دھونا، اور یہ چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہیں، سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا: مَنْ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً فَتِلْكَ وَظِيْفَةُ الْوُضُوْءِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا، وَمَنْ تَوَضَّأَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ، وَ مَنْ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا فَذٰلِكَ وُضُوْئِيْ و وُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ [5]، **یعنی** جس نے ایک مرتبہ اعضاء کو دھو کر وضو کیا تو یہ ایک مرتبہ دُھلنا اس کے لیے ضروری (فرض) ہے، اور جس نے دو مرتبہ اعضاء کو دُھلا تو اس کے لیے دو گُنا اَجر ہے، اور جس نے تین مرتبہ اعضاء کو دُھلا تو یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا وضو ہے۔

اور سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ

---

[1] ۔رواہ ابو داود والحاکم۔
[2] ۔رواہ الترمذی و حسنہ ۔
[3] ۔رواہ الترمذي . صححہ ابن القطان۔
[4] ۔وضو میں دھوئے جانے والے اعضاء ۔
[5] ۔رواہ احمد و ابن ماجہ۔

ایک شخص نبی پاک۔ ﷺ ۔کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ۔ ﷺ ۔پاکی کیسے حاصل کی جائے؟ تو آپ۔ ﷺ ۔نے کسی برتن میں پانی منگوایا، پھر اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دُھلا، پھر اپنے چہرۂ مبارکہ کو تین مرتبہ دُھلا، پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دُھلا، پھر اپنے سر کا مسح فرمایا، پھر اپنی انگلیوں کو اپنے کان میں داخل فرمایا، اور اپنے انگوٹھوں سے اپنے کان کے ظاہری حصے کا مسح فرمایا، اور اپنی شہادت کی انگلیوں سے اپنے کان کے اندرونی حصے کا مسح فرمایا، پھر اپنے پیروں کو تین مرتبہ دُھلا، پھر ارشاد فرمایا: هٰكَذَا الْوُضُوْءُ، مَنْ زَادَ عَلىٰ هٰذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَ ظَلَمَ [1]، **یعنی** اسی طرح وضو ہے، جو اس پر زیادہ کرے یا کم کرے تو اس نے بُرا کیا اور ظُلم کیا۔

⑩۔ ایک پانی سے پورے سر کا مسح کرنا، آپ۔ ﷺ ۔کے اس پر مواظبت برتنے کی وجہ سے، جیسا کہ صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کُتُب میں نبی پاک۔ ﷺ ۔کے صفتِ وضو کی دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

رہا سر کے مسح میں فرض کی مقدار تو وہ چوتھائی ہے، اور اس پر حدیثِ پاک دلالت کرتی ہے کہ آپ۔ علیہ الصلاۃ و السلام۔نے اپنی پیشانی پر مسح فرمایا، اور وہ آپ۔ ﷺ ۔کے سر کا اگلا حصہ ہے، اور یہ مقدار سر کا چوتھائی حصہ ہے، اور آپ۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔سے اِس سے کم وارد نہیں ہوا، چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ . تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ [2]، **یعنی** کہ نبی پاک۔ ﷺ ۔نے وضو کیا تو اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح فرمایا اور عمامہ پر اور موزوں پر۔

اور دوسرے لفظوں میں: كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَ عَلىٰ نَاصِيَتِهِ [3]، **یعنی آپ** ۔ ﷺ ۔دونوں موزوں پر اور اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح فرماتے تھے۔

اور سیدنا انس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے، مروی ہے کہ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . يَتَوَضَّأُ وَ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ قَطَرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَ لَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ [4]، **یعنی** میں نے رسول اللّٰہ ۔ ﷺ ۔کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے جب کہ آپ۔ ﷺ ۔کے سرِ مبارکہ پر قطری دار عمامہ شریف بندھا ہوا تھا، تو آپ۔ ﷺ ۔نے عمامہ کے نیچے ہاتھ داخل فرما کر سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ شریف نہیں کھولا۔

اور سیدنا عطاء۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . تَوَضَّأَ، فَحَسَرَ الْعِمَامَةَ وَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، **یعنی** کہ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔نے وضو فرمایا تو عمامہ شریف کو سرِ مبارکہ سے الگ کیا اور اپنے سر کے اگلے

[1] ۔رواہ أبو داود والنسائي و ابن ماجه و ابن خزيمة۔

[2] ۔رواہ مسلم (۲۷۴) والناصية : مقدم الراس، وهو قدر ربعه۔

[3] ۔رواہ أبو داود۔

[4] ۔رواہ أبو داود۔

حصہ کا مسح فرمایا۔ یا آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے کہا: نَاصِيَتَهُ. بِالمَاءِ [1]، یعنی پانی سے سر کے ابتدائی اگلے حصہ کا مسح فرمایا۔

اور سیدنا ابن عمر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔سے مروی ہے: أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ رَفَعَ الْقَلَنْسُوَةَ وَ مَسَحَ مَقْدَمَ رَأْسِهِ [2]، یعنی کہ آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔جب اپنے سر کا مسح فرماتے تو ٹوپی مبارکہ کو اُٹھا لیتے اور اپنے سر کے سامنے والے حصے کا مسح فرماتے۔

☜ اور سر کا مسح ایک مرتبہ ہونا، جیسا کہ آپ۔علیہ الصلاۃ والسلام۔کے صفتِ وضو میں وارد ہوا، اور امیر المومنین سیدنا علی بن ابو طالب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے، أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا، وَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاحِدَةً، ،یعنی کہ آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔وضو فرماتے تو اپنے چہرۂ مبارکہ کو تین مرتبہ دُھلتے، اور اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دُھلتے اور اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح فرماتے پھر آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے کہا: هٰكَذَا تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. صلی اللہ علیہ وسلم. [3]یعنی اسی طرح اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔وضو کیا کرتے تھے۔

اور سیدنا ابنِ عباس۔رضی الله تعالى عنهما۔سے مروی ہے، أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ. صلی اللہ علیہ وسلم. يَتَوَضَّأُ. فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ كُلَّهُ ثَلاثًا ثَلَاثًا. قَالَ: وَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَ أُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَّاحِدَةً [4]، یعنی کہ آپ۔رضی الله تعالى عنهما۔نے رسولِ اکرم۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ تو مکمل حدیث کو تین تین دفعہ دُھلنے کا ذِکر فرمایا۔آپ۔رضی الله تعالى عنهما۔نے کہا: اپنے سر اور کانوں کا ایک مرتبہ ہی مسح فرمایا۔

☜ اور اسی سبب سے اپنے پورے سر کا ایک پانی سے ایک مرتبہ مسح فرماتے، اپنی ہتھیلیوں اور اپنی انگلیوں کو پانی سے تر فرماتے، اور اپنے سر کے اگلے حصہ پر ہر ہاتھ کی تین انگلیوں کو رکھتے، اور اپنے انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں کو اپنے سر سے اُٹھا کر رکھتے تاکہ اس سے اپنے کانوں کا مسح کرے، پھر اپنے ہاتھوں کو گُدی تک پھیرتے، تاکہ پورے سر کا مسح ہو جائے، اور اس دوران اپنی ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کو سر کے دونوں جانب پھیرتے۔

۱۱۔ سر کے مسح کے بعد دونوں کانوں کا مسح کرنا، ان دونوں کے لیے نیا پانی لیے بغیر، جیسا کہ سیدنا عمرو بن شعیب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کی حدیث میں گزرا: ثُمَّ أَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِيْ أُذُنَيْهِ وَ مَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلٰى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ وَبِالسَّبَّابَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ، یعنی پھر اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں داخل فرمایا، اور اپنے انگوٹھوں سے اپنے کانوں کے ظاہری حصہ کا مسح فرمایا، اور اپنی شہادت کی انگلیوں سے اپنے کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح فرمایا۔

---

[1]۔رواه الشافعي في مسنده۔
[2]۔رواه الدارقطني۔
[3]۔رواه ابو داود ۔
[4]۔رواه احمد وابو داود۔

اور سیدنا ابن عباس-رضی الله تعالی عنہما-سے نبی پاک-ﷺ-کے صفتِ وضو میں مروی ہے: ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَ أُذُنَيْهِ دَاخِلِهِمَا بِالسَّبَابَتَيْنِ، وَ خَالَفَ بِإِبْهَامِيْهِ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَ بَاطِنَهُمَا [1]، **یعنی** پھر چُلّو بھر پانی لیا پھر اپنے سر کا مسح فرمایا اور شہادت والی انگلی سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح فرمایا، پھر کان کے پچھلے حصہ کا انگوٹھوں سے مسح فرمایا، تو اس طرح دونوں کانوں کے ظاہری اور باطنی حصوں کا مسح ہو گیا۔

اور سیدنا ابن عباس-رضی الله تعالی عنہما-سے مرفوعًا مروی ہے: اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ [2]، دونوں کان سر کا حصہ ہیں، یعنی ایک پانی سے سر کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کیا جائے۔

اور سیدنا ابو اُمامہ-رضی اللہ تعالیٰ عنہ-سے مرفوعًا مروی ہے: وَ إِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ كَفَرَتْ عَنْهُ مَا سَمِعَتْ أُذُنَاهُ [3]، **یعنی** اور جب کوئی اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے کانوں سے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے اپنے کانوں سے سنے ہوں۔

اور سیدنا عبداللہ صنابحی-رضی اللہ تعالیٰ عنہ-سے مرفوعًا مروی ہے: فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَّأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ [4]، **یعنی** چنانچہ جب کوئی اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے اس کے گُناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں سے اس کے گُناہ نکل جاتے ہیں۔

اور اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں کان سر کا حصہ ہیں، اور ان دونوں کا مسح کیا جائے گا سر کے ساتھ چہرے کے ساتھ نہیں۔

اور لیکن جو نبی کریم-ﷺ-سے ثابت ہے کہ آپ-ﷺ-نے ان دونوں کے لیے نیا پانی لیا، تو وہ اس کے فرض ہونے کو ثابت کرنا ہے، اس احتمال کے ساتھ کہ ان کی ہتھیلی میں تری باقی نہ رہی ہو، یا بیانِ جواز پر دلالت کرنے کے لیے-واللہ اعلم۔

۱۲۔ آیتِ وضو میں مذکور ترتیب کے مطابق وضو کرنا، اور اسی طرح کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے درمیان ترتیب کا خیال رکھنا، ناک میں پانی چڑھانے اور چہرہ دھونے کے درمیان، اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے دھونے میں داہنی جانب سے شروع کرنا، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ-رضی اللہ تعالیٰ عنہا-سے مروی ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ. يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنَ فِيْ تَنَعُّلِهِ وَ تَرَجُّلِهِ وَ طُهُوْرِهِ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ [5]، **یعنی** نبی پاک-ﷺ-جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے اور اپنے ہر کام میں

---

[1]-رواه النسائى و ابن ماجه و ابن حبان و ابن خزيمة۔

[2]-رواه الدارقطني۔

[3]-رواه احمد والطبراني۔

[4]-رواه مالك والنسائى و ابن ماجه والحاكم ۔

[5]-رواه البخاري (168)۔

داہنی طرف سے کام کی ابتدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

سیدنا ابوہریرہ- رضی اللہ تعالیٰ عنہ -سے مرفوعًا مروی ہے: إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَامِنِكُمْ [1]، **یعنی** جب **تم** وضو کرو تو اپنی داہنی طرف سے شروع کرو۔

۱۳۔ اعضائے مغسولہ کو رگڑنا، اس لیے کہ وہ اس کے محل میں فرض کو مکمل کرنے والا ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زید۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے، أَنَّهُ - ﷺ - أُتِيَ بِثُلُثَيْ مُدٍّ، فَجَعَلَ يَدْلُكُ ذِرَاعَيْهِ [2]، **یعنی** آپ - ﷺ - کے پاس دو تہائی مُد پانی پیش کیا گیا تو آپ - ﷺ - اس پانی کو اپنے بازوؤں سے مَلنے لگے۔

اور سیدنا ابنِ عمر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . ﷺ . إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرَكِ، ثُمَّ شَبَّكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا [3]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول- ﷺ -جب وضو کرتے تو اپنے چہرۂ مبارکہ کے دونوں بازوؤں پر اچھی طرح مَلتے تھے، پھر اپنی انگلیوں سے اپنی داڑھی کا نچلی جانب سے خلال کرتے تھے۔

۱۴۔ پے در پے وضو کرنا، اور وہ ہر عضو کو اس سے پہلے والے عضو کے سوکھنے سے پہلے دھونا، اور بلا عُذر ان دونوں کے درمیان فصل نہ کرنا، اس طور پر کہ پہلا عضو سوکھ جائے جب کہ موسم معتدل ہو، اس پر نبی پاک- ﷺ -کے مواظبت برتنے کی وجہ سے۔

اور عُذر کے وقت پے در پے نہ کرسکنے کی صورت میں رُخصت ہے، کہ پانی ختم ہوجائے تو وہ کسی نیا پانی لانے والے شخص کا انتظار کرے۔
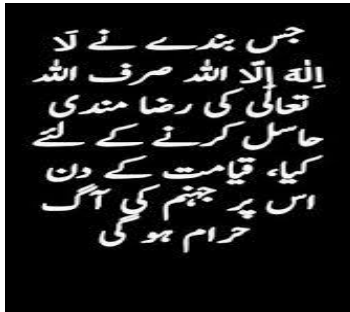
[1] -رواہ اصحاب السنن۔

[2] -رواہ أحمد و ابن خزیمۃ۔

[3] -رواہ ابن ماجہ والدارقطنی والبیہقی۔

وضو کے مستحبات

نمبر شمار	وضو کے مستحبات بالاجمال
1	سر کے مسح کے بعد گردن کا مسح کرنا۔
2	قبلہ کی طرف رُخ کر کے وضو کرنا۔
3	پاک جگہ وضو کرنا۔
4	نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے، باوضو ہو کر نماز کے لیے تیار رہنا۔
5	اعضائے وضو کے دُھلنے اور مسح کرنے کے تمام افعال بذاتِ خود کرنا، بغیر کسی کی مدد لیے ہوئے۔
6	کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لیے سیدھے ہاتھ سے پانی لینا، اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا اور صاف کرنا، اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مگر جب کہ وہ روزہ دار ہو۔
7	وضو کے دوران دنیاوی گفتگو نہ کرنا، تاکہ اس کا وضو دنیاوی خیالات سے پاک ہو۔
8	پانی کے استعمال میں زیادتی یا کمی نہ کرنا۔
9	وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو کر پینا۔
10	وضو کے بعد کی دعا پڑھنا۔
11	وضو کے بعد دو رکعت (تحیۃ الوضوء) نماز پڑھنا۔
12	ہاتھوں اور پیروں کے دھونے میں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر تک مقدارِ فرض سے بڑھا کر دھونا۔

وضو کے مستحبات بالتفصیل:

①۔ سر کے مسح کے بعد گردن کا مسح کرنا، چنانچہ مرفوعًا مروی ہے، مَنْ تَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عُنُقَهُ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]، یعنی جو وضو کرے اور اپنی گردن کا مسح کرے قیامت کے دِن ہاتھ کی بیڑی یا گلے کا طوق پہنائے جانے سے محفوظ ہوگا۔

اور سیدنا لیث بن مُصرِف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ ﷺ۔ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، حَتّٰى بَلَغَ الْقَذَالَ وَمَا يَلِيْهِ مِنْ مُقَدَّمِ الْعُنُقِ، یعنی کہ آپ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے اللہ کے پیارے رسول ۔ﷺ۔ کو اپنے سر کا مسح کرتے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ وہ سر کے پچھلے حصہ تک پہنچے جو گردن کے اگلے حصّے سے مِلا ہوا ہوتا ہے۔ اور بالفاظِ دیگر: فَلَمَّا مَسَحَ رأسَهُ قَالَ هٰكَذَا، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مِنْ مُقَدَّمِ رَأْسِهِ، حَتّٰى بَلَغَ بِهِمَا إِلٰى أَسْفَلِ عُنُقِهِ مِنْ قِبَلِ قِفَاهُ [2]، یعنی چنانچہ جب انھوں نے اپنے سر کا مسح کیا تو کہا اسی طرح، اپنے ہاتھ سے اِشارہ کیا اپنے سر کے اگلی جانب سے

[1] ۔رواه الديلمي في مسند الفردوس بسند ضعيف۔

[2] ۔رواه أحمد والطحاوي والطبراني . والقذال : مؤخر الرأس۔

لے کر دونوں جانب کا اِحاطہ کرتے ہوئے اپنی گردن کے نچلے حصّے تک پہنچائے یعنی اپنی گُدی کی پچھلی جانب۔

②۔ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کرنا؛ کیوں کہ وہ عبادت ہے تو اس کے لیے بہترین نشستوں کا انتخاب کرے، اور وہ قبلہ کی جانب رُخ کرنا ہے۔

③۔ پاک جگہ وضو کرنا۔

④۔ باوضو ہو کر نماز کے لیے تیار رہنا، نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے، اس لیے کہ اس میں نماز کا انتظار کرنا ہے، اور نماز کا انتظار کرنے والے کے لیے وہی ثواب ہے جو نماز ادا کرنے والے کے لیے ہے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: لاَ يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلاَةٍ مَا كَانَ فِيْ مُصَلاَّهُ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ، وَ تَقُوْلُ الْمَلاَئِكَةُ : اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ [1]، یعنی جب تک آدمی نماز کا منتظر اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تب تک وہ نماز ہی میں ہے اور فرشتے اس کے لیے کہتے ہیں: یا اللہ! اس کو بخش اور اس پر رحم کر، یہاں تک کہ وہ چلا جائے یا محدث ہو جائے۔

⑤۔ اعضائے وضو کے دُھلنے اور مسح کرنے کے تمام افعال بذاتِ خود کرنا، بغیر کسی کی مدد لیے، رہا پانی بہانا یا اس کو منگوانا، تو اس میں کسی اور کی مدد لینے میں کوئی کراہت نہیں، چنانچہ سیدنا انس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ، فَآتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَغْتَسِلُ بِهِ [2]، یعنی اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حاجت کو کُھلے میدان میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے پاس لاتا، آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس سے استنجا کرتے۔

اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے روایت ہے کہ: بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لَيْلَةً، إِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيْ، فَتَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ [3] یعنی میں ایک رات اللہ کے پیارے رسول ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کے ساتھ تھا، آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اُترے اور حاجت سے فارغ ہوئے، پھر آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آئے تو میں نے آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پر ڈول سے پانی ڈالا جو میرے پاس تھا، آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

⑥۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے لیے سیدھے ہاتھ سے پانی لینا، اور بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا اور صاف کرنا، اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مگر جب کہ وہ روزہ دار ہو۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ: كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهِ وَطَعَامِهِ، وَ

---

[1] -رواه مسلم (649) ۔
[2] -رواه مسلم (271) ۔
[3] -رواه مسلم (274) ۔

كَانَتِ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهِ وَ مَا كَانَ مِنْ أَذًى [1]، یعنی اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے، اور بایاں ہاتھ قضائے حاجت کے لیے اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے۔

⑦ ۔ وضو کے دوران دنیاوی گفتگو نہ کرنا، تاکہ اس کا وضو دنیاوی خیالات سے پاک ہو، اس لیے کہ وضو عبادت کا بنیادی اور اولین پہلو ہے۔

⑧ ۔ پانی کے استعمال میں زیادتی یا کمی نہ کرنا، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ سیدنا سعد ۔ رضی اللہ عنہ ۔ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے۔ ارشاد فرمایا : ((مَا هٰذَا السَّرَفُ ؟)) ((یہ اِسراف کیسا ؟)) عرض کیا: کیا وضو میں اِسراف ہوتا ہے ؟ آپ۔ ﷺ۔ نے فرمایا : نَعَمْ وَ إِنْ كُنْتَ عَلٰى نَهْرٍ جَارٍ [2]، یعنی ((ہاں، اگرچہ تم نہرِ رواں پر بیٹھے وضو کر رہے ہو))۔

سیدنا اُبَیّ بن کعب۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول - ﷺ - نے ارشاد فرمایا : إِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا، يُقَالُ لَهُ : الوَلَهَانُ، فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ ، یعنی بے شک وضو کے لیے ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تو پانی کے وسوسے سے بچو ۔

⑨ ۔ وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو کر پینا، چنانچہ سیدنا حسین بن علی۔ رضی الله تعالی عنہما ۔ سے مروی ہے کہ: دَعَا عَلِيٌّ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ بِوُضُوْءٍ، فَقَرُبَ لَهُ - فَوَصَفَ وُضُوْئَهُ - ثُمَّ قَالَ : ثُمَّ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ لِيْ : نَاوِلْنِيْ ۔ فَنَاوَ لْتُهُ الَّذِيْ فِيْهِ فَضْلَ وُضُوئِهِ، فَشَرِبَهُ قَائِمًا، فَعَجَبْتُ، فَلَمَّا رَأَى عَجَبَنِيْ قَالَ: لَا تَعَجَّبْ، فَإِنِّيْ رَأَيْتُ أَبَاكَ النَّبِيَّ - ﷺ - يَصْنَعُ مِثْلَ مَا رَأَيْتَنِيْ، يَقُوْلُ بِوُضُوْءِهِ هٰذَا، وَ يَشْرِبُ فَضْلَ وُضُوْئِهِ قَائِمًا [3]، یعنی میرے والد امیر المومنین سیدنا علی مرتضی ۔ رضی اللہ عنہ ۔ نے مجھ سے وضو کا پانی مانگا، تو میں نے انھیں (وضو کا پانی) لا کر دیا۔ تو آپ (سیدنا حسین بن علی ۔ رضی اللہ عنہ ۔) نے وضو کی کیفیت بتائی۔ پھر فرمایا: پھر آپ (سیدنا علی ۔ رضی اللہ عنہ ۔) اٹھ کر کھڑے ہو گئے، اور کہنے لگے: مجھے (برتن) دو، چنانچہ میں نے وہ برتن بڑھا دیا جس میں ان کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا، تو آپ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ نے وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پیا، تو مجھے تعجب ہوا، جب آپ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ نے میری طرف دیکھا تو فرمایا : میرے اس فعل سے آپ متعجّب نہ ہوں، کیوں کہ میں نے آپ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ کے نانا جان رسولِ اعظم - ﷺ - کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے، وہ اپنے اس وضو کے اور اس سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کے متعلق کہہ رہے تھے۔

⑩ ۔ وضو کے بعد کی دعا پڑھنا : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ

---

[1] ۔ رواه أحمد و أبو داود۔

[2] ۔ السنن لابن ماجة- جامع الأحاديث۔

[3] ۔ رواه النسائی والطحاوی ۔

رَسُوْلُهُ - ﷺ-، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجَعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، وَاجَعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ، یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضور سیدنا محمد مصطفی- ﷺ - اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے خوب خوب توبہ کرنے والوں، اور پاک ستھرا رہنے والوں میں سے بنا اور اپنے نیک بندوں میں سے بنا۔

☜ **فضیلت:** سیدنا عقبہ بن عامر ۔ رضی اللہ عنہ ۔سے مرفوعاً مروی ہے : مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا - ﷺ - عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ[1]،یعنی جو وضو کے بعد یہ کہے أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا - ﷺ -عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ، تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے چاہے داخل ہوجائے۔

۱۱ ۔وضو کے بعد دو رکعت (تحیۃ الوضوء) نماز پڑھنا، چنانچہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان- رضی اللہ عنہ -سے مروی ہے کہ آپ- رضی اللہ عنہ -نے وضو کیا پھر کہا: میں نے اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔کو دیکھا کہ آپ- ﷺ -نے اسی طرح وضو کیا جیسے میں نے اب وضو کیا، پھر اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔نے فرمایا:((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، لاَ يَحْدُثُ فِيْهِمَا نَفْسُهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) [2]، **یعنی** ((جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھے، وضو اور نماز کے درمیان کسی خیال میں غرق نہ ہو، تو اس کے اگلے گُناہ سب بخش دیئے جائیں گے))۔

۱۲ ۔ ہاتھوں اور پیروں کے دھونے میں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر تک مقدارِ فرض سے بڑھا کر دھونا۔

☜ **فضیلت :** سیدنا نُعیم بن عبداللہ۔ رضی اللہ عنہ ۔سے مروی ہے: قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ۔ رضی اللہ عنہ ۔ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ . ثُمَّ قَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ. ﷺ . يَتَوَضَّأُ وَقَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. ﷺ : أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَ تَحْجِيْلَهُ [3]،یعنی میں نے سیدنا ابو ہریرہ ۔ رضی اللہ عنہ ۔کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ۔ رضی اللہ عنہ ۔نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا، پھر داہنا ہاتھ دھویا، یہاں تک کہ بازو کا ایک

[1] -رواہ مسلم (۲۳۴) ۔
[2] -رواہ مسلم (۲۲۶) ۔
[3] -رواہ مسلم (246) ۔

حصہ دھویا، پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا، پھر سر کا مسح کیا، پھر سیدھا پاؤں دھویا، تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا، پھر کہا: میں نے اللہ کے پیارے رسول- ﷺ - کو ایسا ہی وضو فرماتے ہوئے دیکھا پھر کہا اللہ کے پیارے رسول- ﷺ -نے ارشاد فرمایا: تمھاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے قیامت کے دن وضو پورا کرنے کی وجہ سے، پھر جو کوئی تم میں سے اپنے منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھائے۔

❁❁❁

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کوئی شخص نماز کی وجہ سے جب تک کہیں ٹھہرا رہے گا اسکا یہ سارا وقت نماز میں شمار ہوگا، اور ملائکہ اس کیلئے یہ دعا کرتے رہیں گے: اے اللہ! اسکی مغفرت فرما اور اس پر اپنی رحمت نازل کر، جب تک وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ نہ جائے یا بات نہ کرے۔

(صحیح بخاری 3229)

مکروہاتِ وضو

نمبر شمار	مکروہاتِ وضو بالاختصار
۱	چہرے پر پانی مارنا۔
۲	شرعی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا اگرچہ وہ کثیر پانی یا ماءِ جاری سے وضو کر رہا ہو۔
۳	نئے پانی سے مسح کی تکرار کرنا۔
۴	تین مرتبہ سے زیادہ، اس اعتقاد کے ساتھ دھونا کہ وہی سنت ہے۔

مکروہاتِ وضو بالتفصیل:

① ۔چہرے پر پانی مارنا، اس لیے کہ وہ خلافِ عادت ووقار ہے، اور وہ ایسے ہی ہے جیسے کہ استعمال شُدہ پانی کو اپنے کپڑوں پر چھڑک رہا ہو۔

② ۔شرعی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا، اگرچہ وہ کثیر پانی یا ماءِ جاری سے وضو کر رہا ہو، جیسا کہ نبی پاک ۔علیہ الصلاۃ والسلام۔نے وضو کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: هٰكَذَا الْوُضُوْءُ، مَنْ زَادَ عَلٰى هٰذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَ ظَلَمَ [1]، **یعنی** وضو اس طرح ہے، پس جس نے اس پر زیادتی یا کمی کی تو اس نے بُرا کیا اور اپنے آپ پر ظلم کیا۔

اور جب وہ ٹھہرے ہوے پانی سے وضو کر رہا ہو جو جاری نہ ہو، یہاں بھی اِسراف حرام ہے، اس لیے کہ حد سے زیادہ خرچ کرنا شریعتِ مطہرہ میں اس کی اجازت نہیں۔

نیز پانی کے استعمال میں اس قدر تنگی کرنا کہ قطرے ظاہر نہ ہوں۔

③ ۔نئے پانی سے مسح کی تکرار کرنا۔

④ ۔تین مرتبہ سے زیادہ اس اعتقاد کے ساتھ دھونا کہ وہی سنت ہے۔

☆☆☆

[1]- رواه أبو داود و النسائي و ابن ماجه و ابن خزيمة.

نواقضِ وضو

نواقضِ وضو یہ وہ اسباب ہیں جن کے طاری اور لاحق ہونے سے وضو کے ذریعہ حاصل کی گئی طہارت زائل اور باطل ہوجاتی ہے۔

چار چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

نمبر شمار	نواقضِ وضو بالاختصار
۱	سبیلین سے کسی چیز کا نکلنا جیسے پیشاب، پاخانہ اور ریح کا خارج ہونا ۔
۲	سبیلین کے علاوہ دوسری جگہ سے ناپاک چیز کا نکلنا جیسے بہتا خون، پیپ، قے، زخم سے نکلتا ہوا ناپاک پانی
۳	کمالِ استرخاء کے ساتھ نیند سے سونا حکماً وضو کو توڑ دیتا ہے ۔
۴	بالغ مصلی کا رکوع اور سجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا وضو کو توڑ دتا اور نماز کو فاسد کردیتا ہے ۔

نواقضِ وضو بالتفصیل:

☜ **پہلا سبب:** سبیلین سے کسی چیز کا نکلنا، اور وہ اگلی پچھلی شرم گاہ ہیں، چاہے وہ عادی طور پر خارج ہوتی ہو جیسے بول و براز اور ریح کا خارج ہونا، یا غیرِ عادی طور پر جیسے کیڑا اور کنکریاں؛ کیوں کہ ان میں سے کوئی چیز بغیر رطوبت کے نہیں نکلتی۔

اللہ تعالی کا قول : ﴿أَوۡ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ﴾، **یعنی** یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آئے۔ اور **غائط:** زمین کا وہ حصہ جو حصولِ اطمینان کا ذریعہ ہے جہاں لوگ قضائے حاجت کے اِرادے کے وقت جاتے ہیں، تو اس کو اشارۃً و کنایۃً حدث سے تعبیر کیا گیا، اور جب اس حدث کی وجہ سے تیمم کا ٹوٹنا ثابت ہوا تو وہی وضو میں ثابت ہوگا۔

اور سیدنا صفوان بن عسال۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. ﷺ. يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَ لٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَ بَوْلٍ وَ نَوْمٍ [1]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔ہمیں حکم دیتے جب ہم مسافر ہوں تو بول و براز اور نیند کی وجہ سے تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزوں کو نہ اُتاریں، ہاں جنابت کی حالت ہو تو پھر اُتارنا ہوگا۔

☜ اور اس سے وہ ریح مستثنیٰ ہے جو مرد یا عورت کے اگلے مقام سے نکلے، کیوں کہ وہ ناقضِ وضو نہیں؛ اس لیے کہ وہ ریح محلِ نجاست سے نہیں نکلتی، مگر جب عورت کو اس مقام پر کوئی زخم ہوجائے اور وہ پیشاب و پاخانہ کے راستے سے مل کر نکلتی ہو، تو بے شک اس کے اگلے مقام سے خارج ہونے والی ریح ناقضِ وضو ہوگی۔

[1] ۔أخرجه النسائي و الترمذي و صححه ۔

☜ جب کوئی اپنی دُبر میں درجۂ حرارت ناپنے کا آلہ داخل کرے، پھر اس کو باہر نکالے، پس اگر اس پر رطوبت اور تری پائی گئی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں؛ اس لیے کہ ٹوٹنا باہر نکلنے والی چیز سے ہے داخل ہونے والی چیز سے نہیں۔

☜ اگر دُبُر میں دوائی کا حُقنہ (اِنجکشن) لگائے، پھر وہ باہر نکلے، تو بے شک وضو ٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ وہ آنتوں میں مل گئی ہے، اور وہ فُضلات کی جگہ ہے۔

رہا جب عضوِ تناسل میں دوائی کا قطرہ ڈالے پھر اس سے دوائی نکلے، تو اس سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ اس لیے کہ وہ محلِ نجاست میں سے نہیں ہے۔

☜ جب عورت اپنی اگلی شرم گاہ میں روئی رکھے، اور تری ظاہر ہو جائے شرم گاہ سے نکلنے والی روئی کے کنارے پر، تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر اس کا اندرونی حصہ تر ہو جائے اور تری باہری کنارے تک نہ پہنچے، تو وضو نہیں ٹوٹے گا، یہاں تک کہ تر روئی نکلے۔

☜ اس چکنے بہنے والے پانی سے جو عورت کی اگلی شرم گاہ سے کبھی کبھی نکلتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، بالخصوص وِلادت کے قریب، جس کو عورتیں طہر کہتی ہیں، اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے عورت کے لیے اپنی اگلی شرم گاہ پر کسی چیز کے رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے، تاکہ اس سے نکلنے والی چیز محفوظ رہے۔

☜ **دوسرا سبب** :سبیلین کے علاوہ دوسری جگہ سے ناپاک چیز کا نکلنا جیسے خون، سفیدی مائل زرد پانی، اور سبز مائل پیپ جو عموماً بدبودار ہوتا ہے اور قے ان پر دلیل ملاحظہ ہو:

① اللہ کے پیارے رسول -ﷺ- سے مروی ہے کہ: مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ، أَوْ قَلَسٌ[1]،أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهِ، وَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ [2]، **یعنی** کسی کو قے آئے، یا نکسیر پھوٹے (ناک چھوٹے)، یا پیٹ سے منہ کی جانب کوئی چیز متلی کے ساتھ نکلے، یا مذی نکلے، تو اس کو چاہیے کہ وہ لوٹے اور وضو کرے، پھر اپنی نماز کی وہیں سے بنا کرے جہاں سے چھوڑا تھا، جب کہ وہ اس دوران گفتگو نہ کرے۔

② سیدنا ابوسعید خدری -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے، کہ اللہ کے پیارے رسول -ﷺ- نے ارشاد فرمایا : إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ أَوْ رَعُفَ، وَ هُوَ فِيْ الصَّلَاةِ، أَوْ أَحْدَثَ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَجِئْ، فَلْيَبْنِ عَلٰى مَا مَضىٰ [3]، **یعنی** جب تم میں سے کوئی قے کرے، یا نکسیر پھوٹے (ناک چھوٹے) اور وہ نماز میں ہو، یا محدث ہو جائے، تو چاہیے کہ وہ لوٹ جائے پھر وضو کرے پھر آئے، اور وہیں سے بنا کرے جہاں تک پڑھ چکا تھا۔

---

[1] - قلس : جو پیٹ سے منہ کی جانب متلی کے بغیر نکلے، اور قے: جو متلی کے ساتھ نکلے۔

[2] -رواه ابن ماجة والدارقطني۔

[3] - رواه الدارقطني باسناد حسن۔

③ سیدنا ابو درداء ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - قَاءَ فَأَفْطَرَ، فَتَوَضَّأَ۔ قَالَ مَعْدَانُ بْنُ خَالِدٍ، رَاوِی الْحَدِیْثِ : فَلَقِیْتُ ثَوْبَانَ فِيْ مَسْجِدِ دَمَشْقَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ[1]۔ **یعنی** کہ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔ نے قے کی تو روزہ توڑ دیا اور وضو کیا، معدان بن خالد کہتے ہیں: کہ پھر میں نے ثوبان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے دمشق کی مسجد میں ملاقات کی اور میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے : کہا ابو درداء۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے سچ کہا، میں نے ہی آپ۔ ﷺ ۔پر پانی ڈالا تھا۔ اور دوسرے لفظوں میں یوں ہے : اِسْتَقَاءَ رَسُوْلُ اللّٰه- ﷺ -، فَأُتِيَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ [2]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔نے قے کیا تو آپ۔ ﷺ ۔کو پانی پیش کیا گیا، تو آپ۔ ﷺ ۔نے وضو فرمایا۔

④ ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ سیدنا ابو حبیش کی بیٹی فاطمہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیں: یارسول اللہ۔ ﷺ ۔میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے اس لیے میں پاک نہیں رہتی، توکیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ۔ ﷺ ۔نے فرمایا: لَا، إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذا أَدْبَرَتِ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ ،**یعنی** نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے، توجب تمھیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے) سے خون کو دھو ڈالو پھر نماز پڑھو۔ اور ایک روایت میں اس زیادتی کے ساتھ ہے: نبی اکرم۔ ﷺ ۔نے یہ (بھی) فرمایا: ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ[3]، **یعنی** کہ پھر ہر نماز کے لیے وضو کرو یہاں تک کہ وہی (حیض کا) وقت پھر آجائے۔

اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے: اَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ اُسْتُحِيْضَتْ، فَأَمَرَهَا ۔ ﷺ ۔ أَنْ تَنْتَظِرَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيْ، فَإِذا رَأَتْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ [4]، **یعنی** کہ اُمِ حبیبہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ مستحاضہ ہوگئی تو نبی کریم۔ ﷺ ۔نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے ایامِ حیض (کے ختم ہونے) کا انتظار کرے پھر غُسل کرے اور نماز پڑھے، پھر اگر اس میں سے کچھ انھیں محسوس ہو تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔

تو وضو کے واجب ہونے کا سبب مستحاضہ پر وہ رگ کا خون ہے، پس خون کا رگ سے نکلنا یہ علتِ منصوصہ (تصریح شدہ علت) ہے مستحاضہ کے طہارت کے ٹوٹنے میں، اور جب علتِ منصوصہ پائی جائے گی تو حکم پایا جائے گا، اور زخم سے اور فصد لگانے سے بہنے والا خون بھی رگ کا خون ہے، لہٰذا طہارت ٹوٹ جائے گی، اور زرد پانی اور پیپ بھی متغیّر خون ہے چنانچہ

---

[1] ۔رواه الترمذی، وروی نحوه الحاکم وصححه ۔
[2] ۔رواه احمد ۔
[3] ۔رواه البخاری (۲۲۸) ۔
[4] ۔رواه ابوداود ۔

اس کا حکم بھی خون کا حکم ہے[1]۔

⑤ سیدنا ابن عمر۔رضی اللہ عنہ۔سے مروی ہے کہ: إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِيْ الصَّلَاةِ أَوْ غَلَبَهُ الْقَيْءُ، أَوْ وَجَدَ مَذِيًّا، فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّأْ، ثُمَّ يَرْجِعْ فَيَتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى، مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ [2]**یعنی** جب کسی شخص کو نماز کے دوران ناک چھوٹے، یا قے کا غلبہ ہو، یا مذی پائے، تو بے شک وہ لوٹ جائے پھر وضو کرے، پھر لوٹ کر بقیہ اگلی نماز جہاں چھوڑا تھا وہیں سے مکمل کرے، جب تک کہ وہ بات نہ کرے۔

⑥ امیر المومنین سیدنا علی مرتضی۔رضی اللہ عنہ۔سے مروی ہے کہ:إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِيْ صَلَاتِهِ أَوْ قَاءَ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَ لَا يَتَكَلَّمْ، وَ لْيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهِ [3]،**یعنی** جب کوئی شخص حالتِ نماز میں نکسیر کا شکار ہو جائے یا قے کرے، تو چاہیے کہ وہ وضو کرے اور بات نہ کرے، اور اپنی نماز پر بنا کرے۔

⑦ سیدنا عبید اللہ بن عمر۔رضی اللہ عنہ۔سے مروی ہے کہ:أَبْصَرْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ رَكْعَةً، ثُمَّ رَعُفَ، فَخَرَجَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ بَنٰى عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ [4]**یعنی** میں نے سالم بن عبد اللہ کو فجر کے وقت ایک رکعت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پھر انہیں نکسیر پھوٹی، تو وہ نکلے اور انھوں نے وضو کیا پھر اپنی مابقیہ نماز پر بناء کیا اور اسی طرح سیدنا سعید بن مسیب، سیدنا طاووس اور سیدنا حسنِ بصری۔رضی اللہ تعالی عنہم۔سے مروی ہے۔

☜ **ایک اعتراض کا جواب:** جو انصاری صحابیٔ رسول ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے قصہ سے مروی ہے، أَنَّهُ رُمِيَ بِسَهْمٍ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ الرُّقَاعِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَرَكَعَ وَ سَجَدَ وَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهِ [5]**یعنی** کہ وہ ذاتِ رُقاع کی جنگ میں تیر لگنے سے زخمی ہوگئے جب کہ وہ حالتِ نماز میں تھے، تو خون بہنا شروع ہوگیا، اس کے باوجود انھوں نے رکوع اور سجدہ کر کے نماز مکمل کی، تو **جواب** یہ ہے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے جو اپنے عموم پر دلالت نہیں کرے گا اور وہ صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔ میں سے کسی ایک صحابیِ رسول۔صلی اللہ علیہ وسلم۔کا فعل ہے، شاید کہ انھیں اس (بہتے خون) کے حکم کا علم نہ ہو، اور ممکن ہے کہ اس کو ضرورت پر محمول کرے، اور معذور کے حکم میں لیا جائے، جیسا کہ یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ خون جب نکلا ہوگا تو ضرور ان کے بدن اور کپڑے کو لگا ہوگا، جس کی وجہ سے ان کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

اور جو سیدنا حسنِ بصری۔رحمه الله تعالی۔سے مروی ہے:مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ جَرَاحَاتِهِمْ [6]،

[1] ۔انظر اعلاء السنن ۱/۸۵۔
[2] ۔رواه عبد الرزاق بإسناد صحيح۔
[3] ۔رواه ابن ابي شيبة بإسناد صحيح ۔
[4] ۔رواه ابن ابي شيبة۔
[5] ۔ ذكره البخاري تعليقا، باب من لم ير الوضوء الا من المخرجين۔
[6] ۔المرجع نفسه۔

یعنی مسلمان اپنے زخموں میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو جواب یہ ہے کہ زخم جب بہنے والا نہ ہو، تو صاحبِ زخم معذورین کے حکم میں شمار ہوگا، تو اس زخم سے خون کے نکلنے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، جیسا کہ سیدنا حسنِ بصری۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کے قول میں یہ بات نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے جب کہ ان کے زخموں سے خون بہتا تھا؛ تو وہ قول اس بات پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے زخموں پر پٹیاں بندھی ہوتی تھی، اور اس وقت ان کی نماز محض خون نکلنے سے فاسد نہیں ہوسکتی۔

☜ اور خون یا پیپ صرف اپنی جگہ سے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا ہے جب تک کہ اپنی اصلی جگہ سے نکل کر بہہ نہ جائے، پس اگر جِلد پھٹ جائے، اور جِلد کے نیچے اس کی جگہ میں خون ظاہر ہوجائے اور اپنی جگہ سے متجاوز نہ ہو، تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اور بہنا یہ ہے کہ خون زخم کے سِرے سے بُھدک / اچک کر نکلے، لیکن جب خون زخم کے سِرے پر ہو اور بُھدک کر نہ نکلے تو وہ خون بہنے والا نہیں ہوگا۔

☜ جب پھنسی کا چِھلکا اُتارے پھر اس کا پانی زخم کے سِرے سے بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر نہ بہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☜ جب خون زخم کے سِرے پر جمع ہو جائے تو اس کو روئی وغیرہ سے پونچھے، پھر بھی خون نکلے پھر اس کو پونچھے، یا اس پر رُوئی لگادے، تو دیکھا جائے کہ اگر خون اسی حال میں باقی رہے اگر اس کو نہ پونچھے اور چھوڑ دے اگر بہے تو وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

☜ ایسا زخم جو ہمیشہ تَر یا گیلا رہتا ہو اور اس سے جو کچھ نکلے اس میں بہنے کی صلاحیت موجود نہ ہو، اور اگر اس پر پَھٹا ہوا کپڑا یا روئی لگادی جائے تو اس کو جذب کرلے، تو وضو نہیں ٹوٹے گا، اس لیے کہ اس میں فی نفسہ بہنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

☜ اگر کوئی باوضو شخص سیب کترے اور وہ اس پر خون کا اثر دیکھے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اسی طرح اگر کوئی شخص خِلال کرے اور خون کا اثر خلال کے سِرے پر دیکھے، کیوں کہ وہ بہنے والا نہیں ہے۔

☜ مسوڑھوں سے نکلنے والا خون، اگر تھوک پر غالب آجائے اور وہ سُرخ رنگ ہوجائے یا برابر ہوجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر تھوک پر غالب نہ آئے تو نہیں ٹوٹے گا۔

☜ جب خون ناک کے سوراخوں تک اُتر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اسی طرح اگر کان کے سوراخوں سے باہر تک خون نکلے وضو ٹوٹ جائے گا، رہا صرف کان کے سوراخوں میں خون کا بہہ جانا اور ناک کی نرم ہڈی میں رہ جانا اور باہر نہ نکلنا، تو وہ ناقضِ وضو نہیں۔

☜ اگر ناک جھاڑتے وقت اس کی ناک سے جمے ہوے خون کا بڑا ٹکڑا گرا، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

☜ اگر اپنے جسم سے کچھ خون کھینچے اگرچہ تھوڑا ہو، اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☜ وہ چیز جو کان، آنکھ، ناف، ناک اور پستان سے بہے، اگر وہ پیلے پن اور پیپ کے مشابہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر متغیّر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا، مگر جب یہ جانتا ہو کہ اس کا نکلنا کسی علت کے پائے جانے کے سبب سے ہے۔

☜ جس کی آنکھ پھول جائے یعنی آشوبِ چشم ہو جائے اور اس سے پانی بہنے لگے اور وہ پانی متغیّر ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☜ مکھی اور مچھر کے خون چوسنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، اس کے برخلاف بستہ خون کا ٹکڑا ہو اور متوضی کے جسم سے اتنا زیادہ خون چوسے کہ وہ خون آلود جائے، اس طور پر کہ اگر چیرا یا پھوڑا جائے تو اس سے خون بہنے لگے، تو یقیناً اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☜ کثیر قے وضو کو توڑ دیتی ہے، چاہے کھانے کی ہو یا پانی کی یا خون کی، اور تھوڑی قے وضو کو نہیں توڑتی، اور کثیر قے کی حد یہ ہے کہ منہ بھر ہو، اس طور پر کہ بغیر مشقت اس کو روکنا ممکن نہ ہو۔

☜ جب تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ کی گئی قے اس حد تک پہنچے کہ وہ منہ بھر ہو جائے، تو وضو ٹوٹ جائے گا جب کہ قے کا سبب ایک ہو، اور وہ متلی اور معدے کا بگڑنا ہے، اس لیے کہ احکام کو اس کے اسباب کی طرف منسوب کرنا ہی اصل ہے۔

☜ اور اگر کھانے یا پینے کے بعد فوراً قے کی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اور نکلنے والی چیز ناپاک شمار کی جائے گی اس کے نجاست سے ملنے کی وجہ سے، اور یہاں ایک قول یہ بھی ہے کہ قے اس حالت میں وضو کو نہیں توڑے گی اور نہ ہی ناپاک ہوگی؛ اس کے متغیّر نہ ہونے کی وجہ سے، اور اسی طرح نومولود بچہ جب دودھ پینے کے بعد فی الفور قے کرے، اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے، لیکن عورت کے لیے اس کے دودھ پیتے بچہ کی قے کے ناپاک نہ ہونے پر فتوٰی دیا گیا ہے، جب اس کا شیر خوار بچہ قے کرے اور اس عورت کے لیے اپنے ان کپڑوں کو پاک کرنا دُشوار ہو جس پر اس نے قے کی، حرج کو دور کرنے کے لیے۔

☜ **تیسرا سبب:** وضو حکماً ٹوٹ جاتا ہے، اس نیند سے جو کمالِ استرخاء[1] کے ساتھ ہو، جب سونے والے کی مقعد (بیٹھنے کی جگہ) زمین پر ٹکی ہوئی نہ ہو۔

اس پر چند دلائل ملاحظہ ہوں :

① سیدنا صفوان بن عسال۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَ لَكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَ بَوْلٍ وَ نَوْمٍ [2]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ ہمیں حکم دیتے جب ہم مسافر ہوں تو بول و براز اور نیند کی وجہ سے تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزوں کو نہ اُتاریں، ہاں جنابت کی حالت ہو تو پھر اُتارنا ہوگا۔

---

[1] ۔ اعضاء کا ڈھیلا ہو جانا۔

[2] ۔ تقدم تخریجه۔

② سیدنا ابن عباس۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مرفوعاً مروی ہے: لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اِسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ [1]، **یعنی** سجدے میں سونے والے پر وضو نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ٹیک لگالے، کیوں کہ جب وہ ٹیک لگائے گا تو اس کے اعضائے مفاصل ڈھیلے پڑجائیں گے)۔

③ امیر المومنین سیدنا علی مرتضی۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مرفوعاً مروی ہے: وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ [2]، **یعنی** آنکھ شرم گاہ کا تسمہ ہیں(لہذا جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو یہ تسمہ ڈھیلا پڑ جاتا ہے)، پس جو سوجائے وہ وضو کرے۔

☜ پس اگر کوئی پہلو پر لیٹے یا اپنے کسی ایک سُرین پر ٹیک لگاکر سوئے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؛ اس لیے کہ پہلو پر لیٹنا اور ٹیک لگاکر لیٹنا، اور چت لیٹنا یہ اعضائے مفاصل کے ڈھیلے پڑنے کا سبب ہے، جو عام طور پر ریح کے خارج ہونے کے لیے کوئی مانع نہیں ہے، اور اسی وجہ سے فقہائے کرام نے کہا کہ وضو نیند کی وجہ سے حکماً ٹوٹ جاتا ہے حقیقۃً نہیں، کیوں کہ نیند بذاتِ خود ناقضِ وضو نہیں ہے، اور ہاں ناقضِ وضو وہ چیز ہے جو سونے والے سے اثنائے نوم نکلتی ہے۔

☜ اگر کوئی بیٹھے بیٹھے سوئے اور اس کی سُرین زمین پر ٹکی ہوئی ہو تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، چاہے کسی چیز پر ٹیک لگایا ہو یا نہ لگایا ہو، چنانچہ سیدنا انس۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُوْنَ، ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَ لَا يَتَوَضَّأُوْنَ [3]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ کے اصحاب۔ رضی اللہ تعالی عنہم۔ سوتے تھے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اور یہ بیٹھے ہوے ہونے کی حالت پر محمول کیا جائے گا، دوسری روایت میں وارد ہونے کی وجہ سے: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسَهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَ لَا يَتَوَضَّأُوْنَ [4]، **یعنی** کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ کے اصحاب۔ رضی اللہ تعالی عنہم۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ کے زمانے میں عشاء کی نماز کا انتظار کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کے سَر(نیند کے غلبے سے) جُھک جاتے تھے، پھر وہ نماز ادا کرتے اور(دوبارہ) وضو نہیں کرتے۔ اور کسی کا سَر نہیں جُھکتا مگر جو بیٹھے بیٹھے سوئے۔

☜ اور جو شخص ایسی حالت میں سوئے جس میں اعضاء ڈھیلے نہ پڑتے ہوں، جیسے اگر کھڑے کھڑے سوئے یا رکوع کی حالت میں یا سجدے کی حالت میں، چاہے نماز میں ہو یا نماز کے باہر، اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ اس لیے کہ اگر اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ ضرور زمین پر گر جائے گا، اور جو ایسے سوئے جس میں اعضاء ڈھیلے نہ پڑتے ہوں اس پر وضو نہیں ہے اس گزشتہ حدیثِ پاک کی وجہ سے جو سیدنا ابنِ عباس۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مرفوعا مروی ہے: لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُهُ، **یعنی** حالتِ سجدہ میں سونے والے پر وضو نہیں ہے یہاں تک کہ

---

[1] ۔رواہ احمد و ابو یعلی.

[2] ۔أبو داود.

[3] ۔رواہ مسلم (۳۷۶).

[4] ۔رواہ أبو داود.

وہ ٹیک لگائے، کیوں کہ جب وہ ٹیک لگاتا ہے تو اس کے اعضائے مفاصل ڈھیلے پڑجاتے ہیں۔

اور سیدنا ابو ہریرہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ: لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِيْ النَّائِمِ، وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ، وَ لَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ [1]،**یعنی** اکڑوں بیٹھ کر سونے والے پر وضو نہیں ہے[2]، اور نہ ہی کھڑے ہو کر سونے والے پر، اور نہ سجدے کی حالت میں سونے والے پر وضو ہے یہاں تک کہ پہلو پر لیٹ جائے، تو جب پہلو پر لیٹے تو وضو کرے۔

☜ اور اگر سونے والا سوتے ہوئے گر جائے تو وہ غیر ناقضِ وضو ہے، پس دیکھا جائے اگر وہ زمین پر گرنے کے بعد متنبہ ہوتا ہے تو اس پر وضو کرنا ضروری ہے، اور اگر گرنے سے پہلے یا گرنے کی حالت میں متنبہ ہوتا ہے، تو اس پر وضو کرنا ضروری نہیں ۔

☜ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ انبیاءِ کرام۔علیہم الصلاۃ و السلام۔کی نیند غیر ناقضِ وضو ہے چنانچہ سیدنا ابن عباس۔رضی اللہ تعالی عنہما۔سے مروی ہے، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ. نَامَ حَتّٰى نَفَخَ، ثُمَّ صَلّٰى [3]،**یعنی** کہ نبی پاک۔ﷺ۔سوئے یہاں تک کہ آپ۔ﷺ۔ خراٹے لینے لگے، پھر آپ۔ﷺ۔نے نماز پڑھی۔

اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے مروی ہے، کہ اللہ کے پیارے رسول ۔ﷺ۔نے ارشاد فرمایا: تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ [4]، **یعنی** میری آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا ہے۔

☜ غشی اور پاگل پن وضو کے توڑنے میں نیند سے لاحق ہوتی ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک ناقضِ وضو ہے اگر چہ تھوڑا سا ہو، ان دونوں کے نیند سے بڑھ کر ہونے کی وجہ سے، کیوں کہ سونے والے کو جب متنبہ کیا جائے تو وہ متنبہ ہو جاتا ہے بر خلاف اس کے جس پر نشہ اور پاگل پن طاری ہو۔

☜ اور اسی طرح نشہ نیند سے لاحق ہوتا ہے، پس اگر کوئی نشہ آور چیز پی لے اور اس پر نشہ طاری ہو جائے یہاں تک کہ وہ چلنے میں لڑکھڑانے لگے، تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☜ **چوتھا سبب**: بالغ مصلی کا رکوع اور سجود والی نماز میں قہقہہ لگانا، وضو کو توڑ دیتا اور نماز کو فاسد کر دیتا ہے، چاہے نمازی کے جانتے بوجھتے ہوئے کہ وہ نماز میں ہے یا بھول کر، اور اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ۔ﷺ۔اپنے اصحابِ کرام۔رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔کی امامت فرما رہے تھے، کہ اچانک ایک نابینا صحابیِ رسول گڑھے میں گر گئے جو مسجد نبوی شریف۔زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً۔میں تھا، تو چند صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔سے ہنسی نکل گئی یہاں تک کہ

---

[1] ۔ رواہ البیھقي۔

[2] ۔ اُکڑوں بیٹھ کر سونا: اس طرح کہ دونوں ران سینے سے لگے ہوں اور ان دونوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا ہو، یا کپڑا لپیٹ لیا ہو، اور سر گھٹنوں پر ہو اور اگر سر گھٹنوں پر نہ ہو تو اس طرح سونا بدرجۂ اولی ناقضِ وضو نہیں۔

[3] ۔ رواہ البخاري (138) ۔

[4] ۔ رواہ البخاري (3569) ۔

قہقہہ لگ گیا، توجب آپ۔ ﷺ ۔نماز سے فارغ ہوئے تو حکم دیا کہ جس نے کِھل کھلا کر ہنسا وہ وضو اور نماز دونوں دوہرائے، اور دوسرے لفظ میں آپ۔ ﷺ ۔نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ قَهْقَهَ مِنْكُمْ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ وَ الصَّلَاةَ)) [1]، **یعنی** تم میں سے جو کوئی قہقہہ لگا کر ہنسے تو چاہیے کہ وضو اور نماز دونوں دوہرائے۔

☜ **اعتراض:** اس حدیثِ مذکور کو سن کر کوئی اعتراض کرے کہ مسجد نبوی شریف۔زادها الله شرفاً و تعظيماً۔میں کوئی گڑھا یا باؤلی نہیں تھی، تو جواب ہوگا کہ ممکن ہے کہ یہ نماز کسی دوسری جگہ غیرِ مسجد میں ہو۔

اور اعتراض کیا جائے کہ صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔کا قہقہہ لگانا اور بالخصوص جب کہ نبی کریم۔ ﷺ ۔امامت فرما رہے ہوں یہ قرینۂ قیاس سے بعید ہے، تو جواب ہوگا کہ آپ۔ ﷺ ۔کے پیچھے بہت سارے منافقین اور ان کی طرح دور دراز سے سفر کر کے آئے اَعرابی گنوار لوگ بھی نماز پڑھتے تھے۔

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو کا ٹوٹ جانا یہ مذہبِ حنفی کی انفرادیات و ممیزات میں سے ہے، اور یہی حدیث مبارکہ ان کے نزدیک دلیل ہے، اور رہا جمہور تو انھوں نے قیاس جلی پر عمل کرتے ہوئے عدمِ نقضِ وضو کا فیصلہ کیا اور اس حدیث کے ثبوت پر کلام کیا ہے۔

☜ **قہقہہ کی تعریف:** جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، وہ اتنی آواز سے ہنسے کہ اُس کے بازو والا سُنے۔

☜ اور جب کوئی نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں ہنسے؛ تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ یہ حدیث مطلقاً نماز کے متعلق وارد ہوئی ہے، جو فرض نماز کی طرف لوٹتی ہے، جو رکوع و سجود والی ہے، اور اس پر اس کے علاوہ کو قیاس نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ یہ خلافِ قیاس ثابت ہوا ہے، تو اس کے علاوہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔

☜ اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، درجِ ذیل حدیثِ پاک کے وارد ہونے کی وجہ سے: کہ ایک شخص نے نبی پاک۔ ﷺ ۔سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو حالتِ نماز میں اپنی شرم گاہ کو چھوئے تو کیا اس پر وضو ہے؟ تو آپ۔ ﷺ ۔نے اِرشاد فرمایا: لَا، إِنَّمَا هُوَ بِضْعَةٌ مِّنْكَ [2]، **یعنی** نہیں، کیوں کہ وہ تمھارے ہی جسم کا ایک حصہ ہے۔

اور عدمِ نقضِ وضو کا قول شرم گاہ کو چھونے سے کئی صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔سے ثابت ہے، جن میں سے چند یہ ہیں سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عمّار بن یسار، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا حُذیفہ، سیدنا عمران بن حَصین، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا ابو درداء۔رضی الله تعالى عنهم اجمعين [3]۔

اور رہا وہ جو شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، جیسے سیدہ بُسرہ بنت صفوان۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔کی حدیث کہ اللہ

---

[1] ۔رواه عبد الرزاق والدارقطنى والبهيقى مرسلا و متصلا باسانيد قوية، فهو لاينزل عن رتبة الحسن،وروى مرسلاً باسانيد صحيحة عن ابى العالية،فيلزم العمل به كل) من يحتج بالمرسل ـ انظر اعلاء السنن ١ / ٩٦۔

[2] ـ رواه احمد واصحاب السنن، و صححه الترمذي و ابن حبان و ابن المديني وعمر والف وابن حزم۔

[3] ۔انظر: اعلاء السنن ۱۲۱/۱۔۱۲۵۔

کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نے ارشاد فرمایا: مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ [1]، **یعنی** جو اپنی شرم گاہ کو چھوئے تو اس کو چاہیے کہ وضو کرے، تو وہ ہمارے نزدیک بطورِ تحصیلِ نظافت استحباب پر محمول ہوگا، دونوں قسم کے دلائل کو جمع کرتے ہوئے، واللہ اعلم۔

☜ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، اس پر دلیل:

① : ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ. كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَ لَا يَتَوَضَّأُ [2]، **یعنی** کہ نبی اکرم۔ ﷺ۔ اپنی بعض ازواجِ مطہرات۔ رضی اللہ تعالی عنهن۔ کا بوسہ لیتے تھے، پھر نماز پڑھتے۔

② : ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے روایت ہے کہ: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. لَيْلَةً مِنْ الْفِرَاشِ، فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَ هُمَا مَنْصُوْبَتَانِ، وَ هُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ... [3]، **یعنی** میں نے ایک رات بچھونے پر اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ کو نہ پایا۔ میں نے ڈھونڈا تو میرا ہاتھ آپ۔ ﷺ۔ کے پیروں کے تلووں پر پڑا آپ۔ ﷺ۔ سجدہ میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور فرماتے تھے: اے میرے اللہ! پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیرے غصہ سے۔۔۔۔

③ : ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کہتی ہیں کہ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. لِيُصَلِّيْ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ، حَتّٰى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوْتِرَ مَسَّنِيْ بِرِجْلِهِ [4]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے جنازے کی طرح چوڑان میں لیٹی رہتی تھی، یہاں تک کہ جب آپ۔ ﷺ۔ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں سے کچوکے لگاتے۔

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س: فرائض وضو کتنے ہیں دلیل کے ساتھ لکھیے ؟

س: وضو کی سنتیں دلائل کے ساتھ اجمالی طور پر بیان کیجیے۔

س: اگر کوئی بغیر نیت وضو کرے تو کیا اس کا وضو ہوجائے گا ؟ نیز نیت کی اہمیت پر حدیثِ پاک لکھیے۔

---

[1] ۔رواہ اصحاب السنن و صححه الترمذی و ابن حبان ۔

[2] ۔رواہ النسائي و ابن ماجه و الدارقطني والبزار من عدة طرق۔

[3] ۔رواہ مسلم (486) ۔

[4] ۔رواہ النسائي۔

س: اس حدیث کو مکمل کیجیے : ((لَاصَلَاۃَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ۔۔۔۔۔۔ ؟

س: جب کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو حدیثِ پاک میں اس کو کس چیز کی تاکید کی گئی؟

س: مسواک کی فضیلت پر حدیثِ پاک بیان کیجیے ؟

س: داڑھی کا خلال اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کے خلال کرنے کو حدیثِ پاک کی روشنی میں لکھیے ؟

س: ہر عضو کو کتنی مرتبہ دھونا سنت ہے لکھیے ؟

س: سر کے کتنے حصے کا مسح کرنا فرض اور کتنے حصے کا سنت ہے ؟

س: اس عبارت کو مکمل کیجیے :جب کوئی شخص اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر سے اس کے۔۔۔یہاں تک کہ۔۔۔ ؟

س: وضو کے مستحبات بالاجمال لکھیے ؟

س: وضو کے بعد کی دعا لکھیے؟

س: وضو کے بعد کی دعا پڑھنے کی فضیلت لکھیے ؟

س: وضو کے بعد دو رکعت نماز (تحیۃ الوضوء) پڑھنے کی فضیلت پر حدیثِ پاک لکھیے ؟

س: ہاتھ اور پیر دھونے میں مبالغہ کرنے کی فضیلت پر حدیثِ پاک لکھیے ؟

س: وضو کے مکروہات شمار کیجیے؟

س: نواقضِ وضو کسے کہتے ہیں لکھیے ؟

س: نواقضِ وضو کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں دلائل کے ساتھ لکھیے ؟

س: کون سی نیند وضو کو حکماً توڑ دیتی ہے حدیثِ پاک کی روشنی میں لکھیے ؟

س: بالغ مصلی کے قہقہہ لگا کر ہنسنے سے کون سی نماز فاسد ہوتی اور وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟

معذور کا وضو

معذور کی تعریف

معذور ہونے کی شرط

مشقی سرگرمیاں

معذور کا وضو

☜ **معذور کی تعریف :** مصیبت میں مبتلا وہ شخص جس کے جسم سے نواقضِ وضو میں سے کوئی چیز مسلسل نکلتی ہو، مثلاً وہ شخص جس کو سلسلِ بول (مسلسل پیشاب ٹپکنے) کی بیماری ہو جس کا روکنا ممکن نہ ہو، یا دست، یا خروجِ ریح کی بیماری ہو، یا اس کی آنکھ میں کوئی بیماری ہو اور اس سے متغیّر پانی بہتا ہو، یا کان، پستان یا ناف سے بہتا رہتا ہو۔

☜ **شرط :** اس کا عذر ایک وقت کی فرض نماز کے پورے وقت کو گھیرے ہوئے ہو اگرچہ حکماً ہو، اس طور پر کہ اس نماز کے پورے وقت میں کوئی زمانہ ایسا نہ پائے کہ وہ وضو کرے اور اس میں حدث سے محفوظ رہ کر نماز ادا کر سکے۔

☜ اور جب کہ شریعتِ اسلامی مہربانی و شفقت کرنے اور پیچیدہ مسائل کو آسان بنانے پر قائم ہے، معذور کے لیے اجازت دی گئی کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لیے تازہ وضو کرے، اور اس وضو سے اس وقت میں جتنی چاہے فرائض اور نوافل نمازیں ادا کرے، اور اس پر دلیل گزر گئی کہ نبی اکرم - ﷺ - نے فرمایا اس مستحاضہ عورت کے لیے جس سے اس کا خون نہ رُکتا ہو: ثُمَّ تَوَضَّئِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ[1]، **یعنی** تم ہر نماز کے لیے اس نماز کے وقت میں تازہ وضو کرو۔

☜ اور اسی وجہ سے معذور کے وضو کے ٹوٹنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا اس حدث کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہے جب کہ جاری رہنے کی حالت میں وضو کیا ہو، رہا اگر وہ وضو کرے بیماری کے ختم ہونے کے وقت، پھر اس کا عذر جاری ہو جائے، تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

☜ اور اسی طرح معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا اگر وہ اپنے عذر کے علاوہ دوسرے حدث کے لاحق ہونے کی وجہ سے وضو کرے، عذر کے منقطع ہونے کے وقفے میں، پھر اس کا عذر جاری ہو جائے۔

☜ اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے عذر کی وجہ سے وضو کرے پھر دوسرا حدث لاحق ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

بطورِ تقریبِ فہم : مثال کے طور پر اگر اس کو ناک چھوٹنے کی دائمی بیماری ہو، اور وہ اس کے لیے وضو کرے، پھر وہ مُحدِث ہو جائے پیشاب یا ریح کے خارج ہونے کی وجہ سے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر کسی صاحبِ عذر کے ناک کے سوراخوں میں سے صرف کسی ایک سے خون بہتا ہو، پس اس کے وضو کرنے کے بعد دوسرے سوراخ سے خون بہنے لگے، تو اس کا وضو اسی وقت ٹوٹ جائے گا، اس عذر کے علاوہ دوسرے حدث کے لاحق ہونے کی وجہ سے، جیسا کہ علامہ محقق ابن عابدین- رحمه الله تعالى -نے اپنی کتاب رد المحتار میں بیان کیا ہے۔

☜ اور نیز معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا نماز کے وقت کے ختم ہونے کے ساتھ، پس اگر وہ ظہر کے لیے وضو کرے اس کے

---

[1] - رواه البخاری (٢٢٨) ۔

وقت کے ختم ہونے سے کچھ پہلے، پھر وقتِ عصر داخل ہوجائے، تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا وقتِ ظہر کے نکل جانے کی وجہ سے، اور یہ اس وقت ہوگا جب اس کا عذر جاری رہے، رہا جب اس کا عذر جاری نہ رہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اگرچہ نماز کا وقت ختم ہوجائے؛ کیوں کہ وہ اس وقت تک طہارتِ کاملہ ہی پر ہے جب تک کہ اس کو طہارت کے منافی کوئی چیز لاحق نہ ہو۔

☜ اور خاص بات یہ ہے کہ ہر عذر کے لیے ابتدائی شرط، اور باقی رہنے کی شرط، اور ختم ہونے کی شرط ہے۔

☜ **رہی ابتدائی شرط** - یعنی عذر میں داخل ہونا- تو وہ عذر کا گھیرنا ہے فرض نماز کے ایک مکمل وقت کو، اگرچہ حکمی طور پر ہو، گویا کہ عذر کے ختم ہونے کا وقفہ اتنا قلیل ہو کہ اس وقفہ میں وہ وضو بنا کر ایک وقت کی فرض نماز نہ پڑھ سکے۔

اور ہم نے ثبوتِ عذر کے لیے ابتدائی شرط لگائی کہ ناقضِ وضو کا گھیرنا ہو ایک وقتیہ فرض نماز کے مکمل وقت کو، احتراز کرتے ہوئے غیر فرض نماز کے وقت کو عذر کے گھیرنے سے، جیسے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز کیوں کہ ان نمازوں کا وقت مہمل ہے، اس میں کوئی وقتیہ فرض نماز نہیں ہے۔

یہ جو قید لگائی کہ وقت نکلنے پر وضو باطل ہوگا اس قید کا فائدہ یہ ہوا کہ اگر کسی معذور نے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد وضو کیا اگرچہ اس کا یہ وضو عید یا چاشت کی نماز کے لیے ہو تو یہ وضو اس وقت تک باطل نہیں ہوگا جب تک کہ ظہر کا وقت نہ نکل جائے، ماحصل یہ کہ وقت سے پنجگانہ نمازوں کا وقت مراد ہے، اور طلوعِ آفتاب سے لے کر نصف النہار تک کسی نماز کا وقت نہیں، لہذا وقت کا خروج ظہر کے وقت کے نکل جانے کے بعد پایا جائے گا، اور چوں کہ وضو کا باطل ہونا کسی نمازِ پنجگانہ کے وقت کے نکلنے پر موقوف ہے اس لیے جب تک ظہر کا وقت نہ نکل جائے وضو نہیں ٹوٹے گا[1]۔

☜ **اور رہی عذر کے باقی رہنے کی شرط** تو وہ ہر وقت میں پایا جائے اگرچہ وقتِ اول کے بعد ایک ہی مرتبہ ہو، اور یہ شرط نہیں لگائی جائے گی کہ اس کا عذر پورے وقت کو گھیرتے ہوئے پایا جائے۔

☜ **اور رہی عذر کے ختم ہونے کی شرط** اور صاحبِ عذر کا صفتِ معذوری سے نکلنے کی شرط، تو وہ عذر کا نماز کے پورے وقت میں جُدا ہونا ہے۔

☜ پس اگر حدث کی ابتدا ہوجائے فرض وقت کے داخل ہونے کے بعد، تو وہ اخیر وقت تک انتظار کرے عذر کے ختم ہونے کی امید میں، پس اگر عذر ختم نہیں ہوا تو وہ وضو کرے اور نماز پڑھے، پھر اگر وقتِ ثانی کے درمیان میں عذر ختم ہوجائے تو اس نماز کو دوہرائے، کیوں کہ وہ عذر مکمل وقت کو نہیں گھیرا ہوا ہے، تو وہ معذور نہیں ہوگا، اور ثابت ہوا کہ اس نے حدث کے ساتھ نماز پڑھی، تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی، رہا وقتِ ثانی میں بھی اگر عذر پورے وقت میں پایا گیا، تو وہ نماز نہ لوٹائے، عذر کے ثابت ہونے کی وجہ سے ابتدائے وقت سے اس کے لاحق ہونے کی بنا پر۔

☜ اور یہ معذور کا حدث سے طہارت حاصل کرنے کی بنسبت ہے، اور رہا اس کے کپڑے کی پاکی کا معاملہ پس اگر معذور

[1] -عفی عنها-

کے کپڑے پر درہم سے زیادہ بہہ جائے، تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کو نہ دھوئے، اگر وہ اس کو دھوئے گا تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے وہ ناپاک ہو جائے گا، اور اگر نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ناپاک نہیں ہو گا تو اس کے لیے دھونے کو ترک کرنا جائز نہیں ہو گا[1]۔

☜ اور معذور پر واجب ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے عذر کو روکے یا کم کرے اگر مکمل طریقے سے روکنا ممکن نہ ہو، اگر چہ وہ اپنی نماز کو اِشارے سے کھڑے ہو کر، یا بیٹھ کر پڑھے، چِت لیٹ کر نہ پڑھے۔

اور جب معذور پٹّی باندھ کر یا روئی رکھ کر یا بیٹھ کے نماز پڑھ کر اپنے عذر کو روک سکتا ہو، تو وہ صاحبِ عذر نہیں رہے گا[2]۔

☆☆☆

مشقی سرگرمیاں

(الف): مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س: معذور شخص کی تعریف مع مثال بیان کیجیے ؟

س: معذورِ شرعی ہونے کے لیے کس بات کی شرط لگائی گئی؟

س: معذور کے لیے وضو کا کیا حکم ہے حدیثِ پاک کے ساتھ بیان کیجیے ؟

(ب): مندرجہ ذیل خالی جگہوں کو مناسب لفظ سے پُر کیجیے:

1- معذور کے لیے اجازت دی گئی کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لیے۔۔۔۔۔کرے، اور اس وضو سے اس وقت میں جتنی چاہے فرائض اور نوافل۔۔۔۔ادا کرے۔

2- اگر کوئی شخص اپنے عذر کی وجہ سے وضو کرے پھر دوسرا حدث لاحق ہو جائے تو اس کا وضو۔۔۔۔۔جائے گا۔

3- معذور کا وضو۔۔۔۔۔جائے گا نماز کے وقت کے ختم ہونے کے ساتھ۔

[1] ۔الهدية العلائية ٣٢۔

[2] ۔الهدية العلائية ٣٢۔

چرمی موزوں پر مسح کا بیان

- مسح کی مشروعیت
- مسح کی شرائط
- مسح کرنے کا طریقہ
- مسح کرنے کی مدت
- پائتابوں پر مسح کرنا
- مسح علی الخفین کے نواقص
- مشقی سرگرمیاں

چرمی موزوں پر مسح کا بیان

☜ شریعت کی جانب سے نرم دلی کا مظاہرہ کرنا اور اس میں آسانی پیدا کرنا ہے، وضو میں دونوں پاؤں دھونے کے عوض چرمی موزوں پر مسح کرنے کا قانون بنا کر۔

اور موزہ وہ جُوتا جو پورے پیر کو ٹخنوں سمیت چھُپانے والا ہو، اور پائتابے موزے کے حکم میں آتے ہیں جب کہ وہ دونوں دبیز یعنی جاڑے اور موٹے ہوں۔

چرمی موزوں پر مسح کی مشروعیت:

موزوں پر مسح کرنا نبی رحمت۔ﷺ۔کی کثیر احادیثِ طیبہ سے قولاً وفعلاً ثابت ہے، یہاں تک کہ وہ حدِّ تواتر وشہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔

جن میں سے سیدنا مغیرہ بن شعبہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کی حدیثِ شریف ہے، أَنَّ النَّبِيَ . ﷺ . خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَأَتْبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ، فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ [1]، یعنی کہ (ایک مرتبہ) آپ۔ﷺ۔رفعِ حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، تو سیدنا مغیرہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔پانی کا ایک برتن لے کر آپ۔ﷺ۔کے پیچھے گئے، جب آپ۔ﷺ۔قضائے حاجت سے فارغ ہوگئے تو سیدنا مغیرہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے (آپ۔ﷺ۔کو وضو کراتے ہوے) آپ۔ﷺ۔(کے اعضائے مبارکہ) پر پانی ڈالا، آپ۔ﷺ۔نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

اور سیدنا عبد اللہ بن عمر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے، وہ سیدنا سعد بن ابی وقاص۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے روایت کرتے ہیں، أَنَّ النَّبِيَّ . ﷺ . مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَسُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ : نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ . ﷺ . فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ [2]، یعنی کہ اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔نے موزوں پر مسح کیا، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے اپنے والدِ ماجد امیر المومنین سیدنا عمر بنِ خطاب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا (سچ ہے اور یاد رکھو) جب تم سے سیدنا سعد اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔کی کوئی حدیث بیان فرمائیں تو اس کے متعلق ان کے سوا (کسی) دوسرے سے مت پوچھو۔

اور ان میں سے بعض نے ذکر کیا کہ نبی پاک۔ﷺ۔سے موزوں پر مسح کرنے کی احادیث تقریباً چالیس صحابۂ کرام۔علیہم الرضوان۔سے مروی ہیں۔

اور وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کرنا دونوں پیروں کو دھونے کے قائم مقام ہوگا، جب مسح کے صحیح ہونے کی شرائط پائی جائیں۔

---

[1]- رواه البخاري (٢٠٣) .

[2]- رواه البخاري (٢٠٢) .

اور موزوں پر مسح کرنا اس شخص کے لیے جائز نہیں جس پر غُسل کرنا واجب ہو، جیسے کہ اگر کوئی شخص وضو کرے اور اپنے موزوں کو پہنے پھر جُنبی ہو جائے، تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے پورے بدن کو دھوئے اور اپنے موزوں پر مسح کرے، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دونوں موزوں کو اُتارے اور اپنے قدموں کو دھوئے، حدیث شریف کی وجہ سے جو سیدنا صفوان بن عسال۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . ﷺ .يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَ لٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَ بَوْلٍ وَ نَوْمٍ [1]، یعنی اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔ ہمیں حکم دیتے جب ہم مسافر ہوں تو بول و براز اور نیند کی وجہ سے تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزوں کو نہ اُتاریں، ہاں جَنابت کی حالت ہو تو پھر اُتارنا ہوگا۔

اور چَرمی موزوں پر مسح کرنا آسانی پیدا کرنے کے لیے مشروع ہوا، اور بہت سارے لوگوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے، بالخصوص جو لوگ وضو کرتے وقت اپنے موزوں کو اُتارنے میں دُشواری اور دِقت محسوس کرتے ہوں، جیسے وہ لوگ جو سرد شہروں میں مقیم ہیں، مسافرین، فوجی لوگ اور ان کے علاوہ، اور اسی لیے اس کو ساقط کرنے کرنے والی رُخصت کے نام سے موسوم کیا گیا، کیوں کہ چَرمی موزوں کو پہننے کی حالت میں دونوں پیروں کا دھونا ساقط ہوتا ہے۔

[1]-تقدم تخريجه۔

چَرمی موزوں پرمسح کی شرائط

نمبر شمار	چَرمی موزوں پر مسح کی شرائط بالاختصار
۱	وضو کے ساتھ مکمل طہارت پر چَرمی موزوں کا پہننا۔
۲	وہ جُوتا جس پر مسح کرنے کا اِرادہ کرے پورے پیر کو چُھپانے والا، اور ٹخنوں کے اوپر تک ہو۔
۳	ان دونوں موزوں کے ساتھ بغیر کسی مشقت کے کم سے کم ایک فرسخ کی مسافت چلنا ممکن ہو۔
۴	ہر موزہ بڑے پھٹن اور دراڑوں سے محفوظ ہو۔
۵	چَرمی موزہ کی بناوٹ اس نوعیت کی ہو کہ پیر کے اس حصے تک پانی کو پہنچنے سے روکتا ہو جس کا مسح کیا جاتا ہے۔
۶	مسح کرنے والا جب اپنے پیر کے اگلے حصے کو نہ پائے، تو اس کے باقی حصہ پر مسح کرنا صحیح نہیں، مگر جب ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے تین انگلیوں کے برابر باقی ہو تو مسح صحیح ہے۔

چَرمی موزوں پرمسح کی شرائط بالتفصیل:

① ۔وضو کے ساتھ مکمل طہارت پر چَرمی موزوں کا پہننا، پس اگر کوئی تیمم کے بعد چَرمی موزوں کو پہنے، پھر وہ پانی پائے، تو اس کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں، بلکہ وضو کرنا واجب ہے؛ اس لیے کہ چَرمی موزوں پر مسح کرنا ہر اس شخص کے لیے جائز ہے جس کو حدثِ اصغر لاحق ہو جو وضو کا سبب بنے، تو مناسب ہے کہ جب موزوں کو پہنے تو باوضو ہو کر پہنے، پس اس کے بعد جب وہ محدث ہو جائے تو وہ ایسا ہی ہو گا جیسے اس نے طہارتِ کاملہ پر چَرمی موزے پہنے ہوں۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں اللہ کے پیارے رسول۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کے ساتھ تھا، تو میں نے چاہا (کہ وضو کرتے وقت) آپ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کے چَرمی موزے اُتار ڈالوں، آپ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نے فرمایا: ((دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) [1]، **یعنی** انھیں رہنے دو۔ چوں کہ جب میں نے انھیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے (یعنی میں وضو سے تھا)، پس آپ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نے ان پر مسح کیا۔

اور سیدنا صفوان بن عسال۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ سے مروی ہے کہ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ - أَنْ نَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، إِذَا نَحْنُ أَدْخَلْنَاهُمَا عَلى طُهْرٍ، ثَلَاثًا إِذَا سَافَرْنَا، وَ يَوْمًا وَ لَيْلَةً إِذَا أَقَمْنَا [2]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم چَرمی موزوں پر مسح کریں، جب کہ ہم اس کو باوضو ہو کر پہنے ہوں، تین دن جب ہم مسافر ہوں، اور ایک دن اور ایک رات جب ہم مقیم ہوں۔

② ۔وہ جُوتا جس پر مسح کرنے کا اِرادہ کرے پورے پیر کو چُھپانے والا، اور ٹخنوں کے اوپر تک ہو، تاکہ وہ چَرمی موزوں کے معنی

---

[1] -رواه البخاري (٢٠٦)۔

[2] -رواه ابن خزيمة في صحيحه ۔

میں ہو جائے۔

③ ۔ان دونوں چرمی موزوں کے ساتھ بغیر کسی مشقت کے کم سے کم ایک فرسخ کی مسافت چلنا ممکن ہو یعنی۔ڈیڑھ گھنٹے کی مدت- ؛اس لیے کہ عام طور پر انسان ایک دن اور رات میں اس سے زیادہ نہیں چلتا،اپنی ان ضروریات کی حفاظت کے خاطر جن کا اکثر لوگ التزام برتتے ہیں۔

چنانچہ کانچ،لوہے یا لکڑی سے بنے ہوئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں،ان کے ساتھ چلنا ناممکن ہونے کی وجہ سے۔

④۔ہر موزہ بڑے پھٹن اور دراڑوں سے محفوظ ہو،پس جب اس میں پھٹن /دراڑ ہو،جس کی مقدار پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کو پہنچ جائے،تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں ،اور جب اس سے کم ہو تو اس پر مسح کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ نبی رحمت ۔ﷺ ۔صحابۂ کرام۔علیهم الرحمة والرضوان۔کو چرمی موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیتے،اور عام طور پر ان کے چرمی موزے تھوڑے بہت پھٹے ہونے سے خالی نہ ہوتے۔

اور چرمی موزے پر مسح کرنا جائز ہے اگر سامنے سے پھٹا ہوا ہو،جب کہ پنڈلی پر دھاگے یا بٹن سے باندھنا ممکن ہو۔

⑤۔چرمی موزہ کی بناوٹ اس نوعیت کی ہو کہ پیر کے اس حصے تک پانی کو پہنچنے سے روکتا ہو جس کا مسح کیا جاتا ہے۔

⑥۔ مسح کرنے والا جب اپنے پیر کے اگلے حصے کو نہ پائے،تو اس کے باقی حصہ پر مسح کرنا صحیح نہیں،مگر جب ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے تین انگلیوں کے برابر باقی ہو تو مسح کرنا صحیح ہے ،کیوں کہ تین انگلیوں کی مقدار مسح کرنا فرض ہے اگر پیر کا اگلا حصہ ہی مفقود ہو تو اس چرمی موزے پر مسح کرنا صحیح نہیں ،اگرچہ ایڑی موجود ہو،اور جب اپنے دو پیروں میں سے ایک ٹخنے کے اوپر سے کٹا ہو تو دوسرے موزے پر مسح کرنا جائز ہے۔

☆☆☆

مسح کرنے کا طریقہ

وضو کرنے والا اپنے دونوں ہاتھوں کی تر انگلیوں کو دونوں پیروں کی انگلیوں کی جانب سے چرمی موزوں کے سامنے والے حصّے پر پھیلا کر رکھے، داہنے پیر پر داہنا ہاتھ اور بائیں پیر پر بایاں ہاتھ، پھر دونوں پنڈلیوں تک چرمی موزے کے ظاہری حصے پر اس تر ہاتھ سے مسح کرے، اور ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں سے تین انگلیوں کی مقدار مسح کرنا کافی ہے، اور مسح کرنا کافی نہیں ہے موزے کے اندرونی جانب اور نہ ہی اس کے پچھلے حصّے پر اور اس کے اطراف اور اس کے پچھلے حصّے پنڈلی پر۔

چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلاَهُ، وَ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ [1]، **یعنی** اگر دین رائے پر ہوتا تو چرمی موزے کے نچلے حصہ پر مسح کرنا اوپری حصہ پر مسح کرنے سے بہتر ہوتا، حالاں کہ میں نے اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔کو اپنے دونوں موزوں کے اوپری حصّے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - سے مروی ہے کہ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ - ﷺ - بَالَ، ثُمَّ جَاءَ حَتّٰى تَوَضَّأَ وَ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْمَنِ، وَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى خُفِّهِ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ مَسَحَ أَعْلاَهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً، حَتّٰى أَنْظُرَ إِلٰى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - ﷺ - عَلَى الْخُفَّيْنِ [2]، **یعنی** میں نے اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کو دیکھا کہ وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر تشریف لائے یہاں تک کہ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ نے وضو فرمایا اور اپنے دونوں موزوں پر مسح فرمایا، اور اپنے سیدھے ہاتھ کو سیدھے پیر کے موزے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں پیر کے موزے پر رکھا، پھر ان دونوں کے اوپر والے حصے پر ایک مرتبہ مسح فرمایا، یہاں تک کہ میں اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ کی انگلیوں کو چرمی موزوں پر دیکھتا رہا۔

اور ایک مرتبہ مسح کرنا کافی ہے، اور اس کی تکرار سنت نہیں، اور اگر موزے کے اوپری جانب چوڑائی حصے پر مسح کرے یا پنڈلی کی جانب سے شروع کرے تو صحیح ہے مگر خلافِ سنت ہے۔

☆☆☆

---

[1] -رواه أبو داود بإسناد حسن.

[2] - ر واه ابن أبي شيبة والبيهقي عن الحسن البصري عن المغيرة، فهو مرسل.

مسح کرنے کی مدت

مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں، چنانچہ مسح کی مدت مقیم کے لیے چوبیس/۲۴ گھنٹے، اور مسافر کے لیے بہتر/۷۲ گھنٹے ہیں۔

اور مسح کی مدت کا وقت چرمی موزے پہننے کے بعد پہلے حدث کے لاحق ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

چنانچہ سیدنا صفوان بن عسال۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ . ﷺ . يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّ لَيَالِيْهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، یعنی نبی اکرم۔ ﷺ۔ ہمیں حکم دیتے جب ہم مسافر ہوں تو تین دن اور تین راتوں تک اپنے چرمی موزوں کو نہ اُتاریں، ہاں جنابت کی حالت ہو تو پھر اُتارنا ہوگا۔

اور سیدنا ابوبکرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ - ﷺ - رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَ لَيَالِيْهِنَّ، وَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَ لَيْلَةً، إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا [1]، یعنی کہ نبی کریم۔ ﷺ۔ نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں رُخصت عطا فرمائی ہیں، اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، جب کہ وہ موزوں کو باوضو ہو کر پہنے پھر ان دونوں پر مسح کرتا رہے۔ اور امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے: أَنَّ النَّبِيَّ - ﷺ - وَقَّتَ فِيْ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَ لَيَالِيْهِنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَ لَيْلَةً [2]، یعنی کہ نبی کریم۔ ﷺ۔ نے چرمی موزوں پر مسح کرنے کا ایک وقت مقرر فرمایا تین دن اور تین راتیں مسافر کے لیے، اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔

اور سیدنا شُریح بن ہانی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کے پاس آیا کہ ان سے چرمی موزوں پر مسح کے متعلق پوچھوں، تو آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے کہا: کہ تم ابو طالب کے بیٹے یعنی امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے پوچھو، وہ اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، ہم نے ان سے پوچھا تو آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ - ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَ لَيَالِيْهِنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَ يَوْمًا وَ لَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ [3]، یعنی اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور تین راتیں مقرر کی، اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔

مدتِ مسح کی ابتدا، چرمی موزوں کے پہننے کے بعد پہلا حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی، چنانچہ اگر مقیم صبح چھ/6 بجے وضو بنا کر چرمی موزے پہنتا ہے اور دس/10 بجے اس کو حدثِ اصغر لاحق ہوتا ہے، تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اگلے دِن صبح دس10/ بجے تک چرمی موزوں پر مسح کرتا رہے۔

---

[1] -رواه الدارقطني والحاكم۔

[2] -رواه ابن حبان۔

[3] -رواه مسلم (۲۷٦).

اور اگر مقیم مسح کرے پھر اپنی مدت مکمل ہونے سے پہلے سفر کرے، تو وہ مسافر کی مدت مکمل کرے، اور اگر مسافر مقیم ہو جائے ایک دن اور ایک رات مکمل ہونے سے پہلے تو وہ ایک دن اور ایک رات مکمل کرے، چنانچہ چرمی موزوں پر مسح کا حکم مسح کی آخری مدت میں مسح کرنے والے کے حال کے ساتھ گھومتا رہتا ہے۔

پائتابوں پر مسح کرنا :

پائتابوں پر مسح کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ دونوں ان پائتابوں کی طرح ہوں جن پر سلفِ صالحین مسح کیا کرتے تھے، اس طور پر کہ وہ دونوں دبیز ہوں کہ ان کا نچلا حصہ دِکھائی نہ دے، اور ان دونوں کے ساتھ ایک فرسخ یا اس سے زیادہ بغیر جُوتے کے چلنا ممکن ہو، اور پانی کی تَری کو پیر تک پہنچنے سے روکتے ہوں، اور عصرِ حاضر میں بنائے جانے والے پائتابے جن میں یہ شرائط مکمل نہیں پائی جاتیں، اور کبھی پائتابے جِلد سے بنائے جاتے ہیں جو پیروں میں پنڈلی تک پہنے جاتے ہیں وہ چرمی موزے کی طرح نہیں ہوتے، یا اُون سے بنے ہوئے جو پیروں میں ٹخنوں کے اوپر تک پہنے جاتے ہیں، جب کہ ائمۂ کرام کا مسح کے عدمِ جواز پر اتفاق ہے اُن باریک موزوں پر جو پانی کو جذب کرتے ہوں۔

اور پائتابوں پر مسح کے جواز پر دلیل: جو سیدنا مغیرہ بن شعبہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ - ﷺ - وَ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ [1]، یعنی نبی کریم۔ﷺ۔ نے وضو فرمایا اور پائتابوں اور نعلین مبارکہ پر مسح فرمایا۔

اور سیدنا عبداللہ بن مسعود۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: أَنَّهُ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ [2]، یعنی آپ ۔ﷺ۔ پائتابوں اور نعلین پر مسح کرتے تھے۔

[1] -رواه الترمذي و صححه، تكلم فيه بعض المحدثين۔

[2] -رواه الطبراني في الكبير۔

مسح علی الخفین کے نواقض

نمبر شمار	موزوں پر مسح کے نواقض بالاختصار
۱	مسح علی الخفین کو ہر وہ چیز توڑ دے گی جو وضو کو توڑتی ہے۔
۲	مدتِ مسح کا ختم ہونا۔
۳	پیر سے موزے کا اُتار دینا اگر چہ ایک ہی پیر کا موزہ اُتار دے۔
۴	پیر کے اکثر حصّے کا پانی سے تر ہو جانا۔
۵	موزے پہننے کے دوران اس پر جب ایسی کوئی چیز طاری ہو جائے جو موزے پر مسح کے جواز کو روکتی ہو۔
۶	معذور جب موزوں پر مسح کرے، تو اس کا مسح ٹوٹ جائے گا اس کی طہارت ٹوٹنے کی وجہ سے، اس نماز کے وقت کے نکل جانے کی وجہ سے جس وقتیہ نماز کے لئے اس نے وضو کیا تھا۔

موزوں پر مسح کے نواقض بالتفصیل:

① ۔ مسح علی الخفین کو ہر وہ چیز توڑ دے گی جو وضو کو توڑتی ہے؛ اس لیے کہ مسح پیر دھونے کے عوض ہے، تو ہر وہ چیز جو اصل کو توڑے وہ مسح علی الخفین کو بھی توڑ دے گی۔

②۔ مدتِ مسح کا ختم ہونا، اور اس حالت میں اپنے موزوں کو اُتار کر پیروں کو دھونا ضروری ہے، مگر جب مسح کی مدت ختم ہو جائے اور اس شخص کو پیروں کے باہر نکالنے میں شدید سردی کی وجہ سے پیر کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو وہ اپنے پیروں سے موزے اُتارے بغیر دوسرے مسح کی ابتدا کرے، مگر یہ کہ پورے موزے پر مسح کرے جیسا کہ وہ پٹی (پلاستر) پر مسح کرتا ہے۔

اور اگر نماز کی حالت میں مسح کی مدت ختم ہو جائے، اور پانی موجود نہ ہو، تو وہ اپنی نماز مکمل کرے؛ اس لیے کہ موزوں کے اُتارنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیوں کہ اُتارنا دھونے کے لیے ہے، اور پانی موجود نہیں ہے۔

③ ۔ پیر سے موزے کا اُتار دینا اگر چہ ایک ہی پیر کا موزہ اُتار دے، اور اسی طرح پیر کے اکثر حصّے سے پنڈلی تک موزے کا اُتار دینا ہے، کیوں کہ ٹوٹنے کا سبب یقیناً پایا گیا، اور پیر سے موزہ اُتارنے سے حدثِ سابق اس کے پیر تک سرایت کر جائے گی ؛کیوں کہ موزہ حدث کو پھیلنے سے روکتا ہے اس کو ختم نہیں کرتا، اور اسی وجہ سے موزوں پر مسح کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ ان دونوں موزوں کے ساتھ نماز پڑھے، اور جب دونوں موزے ناپاک ہوں تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی، لہٰذا مناسب ہے کہ وہ ان دونوں کی پاکی پر خوب توجہ دے۔

اور چلنے کے دوران موزے کا پچھلی جانب سے پنڈلی تک نکل جانا کوئی ضرر نہیں دے گا۔

④۔ پانی سے پیر کے اکثر حصّے کا تر ہو جانا، چنانچہ اس حالت میں دونوں موزوں کو اُتارنا اور دونوں پیروں کو دھونا واجب ہے؛ دھونا اور مسح کرنا دونوں کو درمیان میں یکجا جمع کرنے سے بچتے ہوے۔

⑤۔ موزے پہننے کے دوران اس پر جب ایسی کوئی چیز طاری ہو جائے جو موزے پر مسح کے جواز کو روکتی ہو، اس سے مسح ٹوٹ جائے گا، جیسے موزے کا پھٹ جانا، دراڑ پڑ جانا اور اس میں بڑے سوراخ ہو جانا، یا اس حالت میں چلنا دُشوار ہو جانا۔

⑥۔ معذور جب موزوں پر مسح کرے، تو اس کا مسح ٹوٹ جائے گا اس کی طہارت ٹوٹنے کی وجہ سے ، اس نماز کے وقت کے نکل جانے سے جس وقتیہ نماز کے لئے اس نے وضو کیا تھا، اور یہ اس وقت ہے جب اس نے موزوں کو عذر کی حالت میں پہنا ہو، لیکن جب وہ موزوں کو عذر کے ختم ہونے کی حالت میں پہنا ہو، تو اس کی مدت غیرِ معذور کے مدت کی مثل ہے۔

☜ اس کے لیے یہ جاننا مناسب ہے کہ وہ صرف مسح کے ٹوٹنے کی حالت میں ہے نہ کہ وضو کے، پس اس کے لیے صرف دونوں پیروں کو دھونا کافی ہے۔

☜ سر کے دوپٹے پر مسح کرنا جائز نہیں، جیسے عمامہ یا ٹوپی پر، اور نہ ہی چہرے کے نقاب پر جیسے برقعہ، اور نہ ہی دستانوں پر۔

❁❁❁

مشقی سرگرمیاں

سوچیے اور بتائیے:

س۱ - چرمی موزوں پر مسح کے جواز پر حدیثِ مبارکہ لکھیے۔

س ۲ - جس پر غُسل واجب ہو کیا اس کے لیے موزوں پر مسح جائز ہے؟ اور نہیں، تو دلیل کے ساتھ لکھیے۔

س۳- چرمی موزوں پر مسح کرنا کیوں مشروع ہوا دلیل کے ساتھ لکھیے۔

س۴- چرمی موزوں پر مسح کی شرائط مختصراً لکھیے۔

س ۵ - تیمم کرنے کے بعد اگر کوئی موزوں کو پہنے، پھر وہ پانی پائے، تو کیا اس کے لیے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

س۶ - کانچ، لوہے یا لکڑی سے بنائے گئے موزوں پر مسح کرنے کا حکم لکھیے۔

س ۷ - مسح کرنے کا طریقہ لکھیے۔

س۸ - کیا موزے پر مسح کی تکرار سنت ہے؟

س ۹ - مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کرنے کی مدّت دلیل کے ساتھ لکھیے۔

س ۱۰ - چرمی موزے پہننے کے بعد اس پر مسح کرنے کا ابتدائی وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

س ۱۱ - پائتابوں پر مسح کرنا کن شرطوں کے ساتھ جائز ہے؟

س ۱۲ - وہ باریک موزے جو پانی کو جذب کرتے ہوں کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے؟
س ۱۳ - نواقضِ مسح علی الخفین مختصراً لکھیے۔

When Boarding a Vehicle Recite this DUA

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ پاک ہے جس نے اس سواری کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے

غسل کا بیان
غسل کا حکم
غسلِ مسنون
غسل کے فرائض
غسل کی سنتیں
مشقی سرگرمیاں

غُسل کا بیان

شاور

غُسل کی تعریف ہے : بدن کے ظاہری حصّے پر جہاں تک ممکن ہوسکے پانی بہانا۔

غُسل کا حکم :

غُسل کرنا یا تو فرض ہو گا، یا سنت۔

فرض غُسل : انسان پر دو حالتوں میں غُسل فرض ہوتا ہے :

پہلی حالت : حالتِ جنابت میں، اللہ تعالی کے قول : ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ کی وجہ سے۔

دوسری حالت : عورت پر غُسل کرنا فرض ہے حیض اور نفاس کے ختم ہونے کے بعد ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ کی وجہ سے۔

اور انسان دو سبب سے صفتِ جنابت سے متّصف ہوتا ہے:

پہلا سبب : مرد کی شرم گاہ یا عورت کی فرج سے منی کا نکلنا۔

دوسرا سبب : سبیلین میں سے کسی ایک میں جماع کرنا، چاہے اِنزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

☜ **پہلا سبب :** مرد کی شرم گاہ یا عورت کی فرج سے منی کا جسم میں اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوتے ہوئے نکلنا ،کسی بھی سبب سے منی کا خروج ہوا ہو، جیسے چُھونا، دیکھنا، احتلام ہونا اور مباشرت کرنا۔

چنانچہ انسان محض خروجِ منی سے جنبی نہیں ہو گا جب تک کہ دو معاملات نہ ثابت ہو جائیں:

① وہ شہوت کے ساتھ چھلے، پس اگر منی کوئی وزنی چیز اٹھانے یا مارنے، یا کسی بیماری اور اس جیسے دوسرے سبب سے نکلے ،تو غُسل واجب نہیں ہو گا، اور نہ ہی وہ شخص جنبی مانا جائے گا، اس لیے کہ جنابت کا لغوی معنی ہی منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا ہے، اور امیرالمومنین سیدنا علی مرتضٰی ۔رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مروی ہے کہ میں زیادہ مذی والا تھا تو میں نے نبی کریم ۔صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ سے دریافت کیا تو آپ ۔صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ نے فرمایا:((إِذَا حَذَفْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَإِذَا لَمْ تَكُنْ حَاذِفًا فَلَا تَغْتَسِلْ))،**یعنی** ((جب کود کر نکلتا ہوا دیکھو تو جنابت کا غُسل کرو، اور جب وہ کود کر نہ نکلے تو غُسل نہ کرو))، اور بہ لفظِ دیگر:((وَإِذَا رَأَيْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ))[1]،**یعنی** ((جب تم پانی کو اُچھل کر یا چھلک کر نکلتا دیکھو تو غُسل کرو))۔

اور حَذْفُ الْمَاءِ وَ فَضْخُهُ کا معنی پانی کا اچھل کر اور اس کا بُھدک کر نکلنا ہے، اور وہ صورت صرف شہوت کے ساتھ نکلتے وقت ہی پائی جائے گی ۔

---

[1] -رواہ احمد و ابوداود۔

② منی کا عضوِ مخصوص سے بدن کے باہری حصے تک نکلنا، پس اگر منی شرم گاہ کے گودے دار ہڈی اور سوراخ میں باقی رہے یا عورت کی فرج کے اندرونی حصے میں رہے تو غُسل واجب نہیں ہوگا۔

اور یہ شرط نہیں لگائی جائے گی کہ عضو سے جُدا ہونے تک شہوت جاری رہے، سوائے امام ابویوسف۔ رحمه الله تعالى ۔ کے نزدیک پس اگر محتلم اپنی شرم گاہ کو ہاتھ سے پکڑے رکھے یہاں تک اس کی شہوت ٹھنڈی پڑجائے، پھر شہوت ختم ہونے کے بعد منی نکلے، تو وہ جنبی ہوجائے گا اور اس پر غُسل کرنا واجب ہوگا۔

اور اسی طرح اگر وہ شخص جنابت کے فوری بعد پیشاب کرنے یا سونے یا چند قدم چلنے سے پہلے غُسل کرے، پھر اس سے بقیہ منی بہہ نکلے، تو اس پر دوبارہ غُسل کرنا واجب ہوگا۔

اور اس کے برعکس اگر وہ پیشاب کرنے یا سونے یا بہت زیادہ چلنے کے بعد جنابت کا غُسل کرے پھر اس سے منی بہے تو غُسل کرنا واجب نہیں؛ اس لیے کہ سونا، پیشاب کرنا اور زیادہ چلنا شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے زائل ہونے والی منی کو عام طور پر ختم کردیتا ہے، چنانچہ دوبارہ جو منی اپنی جگہ سے نکلی وہ بِلا شہوت ہوگی، پس غُسل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

اور امام ابویوسف۔رحمه الله تعالى۔کے قول کے مطابق ان صورتوں میں عدمِ وجوبِ غُسل کا فتویٰ دیا جائے گا، بوقتِ ضرورت اور اضطراری حالات میں۔

اور عورت کے غُسل کرنے کے بعد اگر شوہر کی منی اس سے خارج ہوجائے، تو اس پر دوبارہ غُسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

☜ اس شخص پر غُسل کرنا فرض ہوگا جو سوئے اور بیدار ہونے کے بعد اپنے کپڑوں پر تَری پائے، احتلام ہونا چاہے یاد رہے یا نہ رہے، اس لیے کہ تری کا پانا ہی احتلام ہونے کی دلیل ہے، اور نیند غفلت و دہشت زدہ ہونے کی حالت ہوتی ہے، اور سونے والے سے غیر شعوری طور پر بہت ساری چیزیں صادِر ہوتی ہیں، اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ تَری کبھی مذی یا ودی ہو سکتی ہے، کیوں کہ منی پتلی اور مذی کی طرح ہوجاتی ہے گرمی اور ہوا کی تاثیر کی وجہ سے، اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ عنہا۔ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ علیہ وسلم۔سے استفار کیا گیا ایسے شخص کے متعلق جو تَری دیکھے لیکن اسے احتلام ہونا یاد نہ آئے، تو آپ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: ((يَغْتَسِلُ)) **یعنی** ((وہ غُسل کرے))، اور اس شخص کے متعلق جس کو یہ یاد ہو کہ اسے احتلام ہوا ہے لیکن وہ تَری نہ پائے تو آپ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔نے فرمایا: ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ)) ((اس پر غُسل نہیں)) چنانچہ سیدہ ام سلیم ۔رضی اللہ عنہا۔نے عرض کیا: کہ عورت وہ چیز دیکھے تو کیا اس پر غُسل ہے؟ آپ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔نے فرمایا: ((نَعَمْ، النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) [1]، ((عورتیں بھی (شرعی احکام میں) مردوں ہی کی طرح ہیں))۔

☜ یہاں ایک ممکنہ صورت ہے جس میں یقینی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تری مذی ہو، اور یہ اس وقت ہے جب وہ کھڑے ہوکر یا

---

[1] -رواه ابوداود والترمذی۔

بیٹھ کر سوئے، اور اس کی شرم گاہ منتشر ہو، پھر وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس نے تری پائی، تو اس کو مذی پر محمول کیا جائے گا اور اس پر غُسل کا حکم نہیں لگایا جائے گا؛ اس لیے کہ شرم گاہ کا منتشر ہونا مذی کے نکلنے کی وجہ سے ہے، اور اس کو منی سے تعبیر نہیں کیا جائے گا کیوں کہ وہ اپنی نیند میں مستغرق نہیں ہوا، اس لیے کہ نیند میں مستغرق ہونا پہلو پر سونے کی حالت میں ہوتا ہے اور مستغرق ہونا یہ احتلام ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

☜ اور عورت احتلام کے احکام میں مرد کی طرح ہے چنانچہ سیدہ ام سلمہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے؛ سیدہ ام سلیم جو سیدنا ابو طلحہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی زوجہ ہے وہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئیں اور استفسار کیا اے اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔، بے شک اللہ تعالی حق بیان کرنے سے حیاء نہیں فرماتا ہے، کیا عورت پر بھی جب کہ اسے احتلام ہو غُسل واجب ہوجاتا ہے؟ تو اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ [1]، یعنی ہاں جب وہ پانی دیکھے۔

☜ اگر کوئی محتلم ہو پھر وہ بیدار ہو جائے اور وہ تری نہ دیکھے، پھر تھوڑی دیر بعد اس سے مذی خارج ہو جائے تو اس پر غُسل واجب نہیں ہو گا، اور اگر اس سے منی خارج ہو جائے تو غُسل کرنا واجب ہو گا۔

☜ مرد اور عورت جب نیند سے بیدار ہوے، تو انھوں نے بستر پر منی پائی، اور احتلام ہونا کسی کو یاد نہ رہا، تو ان دونوں پر احتیاطاً غُسل کرنا واجب ہوگا۔

☜ جب مدہوش شخص یا جس پر غشی طاری ہو وہ منی پائے، تو اس پر غُسل کرنا ضروری ہوگا، جیسا کہ اگر کوئی شخص سو رہا ہو، اور جب وہ مذی پائے تو اس پر غُسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

☜ **دوسرا سبب :** سبیلین میں سے کسی ایک میں جماع کرنا [2]، چاہے اِنزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، سیدنا ابوہریرہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی حدیث کی وجہ سے کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَّمْ يَنْزِلْ)) [3]، یعنی جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرم گاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غُسل کرنا واجب ہوگا، اگرچہ انزال نہ ہو۔

☜ اس بات کی شرط لگائی جاتی ہے کہ مفعول بہ وہ ہو جس سے عموماً شہوت کی خواہش کی جا سکتی ہو، چنانچہ اس پر غُسل نہیں جو چوپائے یا مُردار یا چھوٹی بچی کے پاس آئے جس سے عام طور پر جماع نہ کیا جاتا ہو اور نہ اِنزال ہو۔

☜ فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غُسل واجب ہوگا دُبر میں جماع کرنے سے قُبُل میں وطی کرنے پر قیاس کرتے ہوے، مگر جب مفعول بہ نابالغ ہو تو صرف فاعل پر غُسل واجب ہوگا۔

---

[1] -رواہ البخاری (۲۸۲)۔
[2] - عورت کے دبر میں جماع کرنے کے لیے جواز کی کوئی صورت نہیں کیوں کہ وہ بالا جماع حرام ہے۔
[3] - رواہ مسلم (۳۴۸)۔

☜ اگر کوئی عورت کسی بچے کو اپنے اوپر وطی کے لیے قابو دے تو عورت پر غُسل واجب ہوگا جب کہ وہ بچہ نابالغ ایسا ہو جس سے شہوت پوری کی جا سکے، ورنہ واجب نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کا ذَکر اس حالت میں انگلی کی طرح ہوگا۔
اور بعض علما کی رائے یہ ہے کہ عورت پر غُسل واجب ہوگا جب وہ قُبل میں اس کو داخل کر لے انگلی کی طرح استمتاع کی نیت سے، شہوت کے غلبہ اور اِنزال ہونے کے گمان سے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مذکورہ تمام صورتوں میں غُسل اس وقت واجب ہوگا جب اس واقعہ وسانحہ کے ساتھ اِنزال ہو۔

☜ **دوسری حالت :** حیض اور نفاس کے ختم ہونے کے بعد عورت پر غُسل کرنا فرض ہے عنقریب اس کے احکام کی تفصیل میں وضاحت کریں گے۔

غُسلِ مسنون

غُسلِ مسنون تین ہیں: ①۔نمازِ جمعہ کے لیے، ②۔عیدین کی نماز کے لیے،③۔اِحرام کے لیے ۔

اس حدیثِ پاک کی وجہ سے:إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ [1]، یعنی جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کوآنے کااِرادہ کرے تواس کوچاہیے کہ وہ غُسل کر لے ۔

اوراس حدیث میں حکم وجوب کے لیے نہیں ہے،اس حدیثِ پاک کی وجہ سے جوسیدناسمرہ بن جندب۔رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَ نِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ [2]، یعنی جس نے جمعہ کے دن وضوکیاتواس نے رخصت کواختیار کیااور خوب ہے یہ رخصت اور جس نے غُسل کیاتوغُسل افضل ہے۔

اور عیدین کی نماز کے لیے غُسل کرناسنت ہے،چنانچہ سیدناابنِ عباس۔رضی اللہ تعالی عنہ۔سے مروی ہے کہ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صلی اللہ علیہ وسلم - يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى [3]، یعنی اللہ کے پیارے رسول -صلی اللہ تعالی علیہ وسلم- عید الفطراور عیدالاضحیٰ کو غُسل کیاکرتے تھے۔

اور سیدنا زاذان۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔سے مروی ہے کہ میں نے امیرالمومنین سیدناعلی بنِ ابوطالب - رضی اللہ تعالی عنہ- سے غُسل کے متعلق پوچھا تو آپ - رضی اللہ تعالی عنہ-نے فرمایا : اِغْتَسِلْ إِذَا شِئْتَ. فَقُلْتُ: لَا بَلِ الْغُسْلِ الْمُسْتَحَبِ . اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ [4]،یعنی جب چاہو غُسل کرو تو میں نے کہا :نہیں بلکہ غُسل کرنا کب مستحب ہے فرمایا:غُسل کروہر جمعہ،عیدالفطر،عیدالاضحیٰ اور یومِ عرفہ کو۔

اور نیزاحرام کے لیے غُسل کرنا سنت ہے،چنانچہ سیدناابن عمر۔رضی الله تعالى عنهما۔سے مروی ہے کہ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَغْتَسِلَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ [5]،یعنی سنت میں سے ہے کہ جب احرام [6]پہننے کااِرادہ کرے تواسے غُسل کرنا چاہیے۔

☆☆☆

---

[1]۔رواه مسلم (۸۴۸) ۔

[2]۔رواه الترمذى وابن خزيمة۔

[3]۔رواه ابن ماجه ۔

[4]۔رواه ابن ابى شيبة والطحاوى ۔

[5]۔رواه ابن ابى شيبة والحاكم۔

[6]۔ معتمر اور حجِ بیت اللہ کرنے والا۔

غُسل کے فرائض

نمبر شمار	غُسل میں دو فرض ہیں
۱	اپنے منہ اور ناک کو دھونا کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھاتے ہوے۔
۲	پورے بدن پر پانی بہاتے ہوے دھونا۔

① : اپنے منہ اور ناک کو دھونا کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھاتے ہوے، اس لیے کہ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کی جگہ بدن کے ظاہری حصے میں شامل ہے، اور حکم پورے بدن کو صاف کرنے کا ہے، چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی بن ابو طالب ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا، فَعَلَ بِهِ كَذَا وَ كَذَا مِنَ النَّارِ [1]، یعنی جس شخص نے غُسلِ جنابت میں ایک بال برابر جگہ دھوئے بغیر چھوڑ دی تو اسے آگ کا ایسا ایسا عذاب ہو گا ۔

اور سیدنا حسنِ بصری۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعًا مروی ہے: ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَبَلُّوا الشَّعْرَ وَ أَنْقُوا الْبِشْرَةَ [2]، یعنی ہر بال کے نیچے جنابت ہے، لہذا تم غُسل کرتے وقت بالوں کو اچھی طرح دھوؤ اور کھال کو خوب صاف کرو۔

اور سیدنا ابنِ عباس۔رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ سے مروی ہے اس جنبی کے بارے میں جو کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے، فرمایا: يُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيُعِيْدُ الصَّلَاةَ [3]، یعنی وہ کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھالے اور نماز کا اِعادہ کرے۔

② : پورے بدن پر پانی بہاتے ہوے دھونا سوائے اس حصے کے جہاں پانی پہنچانا مشکل ہو، اور اسی وجہ سے غُسل کرنے والے پر واجب ہے کہ اپنے جسم سے ہر اس چیز کو زائل کر دے جو جِلد تک پانی پہنچنے سے روکتی ہو جیسا کہ وضو کے بیان میں گزر گیا۔

☜ غُسل میں سر اور داڑھی کے بالوں کے اندر تک پانی کا پہنچانا فرض ہے، آیتِ کریمہ میں صیغۂ مبالغہ تطھرین کے ساتھ وارد ہونے کی وجہ سے، مگر یہ کہ عورت جب اس کے بال گوندھے ہوے ہوں تو وہ اپنی چوٹی کو کھولنے کی زحمت نہ کرے جب بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے، چنانچہ سیدہ ام سلمہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہوں، کیا جنابت کے غُسل کے لیے اس کو کھولوں؟ آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا :

---

[1] ۔رواه ابو داود ۔

[2] ۔رواه عبد الرزاق ۔

[3] ۔رواه الدار قطني۔

لَا ۔ إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيْ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِيْنَ [1]، یعنی نہیں تمھیں کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاؤ گی۔

اور سیدنا عبید بن عمیر۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کو یہ خبر پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو۔ رضی اللہ عنہ۔ عورتوں کو غُسل کے وقت سر کے گوندھے ہوئے بال کو کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے فرمایا :يَاعَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو هٰذَا ! يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوْسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُوْسَهُنَّ! لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ - مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَ لَا أَزِيْدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ [2]، یعنی تعجب ہے سیدنا ابن عمرو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ سے! کہ وہ عورتوں کو جب وہ غُسل کریں تو بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، تو کیا وہ انہیں اپنے بالوں کو منڈوانے کا حکم نہیں دیتے! بے شک میں اور اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ دونوں ایک برتن سے غُسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر تین چلو ڈال لیتی۔

☜ اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کے لمبے لٹکے ہوئے بالوں کو وہ دھونے کی تکلیف نہ اُٹھائے، جب بال کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، بر خلاف آدمی کے جب اس کے لمبے بال ہوں، چنانچہ اس پر اپنے بال کو پانی سے دھونا واجب ہے، اگرچہ بال کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، اس لیے کہ آدمی کو اس کی ضرورت نہیں، اس کے بال کو حلق کرانا ممکن ہونے کی وجہ سے بغیر کسی ضرر و تکلیف کے۔

☜ غُسل کرنے والے کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے جسم میں ان جگہوں تک پانی پہنچانے کا معاہدہ کرلے جہاں تک پانی نہیں پہنچتا ہے، جیسے کان کا ظاہری حصہ، پس اپنی ہتھیلی میں پانی لے، پھر اپنے کان کو اپنی ہتھیلی کے پانی میں ڈبوئے، اس لیے کہ مطلوب دھونا ہے، پس تر انگلیوں سے کانوں کا مسح کرنا کافی نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح اپنی ہتھیلی کو اوپر کی جانب کُھلی ہوئی رکھے اپنی ناف کی نچلی جانب مائل کرنے کی شکل میں، اور اس کو پانی سے بھرے یہاں تک کہ پانی اس کے ناف میں داخل ہو جائے، اور اپنی انگلی کو ناف میں داخل کرنے سے بچے، کیوں کہ یہ عمل اس جگہ سوزش کا سبب بن سکتا ہے۔

[1] -رواہ مسلم (۳۳۰) تحثي : تفرغي۔
[2] -رواہ مسلم (۳۳۱)۔

غُسل کی سنتیں

نمبر شمار	غُسل کی سنتیں مختصراً
۱	ستر کھولنے سے پہلے تسمیہ سے ابتدا کرنا ۔
۲	نیت کرنا تاکہ اس کا غُسل عبادت بن جائے اور اس پر اس کو ثواب حاصل ہو۔
۳	اپنے ہاتھوں کو برتن میں ڈبونے سے پہلے دھونا۔
۴	استنجاء کرے تو اپنی شرم گاہ کو دھونا، اور اس پر اس نجاست کو زائل کرنا واجب ہے جو اس کے بدن پر لگی ہوئی ہے۔
۵	مبالغہ کے ساتھ نماز کی طرح وضو کرنا ، اور اپنے پیروں کو اخیر میں دھونا۔
۶	پھر تین مرتبہ اپنے بدن پر پانی بہانا ، اور اپنے سر پر پانی بہانے سے شروع کرے، پھر اپنے داہنے کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر۔
۷	ایسی جگہ غُسل کرنا سنت ہے جہاں لوگوں کی نظروں سے پردہ ہوتا ہو۔

غُسل کی سنتیں تفصیلاً:

① : ستر کھولنے سے پہلے تسمیہ سے ابتدا کرنا ۔

② : نیت کرنا تاکہ اس کا غُسل عبادت بن جائے اور اس پر اس کو ثواب حاصل ہو- جیسا کہ وضو کے بیان میں گزر چُکا- اور نیت کرنا غُسل کے صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے، پس اگر جنبی پانی میں غوطہ لگائے اور کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے، تو وہ جنابت کی حالت سے نکل جائے گا۔

③ : اپنے ہاتھوں کو برتن میں ڈبونے سے پہلے دھونا ۔

④ : استنجا کرے تو اپنی شرم گاہ کو دھونا، اور اس پر اس نجاست کو زائل کرنا واجب ہے جو اس کے بدن پر لگی ہوئی ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ [1]، یعنی میں نے نبی کریم۔ﷺ۔ کے لیے غُسل کا پانی رکھا، تو آپ۔ﷺ۔ نے اپنے ہاتھوں کو دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھویا، پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر زمین پر ہاتھ رگڑا ۔

---

[1] -رواه البخاري (٢٥٧)۔

⑤ : مبالغہ کے ساتھ نماز کی طرح وضو کرنا، اور اپنے پیروں کو اخیر میں دھونا،ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت درپیش ہونے کی وجہ سے جو زمین پر گرنے والے غسالے سے اچھل کر دونوں پیروں کو لگ جاتا ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ : تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ. ﷺ. وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ نَحَى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، هٰذَا غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ [1]، یعنی نبی کریم ۔ﷺ۔ نے نماز کے وضو کی طرح ایک مرتبہ وضو کیا، البتہ پاؤں نہیں دھوئے، پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا اور جہاں کہیں بھی نجاست لگی ہوئی تھی اس کو دھویا، پھر اپنے اوپر پانی بہالیا، پھر پہلی جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا، آپ ۔ﷺ۔ کا غُسل جنابت اسی طرح ہوا کرتا تھا۔

⑥ : پھر تین مرتبہ اپنے بدن پر پانی بہانا، اور اپنے سر پر پانی بہانے سے شروع کرے، پھر اپنے داہنے کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ: أَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ . ﷺ . غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلٰى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ، فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهِ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِمِنْدِيْلٍ فَرَدَّهُ [2]، یعنی آپ ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نے پانی رکھا اللہ کے پیارے رسول ۔ﷺ۔ کے لیے غُسل جنابت کے واسطے، آپ ۔ﷺ۔ نے پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھویا دوبار یا تین بار، پھر ہاتھ برتن میں ڈالا اور پانی شرم گاہ پر ڈالا اور بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر زور سے پھیرا، پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے، پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے، پھر سارے بدن کو دھویا، پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤں دھوئے، پھر میں رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو تو آپ ۔ﷺ۔ نے نہ لیا۔

⑦ : ایسی جگہ غُسل کرنا سنت ہے جہاں لوگوں کی نظروں سے پردہ ہوتا ہو، غُسل کے دوران سترِ عورت کے کھلنے کا احتمال باقی رہنے کی وجہ سے، اللہ کے پیارے رسول ۔ﷺ۔ نے فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ، يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ [3]، یعنی بے شک اللہ تعالی بُردبار باحیا اور پردہ پوشی پسند فرمانے والا ہے حیاء اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے، توجب تم میں سے کوئی غُسل کرے تو پردہ کرلے۔

---

[1]۔ رواه البخاري (٢٤٩)۔

[2]۔رواه مسلم (٣١٧)۔

[3]۔ رواه ابوداود والنسائی ۔

☜ اور مرد آدمی جب آدمیوں کے ساتھ ہو اور اس پر غُسل فرض ہو جائے، اور ایسا کچھ نہ پائے جس سے وہ ستر کر سکے، تو ان سے اپنی نگاہوں کو چُھپانے کا مطالبہ کرے اور غُسل کرلے اگرچہ وہ ایسا نہ کریں، اس لیے کہ جنس کا جنس کی طرف دیکھنا اخف ہے بنسبت جنس کا مخالفِ جنس کی طرف نظر کرنے کے [1] تو وہ مجبوری کے وقت مباح (جائز) ہوتا ہے اور یہی حکم عورت کے حق میں ہے عورتوں کے درمیان میں۔

☜ لیکن جب مرد آدمی عورت کے ساتھ ہو، یا عورت آدمی کے ساتھ ہو تو غُسل کو مؤخر کرے، اور غُسل کی جگہ تیمم کرے، اور اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کا اِعادہ نہ کرے؛ اس لیے کہ وہ عذر مخلوق کی جانب سے نہیں آیا، تو بے شک سترِ عورت کو کھولنے سے منع کرنے والی شریعت اور حیاء ہے، اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

☜ غُسل میں وہ باتیں مستحب ہیں جو وضو میں مستحب ہیں، مگر غُسل میں قبلہ کی طرف رُخ کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ غُسل میں ستر کھلا رہتا ہے۔

اور غُسل میں وہ باتیں مکروہ ہیں جو وضو میں مکروہ ہیں۔

☆☆☆

مشق

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے :

۱۔ غُسل کی تعریف اور اس کے فرائض لکھیے۔

۲۔ جمعہ وعیدین کی نماز اور احرام کے لیے غُسل کرنے کا حکم دلیل کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ کتنی حالتوں میں غسل کرنا فرض ہے دلیل کے ساتھ لکھیے۔

۴۔ غُسل کی سنتیں دلیل کے ساتھ لکھیے۔

* * *

[1] ۔ جیسے مرد کا عورت کی طرف دیکھنا۔

حیض کا بیان
حیض کی تعریف
آیسہ عورت کا حکم
مشق
حیض کی شرائط
حیض کا سبب
مشق
حیض کی مقدار
حیض کے رنگ
حیض کا رکن
طہر کا بیان
مشق

حیض و نفاس کے تفصیلی احکام

حیض اور نفاس کے ان احکام کی تفصیل جو نماز، روزہ، حج، جنسی رشتہ، طلاق، عدت، رجعت اور ثبوتِ نسب کے لیے ضروری ہے۔

(1) حیض کا بیان

حیض کی تعریف :

اس کی لغوی تعریف :

حیض کا لغوی معنی ہے بہنا، صاحبِ قاموسِ محیط نے کہا: عورت کو حیض آیا اور وہ حائض ہو گئی وہ حائض ہوتی ہے، حیض آنا، ماہواری خون آنا، حیض کی عمر کو پہنچنا، جوان و بالغ ہو جانا تو وہ حائض اور حائضہ ہو گئی وہ حوائض اور حیض سے ہے، یعنی اس سے خون بہا۔

اور علامہ قرطبی۔ رحمہ اللہ تعالی۔ نے آیتِ کریمہ ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوے فرمایا: اصل کلمہ سیلان اور انفجار سے ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: پانی جمع ہو کر بہہ گیا، اور درخت حائض ہو گیا یعنی اس سے تری بہہ گئی، اور اسی حیض سے حوض ہے اس لیے کہ اس میں پانی جمع ہوتا یعنی بہتا ہے، اور اہلِ عرب واو کو یاء میں اور یاء کو واو میں داخل کرتے ہیں اس لیے کہ وہ دونوں ایک ہی جگہ سے ہیں[1]۔

پھر صاحبِ قرطبی۔ رحمہ اللہ تعالی۔ نے عورت کے دورانِ حیض کے آٹھ نام بیان کیے اور وہ یہ ہیں:

ماہواری خون آنا، کھرچنے والا، چھپانے والا، مِٹانے والا، بڑا ہونا، چمکنے والا،
پہلی بار حیض آنا، مزاحمت کرنے والا۔

اس کی شرعی تعریف (2):

حیض : وہ خون جو اس عورت کی رحم سے نکلے جس کی نو سال عمر مکمل ہو چکی ہو یا اس سے زیادہ، اس میں کوئی بیماری نہ ہو اور نہ وہ حاملہ ہو اور نہ وہ پچپن سال کی ہوئی ہو۔

اور اس تعریف میں چند احترازی قیود ملاحظہ ہوں۔

☜ **پہلی** : ان کا قول (عورت) اس سے بعض وہ مادہ جانور نکل گئے جن کی طرف حیض کی نسبت کی جاتی ہے جیسے

---

[1] ترجمہ: اسلام میں حیض آزاد دائرۃ المعارف ویکیپیڈیا۔

[2] صاحبِ کتاب الھدیۃ العلائیۃ نے حیض کی تعریف اس طرح کی :

خرگوش، مینڈک اور چمگادڑ۔

اور علامہ ابن عابدین نے النہر- کتاب کانام - سے نقل کیا کہ ان مادہ جانوروں کے علاوہ کسی کو حیض نہیں آتا، مگر طحاوی نے اپنے حاشیہ جو مراقي الفلاح پر-کتاب کانام-ہے ایسے ۹ جانوروں کے نام شمار کیے جن کو حیض آتا ہے، پھر اس کے بعد انھوں نے کہا: وہ حیض جو اِن جانوروں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ بہنے کے معنی میں ہے۔

☜ **دوسری:** ان کا قول (رحم سے) اس سے استحاضہ کا خون نکل گیا، اور وہ جو رحم کے علاوہ فرج سے نکلنے والا ہے. اور یہ فقہائے اسلام کا نظریہ ہے، لیکن اطباء کی نظر میں تو وہ کہتے ہیں کہ استحاضہ کا خون بھی رحم سے نکلتا ہے، اور لیکن اطباء فقہائے اسلام کے ساتھ اس بات میں متفق ہیں کہ وہ حیض نہیں ہے، اور عنقریب اس موضوع کی مزید تفصیل استحاضہ کے بحث میں آئے گی ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

☜ **تیسری:** ان کا قول (جس کی نو سال عمر مکمل ہو چکی ہو یا اس سے زیادہ) سے وہ بچی نکل گئی جو سنِ مراہقہ کو نہ پہنچی ہو، اور اس کی کم سے کم عمر قمری نو سال ہے، اس لیے کہ کم سے کم مدت جس میں اس کی بلوغیت کا حکم لگادیا جاتا ہے جب وہ نو سال کی عمر میں خون دیکھے، اور صاحب الفتح -کتاب کانام- نے کہا: اس میں اختلاف ہے چنانچہ کہا گیا چھ سال، سات سال، نو سال اور کہا گیا بارہ سال اور مختار نو سال ہے۔

اور طحطاوی نے کہا: فتویٰ اسی پر ہے۔

☜ **چوتھی:** ان کا قول (اس میں کوئی بیماری نہ ہو) سے مراد وہ بیماری جس کے سبب خون کے نکلنے کا تقاضا ہوتا ہے، تو بے شک وہ خون جو کسی بیماری کے سبب نکلے وہ حیض نہیں مانا جائے گا۔

☜ **پانچویں:** ان کا قول (اور حمل نہ ہو) سے وہ خون نکل گیا جو حمل کے دوران نکلتا ہے، تو وہ حیض کا خون شمار نہیں ہوگا، صاحبِ مراقی الفلاح نے کہا: بے شک اللہ تعالی نے اپنی حکمت جاری فرمائی کہ بچہ دانی کا منہ بند کر کے حمل کو ٹھہراتا ہے، اور کبھی کبھی حمل کے دوران عورت کو خون نکلتا ہے، لیکن وہ حیض معتبر نہیں ہوگا اس لیے کہ وہ کسی بیماری کی حالت کے نتیجے میں ہوتا ہے، اور اکثر بچہ دانی کے اندر جنین کے گِرد موجود ناف کی دیوار میں ایک دراڑ پڑنے کے نتیجے میں ہوتا ہے، اور لیکن ایسا نہیں ہوتا مگر حمل کے آخری مہینوں میں جیسا کہ اطباء کہتے ہیں۔

☜ **چھٹویں:** ان کا قول (نہ وہ پچپن سال کی ہوئی ہو) سے وہ عورت نکل گئی جو اس عمر کو پہنچی ہو اور اس سے حیض کا خون منقطع ہو چکا ہو تو بے شک: اس کو یائسہ (مایوس) عورت کا نام دیا جاتا ہے اور یہ وہ ہے جس کو خون دِکھنے کی امید ختم ہو چکی ہو، اور عورت پر یائسہ ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب تک کہ اس میں دو شرطیں نہ پائی جائیں:

① ۔ وہ عمر میں پچپن سال کی ہو چکی ہو، اور کہا گیا پچاس سال، اور فتوی پہلے پر ہے۔

② ۔ اس سے حیض کا خون منقطع ہو گیا ہو۔

اور اسی بناپر جب عورت پچپن سال کی ہوجائے اور اس سے خون بند نہ ہو تو وہ یائسہ نہیں کہلا ئے گی، علامہ ابن عابدین-رحمه الله تعالى- نے کہا: لیکن جب وہ یائسہ (نا امیدی) کی عمر کو پہنچے، اور اس کو خون آتا ہو تو وہ یائسہ نہیں ہے ۔

اور اسی طرح پچپن سال کی ہونے سے پہلے اس کا خون بند ہو جائے، شیخ ابن عابدین نے بھی کہا: پس اگر وہ یائسہ کی عمر یعنی سنِ ایاس کو نہ پہنچے - اور اس کا خون بند ہو جائے تو اس کی عدت حیض کے ذریعہ سے ہوگی اس لیے کہ پاکی جس کی اکثریت کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔ پس اس حکم کا فائدہ یہ ہوا کہ ایسی عورت جو یائسہ ہو اس پر ضروری ہے کہ وہ اپنی عدت کا حساب مہینوں کے ذریعہ لگائے نہ کہ حیض کے ذریعہ۔

اور کیا آیسہ کے لیے ایسا ممکن ہے کہ حیض کی عادت لوٹ آئے اور ایاس باطل ہو جائے جب اس کو خون لوٹ آئے ؟

جی ہاں لوٹتی ہے مگر ایک شرط کے ساتھ کہ وہ اس کو سُرخ یا سیاہ رنگ میں بہتا ہوا دیکھے جیسا کہ ردِ محتار میں وارد ہوا ہے، اور بعض علمانے اس کی تفصیل نہیں بیان کی اور صرف یہ شرط لگائی کہ وہ اس کی عادت پر ہو، پس جب اس کی عادت یہ ہو کہ اس کا خون زرد و پیلا ہوتا ہو تو وہ اس کو اسی طرح دیکھے، یا گاڑھا یا بستہ خون ہوتا ہو تو وہ اس کو اسی طرح دیکھے، چنانچہ وہ حیض ہوگا۔ اور یہی قول زیادہ ظاہر ہے، انھوں نے ردِ محتار میں کہا: وہ جو ظاہر ہے وہ دوسرا قول ہے ۔

☞ **مسئلہ:** آیسہ عورت مہینوں کے ذریعہ عدت شمار کرے - یعنی وہ اپنی عدت مہینوں سے شمار کرے نہ کہ حیض سے - پھر وہ نکاح کرے، پھر اس کو حیض کا خون لوٹ آئے، تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

علماء کرام کے اس مسئلہ میں چھ اقوال ہیں، ان میں سے مختار قول اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ ردِ محتار میں ہے، کہ اس کا نکاح جائز ہے اور مستقبل میں اس کی عدت حیض سے شمار ہوگی، اور جب عدت کے مہینے ختم ہونے سے پہلے خون دیکھے تو وہ حیض سے نئی عدت کا آغاز کرے گی ۔

اور حیض کی یہ تعریف جو گزری وہ اس بات کی طرف دیکھتے ہوئے ہے کہ حیض انجاس میں سے ہے، لیکن جب اس کو احداث میں سے ایک حدث کا اعتبار کرے تو علماء کرام نے اس کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے جیسا کہ دُرِ مختار میں ہے جو درج ذیل ہے :

وہ مانع شرعی وصف جو دمِ مذکور کے سبب ہے۔

اور شیخ ابنِ عابدین-رحمه الله تعالى- نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: یعنی ایسی مانعِ شرعی صفت ہے ان تمام چیزوں کی ادائیگی کے لیے جن کے لیے طہارت کا ہونا شرط ہو دم مذکور کی وجہ سے جیسے نماز پڑھنا، قرآنِ پاک کو

چھونا، روزہ رکھنا، مسجد میں داخل ہونا ، جماع کرنااور طوافِ کعبہ کرنا۔ زادها الله شرفاً وتعظیماً۔

مشق

مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیجیے:

س۱۔ حیض کی لغوی اور شرعی تعریف لکھیے۔

س۲۔ اُن کے قول [جس کی نوسال عمر مکمل ہوچکی ہو]اور[اس میں کوئی بیماری نہ ہو]اس قید سے کس بات کا علم ہوا؟

س۳۔ کس عورت کو یائسہ کہا جاتا ہے ؟

س۴۔ راجح قول کے مطابق کس عمر میں عورت یائسہ کہلائے گی ؟

س۵۔ عورت جب پچپن سال کی ہوجائے لیکن اس سے خون منقطع نہ ہو تو کیا وہ یائسہ کہلائے گی ؟

س۶۔ آیسہ عورت اپنی عدّت کیسے شمار کرے گی ؟

☆☆☆

حیض کی شرطیں

عورت سے نکلنے والا خون اس وقت تک حیض کا خون نہیں کہلائے گا جب تک کہ اس میں آنے والی شرطیں نہ پائی جائیں:

① ۔رحم (بچہ دانی) سے ہوکر گزرتا ہو ۔

② ۔وہ خون بچے کی پیدائش کے سبب نہ ہو ۔

③ ۔طہر کا نصاب اس سے پہلے گزرا ہو اگرچہ حکماً ہو یعنی عورت اس سے پہلے پاک ہوئی ہو پندرہ دن یا اس سے زیادہ، اس لیے کہ عورت کے لیے دو حیضوں کے درمیان فاصلہ کی مدت کم سے کم پندرہ دن اور راتیں ہیں۔اور حیض کی اس مدت کو فقہائے اسلام نصابِ طہر کہتے ہیں، اور کبھی یہ پاکی حکمی ہوتی ہے حقیقی نہیں جیسا کہ عورت جب دو حیضوں کے درمیان استحاضہ کے خون کی وجہ سے مصروف ہو، تو بے شک وہ حکماً پاک ہوگی جیسا کہ ردِ مختار میں طحاوی سے مذکور ہے۔

④ ۔ حیض کی کم سے کم مدت سے کم نہ ہو، اور اس کی اقلِ مدت تین دن اور تین راتیں ہیں ۔

⑤ ۔اس حیض کا وقت قمری نوسال کے بعد ہو یعنی بلوغیت کی عمر میں ۔

حیض کا سبب: حیض اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے عورتوں کے لیے ایک آزمائش ہے ،اور اس کی ابتداء کی وجہ-

جیسا کہ علماء کرام کہتے ہیں - الله سبحانه و تعالیٰ کی جانب سے سیدہ حواء- علیها الصلاۃ و السلام -کے لیے اس درخت کو کھالینے کی ایک آزمائش ہوئی اور یہ آزمائش ان کی بیٹیوں میں صبحِ قیامت تک باقی رہے گی جیسا کہ ردِ مختار میں ہے

صاحبِ قرطبی نے اس کی تفسیر میں کہا : اور سیدہ حواء -علیها الصلاۃ و السلام- سے کہا گیا جس طرح تم نے درخت کو خون آلود کیا اسی طرح ہر مہینے تمہیں خون آئے گا ناپسندیدگی کے باوجود اور تم حاملہ ہوگی اور وضعِ حمل کروگی اور اس شرف و مرتبت سے تادمِ زیست بارہا فیضیاب ہوتی رہو گی ۔ علامہ شیخ ابنِ عابدین- رحمه الله تعالیٰ-نے اپنے حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار میں کہا: کہا گیا کہ پہلا حیض جو بھیجا گیا وہ بنی اسرائیل پر ہے، چنانچہ امام بخاری- رحمه الله تعالیٰ- نے نبی کریم-ﷺ-کی حدیثِ پاک سے اس کا ردِ بلیغ فرمایا -اور وہ حدیثِ مبارکہ جس کی طرف بخاری و مسلم- رحمهما الله تعالیٰ - نے اشارہ کیا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہا- سے مروی ہے کہ ہم رسول کریم-ﷺ- کے ساتھ حج کے لیے اس طرح نکلے کہ ہماری زبانوں پر تلبیہ کے علاوہ اور کوئی ذکر نہیں تھا ہم سوائے حج کے کچھ نہیں دیکھتے تھے (اس لیے کہ عمرہ، ایامِ حج میں بُرا جانتے تھے جہالت کے دنوں میں کہ نبی-ﷺ- نے اس خیال کو مٹایا) یہاں تک کہ جب ہم مقامِ سرف میں پہنچے جو مکۂ مکرمہ- زادها الله شرفا و تعظيما- کے قریب ایک جگہ ہے اس سے چند میل دوری پر یا اس سے کچھ قریب تو میں حائض ہو گئی چنانچہ نبی کریم- ﷺ- میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں رو رہی تھی تو آپ-ﷺ-نے استفسار فرمایا: أ نُفِسْتِ ؟ یعنی کیا تم حائض ہوگئی ہو ؟ میں نے کہا :جی .

چنانچہ آپ ۔ﷺ۔ نے فرمایا: ((اِنَّ هٰذَا شَیْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ))، یعنی یہ چیز تو اللہ تعالی نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کر دی ہے اس لیے تم حج کے تمام کام پورے کرو سوائے طواف کے کہ وہ غُسل کے بعد کرنا ۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی۔ رحمه الله تعالی ۔نے کہا کہ نبی پاک ۔ﷺ۔ کا قول حیض کے متعلق کہ (بے شک یہ چیز تو اللہ تعالی نے بناتِ آدم پر لکھ دی ہے) آپ ۔رضی اللہ عنہا۔ کو تسلی دیتے ہوئے اور ان کے غم کو کم کرتے ہوئے ۔اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں آپ ۔ رضی اللہ عنہا ۔ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ یہ تو تمام بناتِ آدم پر ہے جو اس قبیل سے ہوگی انہیں لاحق ہوگا، جیسا کہ عورتوں اور مردوں کو بول وبراز اور ان کے علاوہ سب کو اس حاجت سے گزرنا ہوگا،اور امام بخاری۔ رحمه الله تعالی ۔نے اپنی صحیح،کتاب الحیض میں اس حدیث کے عموم کی وجہ سے اس بات پر استدلال کیا کہ تمام بناتِ آدم میں حیض تھا اور اس بات کا انکار کیا جس نے کہا کہ حیض پہلے پہل بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حیض کا ایک تحفہ جو بڑا کیمیائی ونشونمائی مادہ ہے جو عورت کے جسم میں حمل کو آراستہ کرنے کا ذریعہ ہے، اور بے شک اللہ تعالی کی حکمت ظاہر ہوئی کہ اس نے اس کو اسباب حمل میں سے بنایا اور مدتِ حمل کے دوران پیٹ میں جنین کو غذا پہنچنے کا ذریعہ بنایا۔کیوں کہ بچہ دانی استقبالِ حمل کو آراستہ کرتی ہے اس خون سے جو اس تک پہنچتا ہے ۔اور جب حمل موجود نہ ہو تو یہ خون بچہ دانی کے منہ سے شرم گاہ کے راستہ سے نکلتا ہے،لیکن جب حمل موجود ہو تو بے شک بچہ دانی کا منہ بند ہو کر اس میں خون جمع ہو جاتا ہے جو جنین تک غذا پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اس کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

مشق

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س 1 - کن شرطوں کے ساتھ عورت سے نکلنے والا خون حیض کہلائے گا؟

س 2- حیض آنے کا سبب کیا بنا؟

س3 - مندرجہ ذیل حدیث کا ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ اس کی تشریح کرتے ہوئے امام نووی - رحمہ الله تعالی - نے کیا کہا؟

((أ نُفِسْتِ ؟)) یعنی کیا تم حائض ہوگئی ہو ؟ میں نے کہا :جی۔ چنانچہ آپ ۔ ﷺ ۔ نے فرمایا:((إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ))۔

☆☆☆
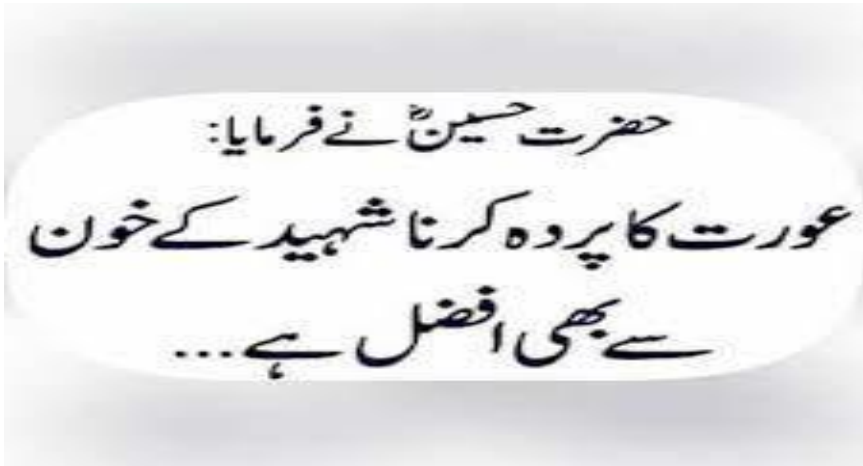
حیض کی مقدار

حیض کی اقل اور اکثر مدت کی مقدار میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔

☜ **احناف کے نزدیک:** حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن، اور جو تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو تو وہ خون استحاضہ کا ہے حیض کا نہیں۔

☜ **شوافع کے نزدیک:** حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں۔

احناف کے سربراہ وسادات نے چند احادیث کے ذریعہ سے احتجاج کیا جس کو علماء کرام نے ضعیف قرار دیا، لیکن کمال بن ہمام نے اپنی کتاب فتح القدیر میں، ان احادیث کا ذکر کیا اور ان کے ضعیف ہونے کا اعتراف کیا پھر فرمایا: یہ چند احادیث نبی کریم۔ ﷺ۔ سے متعدّد راویوں سے مروی ہیں اور وہ ضعیف کو حسن کے مرتبے تک لے جاتی ہیں۔

اور علما کے نزدیک یہ بات طے ہے کہ احکامِ شرعیہ حدیث سے نہیں اخذ کیے جاتے مگر جب کہ وہ حدیث صحیح یا حسن ہو، اور اگر حسن لغیرہ ہو تو اس کے متعدّد طُرُق ہونے کی وجہ سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اس کے درجۂ ضعیف سے بلند ہونے کی وجہ سے۔

اور یہ چند احادیث درج ذیل ہیں:

☜ **پہلی حدیث:** دارقطنی نے ابواُمامہ سے روایت کیا کہ: اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نے فرمایا: أَقَلُّ الْحَيْضِ لِلْجَارِيَةِ وَالْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ الثَّلَاثُ، وَ أَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ عَشَرَةَ أَيَّامٍ فَإِذَا زَادَ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ، یعنی حیض کی کم سے کم مدت باندی باکرہ اور ثیبہ کے لیے تین دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے تو جب اس سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ کا خون ہے۔

☜ **دوسری حدیث:** ابن عدی نے کامل میں روایت کیا کہ سیدنا انس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ سے روایت کیا ہے: اَلْحَيْضُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ أَرْبَعَةٌ وَ خَمْسَةٌ وَ سِتَّةٌ وَ سَبْعَةٌ وَ ثَمَانِيَةٌ وَ تِسْعَةٌ، وَعَشَرَةٌ، فَإِذَا جَاوَزَتِ الْعَشَرَةُ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ، یعنی مدتِ حیض تین دن اور چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو اور دس دن ہے اور جب دس دن سے متجاوز ہو تو وہ استحاضہ کا خون ہے۔

☜ **تیسری حدیث:** دارقطنی نے نبی کریم۔ ﷺ۔ سے روایت کیا جو واثلہ بن اسقع کے ذریعہ سے نبی کریم۔ ﷺ۔ سے مروی ہے: أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَ أَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ، یعنی حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

یہ مذکور چند احادیث اور کئی ایک آثار جو صحابہ اور تابعین۔ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین۔ سے مروی

ہیں جو حیض کی اقل اور اکثر مدت پر دلالت کرتی ہیں خلاصۂ کلام کے طور پر جیساکہ کمال بن ہمام۔اصل فی الشرع (فتح القدیر)میں کہتے ہیں ۔

لیکن شوافع کے سادات علماء کرام نے بطورِ دلیل استدلال کیا جس کو انھوں نے نبی کریم - ﷺ - سے روایت کیا ہے کہ آپ - ﷺ - نے عورت کی صفت کے متعلق فرمایا: تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ شَطْرَ عُمْرِهَالَا تُصَلِّيْ یعنی((تم میں کوئی ایک عورت اپنی عمر کے اس حصہ میں ٹھہری رہے نماز نہ پڑھے)) کمال ابن ہمام نے اس حدیث کے ذکر کے بعد فرمایا :بیہقی نے کہا :کہ انھوں نے اس کو نہیں پایا، اور ابنِ جوزی نے تحقیق میں فرمایا : کہ وہ حدیث غیر معروف ہے،صاحب تنقیح نے اس کو اسی پر برقرار رکھا اور اگر وہ صحیح ہو تو اس میں کوئی حجت نہیں جیساکہ انھوں نے کہا،صاحبِ عنایۃ نے کہا: شطر سے مراد اس کی حقیقت نہیں ہے اس لیے کہ عورت کی عمر میں بچپن کا زمانہ اور مدتِ حمل اور سِنِ ایاس کا دور اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں اس کو حیض نہیں آتا،تو ہمیں معلوم ہوا کہ شطر کا قریبی معنی حیض مراد ہے اور جب ہم دس دنوں کے ساتھ مقرر کر دیں ان آثار کی وجہ سے تو شطر کا قریبی معنی حاصل ہو گا اور یہی حاصلِ مراد ہے بالتوفیق۔

اور ہمارے قول سے حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں مراد ہیں، صرف تین دن کا تین راتوں کے ساتھ ہونا ہے،اور راتوں کا ان ایام کے ساتھ ہونا مراد نہیں ، پس اگر عورت دن کے ابتدائی حصے میں خون دیکھے تو ہر دن آنے والی رات کے ساتھ مکمل کرے، یعنی بہتر/ ۷۲ گھنٹے کی مدت مقرر کرے۔

☆☆☆

حیض کے رنگ

حیض کے چھ رنگ ہیں :سیاہ،سرخ،زرد،سبز،گدلہ -یعنی رُکے ہوے پانی کی طرح-اورمٹیلاگدلہ کی ایک قسم جو مٹی کے رنگ پر ہوتاہے۔
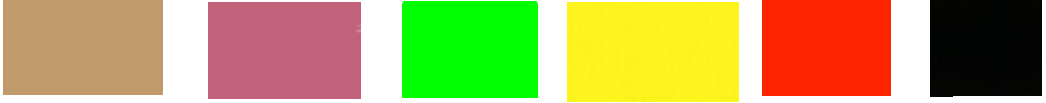
اور یہ تمام رنگ اس وقت تک حیض نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ عادت والے حیض کے ایام میں نہ ہوں،اور دلیل ان رنگوں کوحیض کا اعتبار کرنے پرجومروی ہے سیدنا امام مالک-رحمه الله تعالى -سے ان کی کتاب مؤطامیں :

عورتیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ - رضی اللہ تعالی عنہا- کی خدمت میں ڈبیا بھیجتی تھیں جس میں کرسف ہوتا - اس میں زردی ہوتی تھی -سیدہ عائشہ صدیقہ-رضی اللہ تعالی عنہا- فرماتیں:لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ، تُرِيدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضِ، یعنی جلدی نہ کرویہاں تک کہ صاف سفیدی دیکھ لو،اس سے ان کی مراد حیض سے پاکی ہوتی تھی.

اور الدُّرجَة دال کے ضمہ اورجیم کے فتح کے ساتھ، پُرانے پھٹے ہوے کپڑے کا ٹکڑا اور اس جیسی کوئی چیز جس کوعورت اپنی شرم گاہ میں داخل کرتی ہے تاکہ اس سے یہ معلوم ہوکہ خون بند ہوا یانہیں ؟ ۔

اور اَلْكُرْسُفُ: کاف اور سین کے ضمہ اور ان دونوں کے درمیان راء کے ساکن کے ساتھ،روئی،اور فقہاء کی اصطلاح میں وہ چیز جو فرج کے منہ پر رکھی جاتی ہے ۔

اور القَصَّة :گچ،اور یہ سفید چونے کا ٹکڑا ہے ۔اور اس سے مقصوداس ٹکڑے کانکلناجس کوعورت اپنی شرم گاہ پر رکھتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خون بند ہواہے یانہیں،اور سفیدی،اس عورت سے حیض کاخون منقطع ہونے پر دلیل ہے،چنانچہ کلام میں استعارہ(یعنی پاکی کی دلیل) ہے۔

☆☆☆

حیض کا رکن

علامہ برکوی اپنے رسالہ میں اس کی تعریف کرتے ہیں، جس کو انھوں نے حیض کے بیان میں لکھا ہے اور شیخ ابنِ عابدین ۔ رحمہما اللہ تعالی ۔ اس کی تشریح کرتے ہوے کہتے ہیں : خون کا اس طور پر ظاہر ہونا کہ وہ اندرونی شرم گاہ سے نکلے، اور خود علامہ ابنِ عابدین اس کی توضیح کرتے ہیں اپنے قول :بیرونی شرم گاہ تک،اور پہلا۔یعنی اندرونی شرم گاہ۔اور وہ دبر کی منزل میں یا پیشاب نکلنے کی سوراخ میں گھومتا رہتا ہے،اور دوسرا۔یعنی بیرونی شرم گاہ۔اور وہ دراز حصہ ہے جو دوسرین کے درجہ میں ہے۔اور خون کا اعتبار اس وقت ہوگا جب اندرونی شرم گاہ سے نکل کر باہر ظاہر ہوا گرچہ خون شرم گاہ سے جدا نہ ہو۔اور اس ظہور سے حیض ثابت ہوگا اگر اس میں حیض کی وہ شرائط پائی جائیں جن کا ذکر گزر چکا، اور اس طرح قریب البلوغ لڑکی کا بالغ ہونا ثابت ہوگا۔اور اگر حیض کے نکلنے کا احساس ہوا اندرونی شرم گاہ تک اور اندر سے باہر نہ نکلے تو ظاہر الروایۃ کے مطابق حیض نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا ۔

اور اگر روئی کو اندرونی شرم گاہ کے منہ پر رکھے اور اس کو خون لگے تو اعتبار کیا جائے گا کہ خون ظاہر ہو گیا ہے اور اس سے حیض ثابت ہوگا ۔

☜ **ایک مسئلہ جو کثرت سے پایا جاتا ہے:** اگر ایک عورت جب وہ سوئی تھی تو پاک تھی اور جب وہ نیند سے بیدار ہوئی تو وہ حائض ہو گئی تو اس کے سوکر اٹھنے کے وقت سے اس کے حائضہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

اور اسی بنیاد پر اگر وہ ظہر کی نماز کے وقت نماز ادا کرنے سے پہلے سو گئی جب کہ وہ طاہرہ تھی اور وہ بیدار نہیں ہوئی یہاں تک کہ وقتِ عصر داخل ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو حالتِ حیض میں پایا، تو اس پر ظہر کی قضا نماز پڑھنا واجب ہوگی اس کے حیض سے پاک ہونے کے بعد ۔

اور اگر اس کے برعکس ہو جائے یعنی حائض سوئی تھی اور جب نیند سے بیدار ہوئی تو پاک ہو گئی، تو اس کے سونے کے وقت سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا،اور اس پر اس وقت کی نماز قضا کرنا واجب ہوگی جس وقت میں وہ سوئی تھی۔

اور اسی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ہمیشہ ان جیسے مسائل میں احتیاط کا دامن تھامیں رہیں جیسا کہ ردِ مختار میں ہے۔

طہر کا بیان

۔اور وہ خون کے ختم ہونے کا زمانہ ہے حقیقۃً ہو یا حکماً جیسے کہ حیض کے ختم ہونے کے بعد خون کا جاری رہنا، تو عورت اس جیسی حالت میں حکماً پاک مانی جائے گی۔

۔طہر کے اقسام بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس بات کا ذکر کیا جائے کہ حیض کی ساری مدت میں خون کے جاری رہنے کی شرط نہیں لگائی جائے گی اس طور پر کہ وہ منقطع نہ ہو، اس لیے کہ ایسا نہیں ہوگا مگر کبھی کبھار بلکہ حیض کی مدت کے دوران اس کا بند ہونا ایک گھنٹے کے لیے ہو یا دو گھنٹے کے لیے یا کم ہو یا زیادہ حیض ہی کا اعتبار ہوگا کیوں کہ اعتبار خون کے ابتدائی اور اس کے اخیر وقت کا ہوگا۔

۔اور پاکی یا تو دو حیضوں کے درمیان ہوگی یا نہیں ہوگی، پس اگر دو حیضوں کے درمیان پاکی ہو تو اس کو طہر صحیح یا طہر تام کہا جائے گا، اور اس کی کم سے کم مدت پندرہ دن اور راتیں ہیں اور اس کی زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں، اس لیے کہ بعض عورتوں کو کبھی خون کا بند ہونا جاری رہتا ہے تو ساری عمر بند رہتا ہے۔

۔اور اگر دو حیضوں کے درمیان پاکی پندرہ دن سے کم ہو تو فاصل کا اعتبار نہیں ہوگا اور اس کو طہر فاسد یا ناقص کہا جائے گا۔

اور اسی بنیاد پر یقیناً دو خونوں کے درمیان طہرِ متخلل جب پندرہ دن ہو یا اس سے زیادہ تو وہ حیض میں دو خونوں کے درمیان بالاتفاق فاصل ہوگا، تو دونوں خون میں سے ہر ایک نصاب کو پہنچے ۔یعنی کم سے کم تین دن اور تین راتیں۔حیض شمار ہوگا۔اور بے شک طہر۔جب تین دن سے کم ہو تو وہ جدا کرنے والا نہیں ہوگا۔یعنی دو خونوں کے درمیان بلکہ وہ دمِ متواتر کی طرح ہوگا۔اور اگر زیادہ ہو تو وہ بالاتفاق دو خون میں سے ہے جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین۔رحمه الله تعالى ۔نے کہا۔

۔ اور اس بارے میں علما کا اختلاف ہے یعنی جب اس کی مقدار تین دن سے چودہ دن تک ہو، تو چھ اقوال ہیں اور سبھی اقوال امام سے مروی ہیں اور سب سے مشہور تین دن ہے، اور ان میں سے امام ابو یوسف۔رحمه الله تعالى ۔کے قول کو اختیار کیا جو مفتی اور مستفتی پر بہت زیادہ آسان ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور بہت سارے متأخرین نے اسی پر فتوی دیا کیوں کہ وہی سب سے آسان اور بہت زیادہ سہل ہے مفتی اور مستفتی پر اور فتح القدیر میں وہی سب سے بہتر ہے اور نہایۃ میں وہ امام اعظم ابوحنیفہ۔رحمه الله تعالى ۔کا آخری قول ہے۔

۔اور وہ یعنی امام ابو یوسف۔رحمه الله تعالى ۔کا قول: کہ طہرِ متخلل دو خونوں کے درمیان جب وہ پندرہ دن سے کم ہو تو وہ فاصل نہیں ہوگا بلکہ دمِ متواتر کی طرح ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ طہرِ متخلل کے دونوں طرفوں کو خون اِحاطہ کیے ہوئے ہو تو جائز ہوگا کہ حیض کی ابتدا طہر سے ہو اور اس کا اختتام بھی طہر سے، پس اگر عورت چار دن حیض کا خون دیکھے پھر اس کا خون بند ہو جائے پندرہ دن تک پھر چار دن خون دیکھے، تو بے شک ابتدائی چار دن پہلا حیض ہوگا اور پندرہ دن طہرِ فاصل ہوں گے دو حیضوں کے درمیان اور دوسرے چار دن دوسرا حیض ہوگا، اور اگر عورت ایک دن خون دیکھے اور دو دن پاکی

دیکھے اور ایک دن خون، تو کُل چار دن ایک حیض شمار ہوگا جب کہ اس سے طہر کامل گزر چکا ہو اور اگر دو دن خون دیکھے اور پانچ دن طہر پھر ایک دن خون تو کُل آٹھوں دن حیض کے ہوں گے۔ **بطورِ تقریبِ فہم جدول ملاحظہ ہو**

خون کے ایام	درمیان میں پاکی کے ایام	خون کے ایام
چار/۴دن	پندرہ/۱۵دن	چار/۴دن
پہلا حیض ہوگا	**طہرِ فاصل ہوں گے دو حیضوں کے درمیان**	**دوسرا حیض ہوگا**
ایک/۱دن	دو/۲دن	ایک/۱دن
-----	**- چاروں دن کُل حیض کے ہوں گے۔**	-----
دو/۲دن	پانچ/ ۵دن	ایک/۱دن
-----	**- آٹھوں دن کُل حیض کے ہوں گے۔**	-----

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے:

س۱ - کن شرطوں کے ساتھ عورت سے نکلنے والا خون حیض کہلائے گا؟

س ۲- حیض آنے کا سبب کیا بنا؟

س۳- حیض کی کم سے کم اور اکثر مدّت کی مقدار حدیثِ پاک کے ساتھ لکھیے۔

س۴- حیض کے رنگ شُمار کیجیے؟

س۵- عورت جب سوئی تھی تو پاک تھی اور جب بیدار ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو حالتِ حیض میں پایا تو کس وقت سے اُس کے حائض ہونے کا حکم لگایا جائے گا مثال کے ساتھ لکھیے۔

س٦- اور اگر عورت حالتِ حیض میں سوئی تھی اور جب بیدار ہوئی تو پاک ہو گئی، تو کس وقت سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟

س۷- کیا حیض کی ساری مدّت میں خون کا مستقل جاری رہنا شرط ہے؟

س۸- دو حیضوں کے درمیان پاکی کی مُدّت کتنی ہے؟

☆☆☆

حیض کے احکام

- نماز کی حرمت
- روزے کی حرمت
- تلاوتِ قرآنِ کریم کی حرمت
- اس چیز کو چھونے کی حرمت جس میں مکمل آیت لکھی ہو
- مسجد میں داخل ہونے کی حرمت
- طواف کی حرمت
- جماع کی حرمت
- حیض ختم ہونے کے وقت غسل کا وجوب
- مشق

حیض کے احکام

بے شک وہ خون جو عورت سے نکلتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں: حیض، نفاس، استحاضہ۔

اور بے شک حیض ونفاس کے چند مشترک احکام ہیں اور وہ یہ ہیں:

① نماز کی حرمت:

حالتِ حیض میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

حیض اور نفاس کے دوران عورت کو نماز پڑھنا حرام ہے ،وہ چاہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل، اور اس پر سجدۂ واجبہ بھی حرام ہے جیسے سجدۂ تلاوت یا سجدۂ واجبہ نہ ہو جیسے سجدۂ شکر۔ اور وہ قضا کی مکلف نہیں ہوگی کیوں کہ حیض اور نفاس کی مدت میں عورت پر نماز واجب نہیں ہے، اور اس پر دلیل جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے پوچھا : کیا ہم حیض کے دنوں والی نماز کی قضا کیا کریں؟ تو آپ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔نے کہا :أَ حَرُوْرِيَةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيْضُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - ﷺ - ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ، **یعنی** کیا تم حروریہ ہو؟ ہم میں سے ایک کو حیض آتا تھا اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔کے زمانۂ مبارکہ میں تو اسے قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اور امام نووی۔رحمه الله تعالى ۔نے سیدہ عائشہ صدیقہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔کے قول: کیا تم حروریۃ ہو؟ کا معنی بیان کیا۔ تو کہا: خوارج کا ایک فِرقہ ہے جو حائضہ عورتوں پر حیض کے زمانے میں فوت شُدہ نمازوں کی قضا کو واجب قرار دیتا ہے، اور وہ اجماعِ مسلمین کے خلاف ہے، یعنی یہ حروریۃ کا طریقہ ہے اور اس طریقۂ کار کا بُرا ہو۔

اور حروراء ایک گاؤں ہے جس کی طرف خوارج کی جماعت میں سے ایک گروہ کو منسوب کیا جاتا ہے، اور صاحبِ قاموس محیط نے کہا : حروراء جلولاء کی طرح ہے اور کبھی مقصورہ کے ساتھ، جو کوفہ میں ایک گاؤں ہے اور وہ حروری ہے حروریۃ کے درمیان، اور وہ لوگ بلند ہمت ایک دوسرے کے معاون تھے اور وہ لوگ خوارج میں سے ہیں۔

لیکن عورت کے لیے مستحب ہوگا جیسا کہ علامہ برکوی حیض کے رسالہ میں کہتے ہیں -کہ وہ وضو کرے اور اپنے گھر کی مسجد میں بیٹھتی رہے -اور وہ ایک جگہ جس کو اس نے نماز پڑھنے کے لیے گھر میں متعیّن کر دی ہو ۔ اتنی دیر جتنی دیر میں نماز ادا کرنا ممکن ہو اس جگہ تسبیح اور تحمید کرتی رہے تاکہ اس کی عبادت کی عادت نہ چھوٹے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے بہترین نماز کا ثواب لکھا جائے گا جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین نے ذکر فرمایا۔

☜ اور کیا وہ صرف خون کو دیکھ کر نماز چھوڑ دے گی ؟

ہاں وہ صرف خون دیکھ کر نماز چھوڑ دے گی، برکوی نے اپنے رسالہ میں کہا: جیسا کہ وہ خون دیکھ کر نماز ترک کر دے گی چاہے وہ مبتدأہ ہو یا معتادہ۔ اور ابنِ عابدین ۔رحمه الله تعالى ۔نے اپنی شرح میں اس کو کہا ہے : یہ ظاہر الروایۃ ہے اور اس

پر اکثر مشائخ ہیں۔ اور اپنے حاشیہ ردالمحتار میں کہا : **معتادہ (عادت والی عورت) کے بارے میں علماء کرام نے اختلاف کیا کہ کیا وہ عرفِ عادت سے زیادہ خون دیکھنے پر نماز اور روزہ ترک کردے گی؟ کہا گیا:** نہیں دس دن سے زیادہ ہونے کے احتمال کی وجہ سے، **اور کہا گیا:** ہاں اصل کا اعتبار کرتے ہوئے، اور اس کو نہایۃ اور فتح القدیر اور ان کے علاوہ میں صحیح قرار دیا ہے اور وہی حکم نفاس میں ہوگا،

اور مبتدأہ (جس کو پہلی مرتبہ حیض آئے) کے متعلق بھی علماء کرام کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ صرف خون دیکھ کر ترک کر دے جیساکہ زیلعی میں ہے، اور احتیاط یہی ہے کہ شوہر اس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ وہ اپنے حال پر متیقن ہو جائے. اور راز کی بات یہ ہے کہ عورت سے خون کا نکلنا صحت والا خون ہوتا ہے، اور استحاضہ کا خون اس کے علاوہ (بیماری کا خون) ہوتا ہے، اور اصل تک پہنچنے کا تعین اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک کہ اس کا خلاف ثابت نہ ہو، اور وہ ثابت نہیں ہوگا مگر جب دس دن گزر جائیں اور وہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔

اور جب خون اس کی عادت سے زیادہ جاری رہے تو ترکِ نماز پر قائم رہے یہاں تک کہ دس دن مکمل ہوجائیں، پس جب دس دن گزر جائیں تو غُسل کر کے نماز پڑھے اور ان ایام کی بھی نمازیں قضا کرے جو عادتِ سابقہ پر زیادہ ہوئیں اگر اس کی عادت متعیّن تھی، اور عادت ایک مرتبہ سے ثابت ہو جاتی ہے ۔

۲۔ روزے کی حرمت:

اللہ تعالی کی رحمت سے حائض پر روزہ رکھنا حرام ہے، اس لیے کہ حیض اس کو کمزور کر دیتا ہے، اور حالتِ صیام میں خون کی کمی ہوتی ہے، تاکہ وہ دونوں اس پر ایک وقت میں جمع نہ ہوں، اللہ سبحانہ و تعالی نے حیض اور نفاس کی مدت میں اس پر روزے کو حرام قرار دے کر اس کے لیے تخفیف اور آسانی پیدا فرمائی ہے ،

اور یہ مسئلۂ مذکورہ اور حدیث شریف آپس میں متعارض نہ ہوں **حدیث شریف:** ((صُوْمُوْا تَصَحُّوْا))، **یعنی** روزہ رکھو صحت مند ہوجاؤ۔ اس لیے کہ کثرتِ خوراک صحت و تندرستی کے لوازمات و ضروری اشیاء میں سے نہیں ہے، اور روزے میں جسم کو ان بیماریوں سے محفوظ رکھنا ہے جو کثرتِ غذا کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں، اس بنا پر معلوم ہوا کہ حکم صرف عبادت بجالانے کے لیے ہے، جیساکہ سیدی شیخ محمد حامد ۔رحمه الله تعالی۔ کہتے ہیں ۔اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۔

اور لیکن حائض پر روزے کی قضا واجب ہے نماز کی نہیں، اور فرق ظاہر ہے کہ نماز کی قضا میں حرج ہے کیوں کہ وہ بار بار ہے، اور روزے سے بہت زیادہ ہے، امام نووی۔رحمه الله تعالی ۔نے کہا: علما نے کہا : فرق نماز اور روزے کے درمیان یہ ہے کہ نماز زیادہ اور بار بار ہے چنانچہ اس کی قضا مشقت آمیز ہے بر خلاف روزے کے کیوں کہ وہ سال میں ایک مرتبہ واجب ہے۔

اور حائض پر روزہ رکھنا حرام ہے چاہے فرض ہو یا نفل، اور اگر روزے سے ہو اور خون دیکھے غروب سے پہلے تھوڑے سے وقفہ میں تو اس دن کا روزہ فاسد ہوگا اور اس پر اس روزے کی قضا واجب ہوگی چاہے وہ فرض ہو یا نفل، اس لیے کہ نفل شروع کرنے سے اس کا پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے، اور اسی طرح اگر نفل نماز یا سنت شروع کرے اور اسی اثناءِ نماز میں خون ظاہر ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی، اور اس عورت پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی، چنانچہ نماز و روزہ شروع کرنے کے درمیان کوئی فرق نہیں، جیساکہ علامہ ابنِ عابدین۔ رحمه الله تعالى ۔نے کہا برخلاف فرض نماز کے کیوں کہ وہ شروع کرنے سے واجب نہیں ہوتی ہے اور بے شک وہ نصوصِ شرعیہ([1]) کی وجہ سے واجب ہوئی ہے۔

اور اگر وہ خود اپنے اوپر منت کی نماز یا روزے کو کسی دن میں واجب کرلے پھر وہ اس دن حائض ہوجائے، تو اس پر قضا کرنا واجب ہوگا، روزہ اور نماز کی نذر کو پوری کرنے کے لیے۔

اور اگر وہ ان دونوں کو ایامِ حیض میں واجب کر لے اور اس طرح کہے: اللہ کے لیے مجھ پر روزہ یا نماز ہے اسی طرح میرے حیض کے دن میں تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں، نذر کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے جیساکہ شیخ ابنِ عابدین ۔رحمه الله تعالى۔ نے کہا۔

اور کیا حیض کے ختم ہونے کے بعد غُسل کرنے کی شرط لگائی جائے گی روزے کے صحیح ہونے کے لیے ؟

روزے کے صحیح ہونے کے لیے غُسل کی شرط نہیں لگائی جائے گی ، چنانچہ جب اس کا حیض اس کی عادت کے مطابق نو دن میں فجر سے پہلے بند ہوجائے اور وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ وہ غُسل کرلے اور تحریمہ کہہ لے اور وہ قول (اللہ) ہے بغیر (اکبر) کے تو اس کا روزہ صحیح ہوجائے گا اگرچہ غُسل نہ کی ہو اور عنقریب اس مسئلہ کی مزید تفصیل آئے گی ان شاءاللہ تعالی۔

(۳) تلاوتِ قرآن کریم کی حرمت :

حائض پر قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا حرام ہے، اگرچہ آیت کا کچھ حصہ ہی ہو یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجائے اور غُسل کر لے، چنانچہ ابنِ ماجہ نے لکھا کہ سیدنا موسی بنِ عقبہ نے روایت کیا ہے سیدنا نافع سے اور انھوں نے سیدنا ابنِ عمر۔رضی الله تعالى عنہم ۔ سے کہ اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔نے فرمایا: لَايَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ، **یعنی** جنبی اور حائض قرآنِ کریم سے کچھ تلاوت نہ کرے۔

[1] ناقابلِ تاویل شرعی کلام۔

اور دارقطنی نے امیرالمومنین سیدنا علی مرتضٰی۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت کیا ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ﷺ . لَا يَحْجِبُهُ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ جُنُبًا، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ کسی شخص کو قرآنِ کریم کی تلاوت سے نہ روکتے مگر جب کہ وہ جنبی ہو، اور دارقطنی نے نیز سیدنا ابنِ عباس سے اور وہ سیدنا عبد اللہ بنِ رواحہ۔ رضی اللہ تعالی عنہم ۔ سے روایت کرتے ہیں کہ: نَهٰى أَنْ يَّقْرَأَ أَحَدُنَا الْقُرْآنَ وَهُوَ جُنُبٌ، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول ۔ ﷺ۔ روکتے تھے ہم میں سے کسی کو قرآنِ کریم پڑھنے سے جب کہ وہ جنبی ہو۔

یہ حکم اس وقت ہے جب وہ تلاوت کی نیت کرے، لیکن جب وہ تلاوت کی نیت نہ کرے، پس اگر آیت لمبی ہو تو حرام ہو گا، چاہے وہ تلاوت کی نیت کرے یا نہ کرے، اور اگر آیت چھوٹی ہو تو پڑھنا جائز ہے اگر قرآنِ کریم کی تلاوت کا ارادہ نہ ہو۔ اور اسی بنیاد پر ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ پڑھنا جائز ہے ابتدا کی نیت سے حکمِ جواز کی وجہ سے اور ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ شکر کی نیت سے اور دعائیہ آیات کا پڑھنا دعا کی نیت سے، اور اگر سورۂ فاتحہ اللہ عزوجل کی حمد و ثنا بجا لانے اور دعا کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے بعض علما کے نزدیک، اور بعض دوسرے علما نے احتیاط پر عمل کیا چنانچہ وہ چھوٹی آیت کے جواز کی طرف گئے ہیں بغیر تلاوت کی نیت کے جیسے وہ آیت جو زبان پر جاری رہتی ہے جیسے اللہ تعالی کا قول: ﴿ ثُمَّ نَظَرَ ﴾، اور اس آیت کے علاوہ پڑھنا جائز ہے دعا و ثنا اور شکر کی نیت سے جن آیات میں اس کا احتمال پایا جاتا ہو اور اس میں نہیں جس میں اس کا احتمال نہ پایا جائے، اور رہی وہ جس میں اس کا احتمال نہ ہو تو اس میں علما کا اختلاف ہے اس آیت کے علاوہ کی تلاوت کرنے میں چنانچہ امام کرخی نے جواز کا قول کیا، اور طحاوی نے اس کے جائز نہ ہونے کا، اور یہ قول سب سے زیادہ احتیاط پر مبنی ہے۔

④ ۔ اس چیز کو چھونے کی حُرمت جس میں مکمل آیت لکھی ہو۔

حائض پر اس چیز کو چھونا حرام ہو گا جس میں قرآن کریم کی مکمل آیت لکھی ہوئی ہو اگرچہ لکھا ہوا تختی میں ہو یا دِرہم یا دیوار پر، اور لیکن حرام نہیں ہو گا مگر لکھی ہوئی چیز کو چھونا، بر خلاف مصحف شریف کے کیوں کہ مصحف شریف کے کسی چیز کو چھونا جائز نہیں نہ ہی اس کے غلاف کو جس سے قرآنِ کریم متّصل ہو اور نہ ہی قرآنِ کریم کے سفید کاغذ کی جگہ کو۔
لکھی ہوئی آیت کو چھونا حرام ہے۔ قرآنِ مجید کے کسی بھی حصّے کو چھونا جائز نہیں۔

اور امام مالک اور ان کے علاوہ۔ رضی الله تعالى عنهم - نے روایت کیا ہے کہ عمرو بن حزم کے رسالے میں جس کو اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ۔ نے قرآنِ کریم کے متعلق لکھا: ((أَنْ لَّا يَمُسَّ الْقُرْآنَ إِلَّاطَاهِرٌ))، **یعنی** کہ قرآنِ کریم کو نہ چھوئے مگر پاک و صاف ہو کر۔ اور سیدنا ابنِ عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے کہا: کہ نبی کریم۔ ﷺ۔ نے فرمایا: ((لَاتَمُسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا وَأَنْتَ طَاهِرٌ)) **یعنی** تم قرآنِ کریم کو نہ چھوؤ یہاں تک کہ تم پاک و صاف ہو جاؤ۔ اور امیرالمومنین سیدنا عمر

بنِ خطاب ۔رضی اللہ تعالی عنہ۔ کی بہن نے امیر المومنین سیدنا عمر۔رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے کہا ان کے اسلام لانے کے وقت جب وہ ان کے پاس آئے اور مصحف شریف کو طلب کیا: ﴿ لَا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴾ (اس کو نہ چھوئے مگر طیب و طاہر ہوکر) حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر سے پاک ہوکر جیساکہ تفسیرِ قرطبی میں ہے.

اور سیدنا قتادہ۔رضی اللہ تعالی عنہ۔ کا یہ قول علما کے اقوال میں سے ایک ہے آیتِ کریمہ کے متعلق اور وہ جس پر اعتماد ہے جیساکہ سیدی شیخ محمد حامد فرماتے ہیں- یہی اکثر علما کا قول ہے کہ کتاب مکنون وہ لوحِ محفوظ ہے، اور اسی بنا پر آیتِ کریمہ سے یہاں پر اشکال ہوتا ہے قولہ تعالی: ﴿ بَلْ هُوَ قُرْءَانٌ مَّجِيدٌ (٢١) فِى لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ (٢٢) ﴾[1] ۔شیخ ابراہیم حلبی نے منیۃ المصلی کی متن کی شرح میں کہا : یہ آیت اگر کہا جائے کہ مراد لوحِ محفوظ کو نہ چھوئے مگر ملائکہ۔ لیکن اس کا ظاہری معنی قرآنِ کریم کو غیر طاہر شخص کو چھونے سے روکنا ہے کیوں کہ وہ جملہ قرآنِ کریم کی تعریف کے لیے کہا گیا ہے اس طور پر کہ وہ مہتم بالشان ہے کہ اس کو غیر مطہرین سے محفوظ رکھا جائے تو اس سے اس کی تعظیم کا وجوب سمجھا جائے گا اور غیرِ مطہر شخص کے چھونے سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔ اور یہ بات ضمیر کے کتاب کی طرف لوٹنے کی بنیاد پر ہے جیساکہ ظاہر ہے اور لیکن اس کے قرآن کریم کی طرف لوٹنے کی تقدیر پر تو کوئی اشکال نہیں اور یہی بہتر ہوگا جس سے میں (مصنف: الفقہ الحنفی- رحمہ اللہ تعالی -) روکنا چاہ رہا ہوں۔ اور صحیح نہیں ہوگا کہ وہ نہی ہو کیوں کہ جملہ صفت واقع ہوا ہے، اور جو جملہ صفت واقع ہو وہ طلبی اور انشائی نہیں ہوتا۔

پس آپ دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے آیتِ کریمہ سے حرمتِ مس پر استدلال کیا اس کے غیر کی طرح، لیکن حقیقۃً مناسب یہ ہے کہ استدلال یہاں احادیثِ طیبہ سے ہو کیوں کہ آیتِ کریمہ کی تاویل میں اختلاف ہے (جیساکہ ہم نے کہا) اور یہ بات معلوم ہے کہ دلیل میں جب احتمال شامل ہوجائے، تو اس سے استدلال ساقط ہوجائے گا، اور اگر استدلال آیتِ کریمہ سے ہو تو وہ استدلال مضبوط ہوجاتا ہے اس کے متعلق احادیثِ طیبہ کے وارد ہونے کی وجہ سے۔

اور قرآنِ کریم کو اس سے علیحدہ غلاف کے ساتھ چھونا جائز ہوگا اور چھونے والے سے بھی قرآنِ پاک جُدا ہو، اور جب لکھا ہوا ایک مکمل آیت سے کم ہو تو اس کا چھونا مکروہ نہیں جیساکہ ابنِ عابدین نے قہستانی سے نقل فرمایا لیکن ہم نے اس کو مقدم کیا کہ وہ مناسب ہے اس میں اختلاف کے جاری ہونے کی وجہ سے جیساکہ اس کی تلاوت میں جاری ہے بلکہ یہاں زیادہ اولٰی ہے کیوں کہ محدثِ اصغر کا چھونا حرام ہے برخلاف تلاوتِ قرآن کے کہ وہ اس سے اخف ہے جس کو علامہ ابنِ عابدین نے اپنے رسالے حیض کی شرح میں کہا ہے۔

اور حائض اور محدث دونوں کے لیے قرآنِ کریم کو لکھنا جائز نہیں ہوگا اس لیے کہ وہ چھونے کی ایک قسم ہے، اور کیا جائز ہوگا اس کے لیے اس کتاب کو لکھنا جس کے بعض سطور میں قرآنِ کریم کی آیات ہو بغیر آیات کو چھوئے؟

[1] -سورة البروج الآيتان : (٢١)، (٢٢).

فتح القدیر میں کہا: رہا کتابت تو اہلِ سمرقند کا فتویٰ ہے کہ مکروہ ہے ایسی کتاب کا لکھنا جس میں قرآنِ کریم کی کوئی آیت ہو اس لیے کہ لکھنا قلم سے ہوتا ہے اور وہ اس کے ہاتھ میں ہے، اور سیدنا ابو اللیث نے ذکر کیا کہ وہ نہ لکھے اگرچہ صحیفہ زمین پر ہو اگرچہ ایک آیت سے کم ہو، جب کہ صاحبِ قدوری نے بیان کیا کہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں جب صحیفہ زمین پر ہو، چنانچہ کہا گیا کہ یہ قول سیدنا امام ابو یوسف کا ہے اور یہی قرینۂ قیاس سے زیادہ قریب ہے، اس لیے کہ جب وہ زمین پر ہو تو اس کا چھونا قلم سے ہوا اور وہ واسطۂ منفصلہ کے ہوا پس وہ منفصل کپڑے کی طرح ہے مگر یہ کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوئے۔ یعنی کتاب کو اپنے ہاتھ سے چھوئے۔

سیدی فضیلۃ الشیخ محمد حامد۔ رحمه الله تعالی ۔نے فرمایا: اس سے معلوم ہوا کہ چھونے اور کتابت کا حکم ایک ہے اس لیے کہ یہ چھونے کی ایک قسم ہے جیسا کہ ہم نے کہا اور کمال بنِ ہمام نے قرآنِ کریم کے علاوہ دیگر شرعی کتابوں کے چھونے میں کراہت کو ترجیح دی ہے، اور وہ جو ردِ مختار میں ہے کہ تفسیر کی کتابوں میں سے قرآنِ کریم کی جگہ کو چھونا جائز نہیں اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کے علاوہ کو چھوئے اور اسی طرح کُتُبِ فقہ جب اس میں قرآنِ کریم میں سے کچھ لکھا ہوا ہو بر خلاف مصحف شریف کے کیوں کہ وہ پورا قرآنِ کریم کے تابع ہے۔ اور علامہ طحاوی نے اس قول کی طرف توجہ دلائی جو چند اقوال میں سے ایک ہے اس طور پر کہ وہ قواعد کے زیادہ موافق ہے ۔لیکن احوط قول یہ ہے جس کو علامہ ابنِ عابدین نے ذکر کیا ہے کہ کتابت مکروہ ہے تفسیر میں قرآنِ کریم کے علاوہ فرق کے ظاہر ہونے کی وجہ سے دیگر کتابوں کی بنسبت کیوں کہ قرآنِ کریم تفسیر میں اس سے زیادہ ہے اس کے علاوہ کی بنسبت اور قرآنِ کریم کے مقصود کو مستقل طور پر ذکر کیا جاتا ہے ثانوی طور پر نہیں تو اس کا قرآنِ کریم سے مشابہ ہونا زیادہ قریب ہے بقیہ دیگر کتب کے بالمقابل اور اسی بنا پر کتابت کا حکم جاری ہوگا

-

لیکن اس بات کی طرف متنبہ کرنا مناسب ہوگا کہ اگر محدث بَسْمَلہ اور تحمید سے شروع کرے یہاں تک کہ ان دونوں کے بعد کچھ ایسا لکھے کہ جس کے حروف ان دونوں کلمات سے زیادہ ہوں تو اس صحیفے کا چھونا بھی اس کے لیے جائز نہیں ہوگا، اور جب اس کو لکھنے کے بعد چھوا تو آیات کی جگہ چھونے سے بچے، لیکن تفسیر تو اس کا چھونا مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ آیات کی جگہ کے علاوہ ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ تم نے جانا۔

⑤ مسجد میں داخل ہونے کی حرمت :

مسجد

حالتِ حیض و نفاس اور حالتِ جنابت میں مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔

حائض کو بلا ضرورت مسجد میں داخل ہونا اور بغیر ٹھہرے مسجد سے ہو کر گزرنا حرام ہے مگر شدید ضرورت کے وقت، جیسے وحشی جانور، چور کے خوف سے اور سخت سردی اور شدید پیاس کے وقت۔

اور اس کی دلیل جس کو ابو داود نے جسرۃ بنتِ دجاجہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے روایت کیا کہ: میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کو فرماتے ہوئے سُنا اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تشریف لائے اور حال یہ تھا کہ بعض صحابۂ کرام. علیہم الرضوان. کے گھروں کے دروازے مسجد سے لگتے ہوئے کھل رہے تھے، تو آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے ارشاد فرمایا: ((وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ)) **یعنی** ((ان گھروں کے رُخ مسجد کی طرف سے پھیر کر دوسری جانب کرلو))، پھر نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مسجد میں یا صحابۂ کرام. علیہم الرضوان. کے گھروں میں) داخل ہوے اور لوگوں نے ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں کی تھی، اس امید پر کہ شاید ان کے متعلق کوئی رخصت نازل ہو، پھر جب آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ دوبارہ ان کے پاس آئے تو فرمایا: ((وَجِّهُوا هٰذِهِ الْبُيُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِض وَلَا جُنُبٍ))، **یعنی** ان گھروں کے رُخ مسجد کی طرف سے پھیر لو، کیوں کہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا۔

☜ اور حائض کے لیے ضرورت کے وقت میں بہتر ہے (1) کہ وہ تیمم کرے پھر داخل ہوجائے، اور اس کے لیے عید گاہ اور جنازے میں داخل ہونا جائز ہے اس لیے کہ ان دونوں کے لیے مسجد کا حکم نہیں ہے مگر صفوں کے درمیان داخل نہ ہو اگر صفیں لگ گئی ہوں، اور اسی طرح اس کے لیے زیارتِ قبور کرنا جائز ہے۔

⑥ طواف کی حُرمت:

حائضہ کے لیے طواف کرنا حرام ہے۔

حائض عورت پر طواف کرنا حرام ہے پس جب حج کے دوران حائض ہو جائے، تو مناسکِ حج ادا کرے مگر طواف کو مؤخر کرے یہاں تک کہ اس کا حیض ختم ہوجائے اور غُسل سے فارغ ہو جائے اور دلیل گزر چکی کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے جب انھیں ایامِ حج میں حیض آیا تھا: إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَغْتَسِلِيْ، **یعنی** یہ چیز تو اللہ تعالی نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کر دی ہے اس لیے جب تک تم پاک نہ ہوجاؤ طوافِ بیت اللہ کے علاوہ حاجیوں کے تمام کام انجام دیتی رہو کہ وہ غُسل کے بعد کرنا.

اگر کوئی حالتِ حیض میں طواف کرے تو کیا اس کا طواف کرنا صحیح ہوگا؟

جی ہاں لیکن گناہ کے ساتھ، اور جب طوافِ رکن ہو تو اس پر بدنہ کا ذبح کرنا ضروری ہوگا اور وہ اونٹ یا گائے کا ذبح کرنا ہے اور جب وہ پاک ہوکر طواف کا اِعادہ کر لے تو اس سے ساقط ہوجائے گا.

---

[1] ۔ جیسا کہ حیض کے رسالے میں ہے.

⑦ جماع کی حرمت :

حائض سے جماع کرنااور ناف اور گھٹنے کے درمیان اِزار کے نیچے سے اس سے استمتاع([1])حرام ہے ،جیساکہ درِمختار میں ہے:پھر تووہ کبیرہ گناہ ہے جب کہ جان بوجھ کراختیاری طور پر حُرمت کوجانتے ہوئے کرے لاعلمی کی بنیاد پر نہیں یاکراہت سے یابھول کر تو اس پر توبہ کرنالازم ہے.طحطاوی نے اس کااظہار کیا-جیساکہ ردِمحتار میں ہے -کہ لاعلمی گناہ کوکبیرہ ہونے سے روکتی ہے اصل حرمت کونہیں کیوں کہ لاعلمی دار الاسلام میں احکامِ شرعیہ کے متعلق کوئی عذر نہیں ہے.
اور جب ازار کے اوپر سے ناف اور گھٹنے کے درمیان سے استمتاع کرناچاہے تواس کی شرط یہ ہے کہ وہ اِزار موٹاودبیز ہو کہ جسم کی حرارت کے احساس کو روکتاہو،اوراس کے علاوہ استمتاع کرنامطلقاً جائز وحلال ہے. اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:﴿ **وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ** ﴾[2]، **یعنی** اورتم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤوہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہوحیض کے دنوں اوران سے نزدیکی نہ کروجب تک پاک نہ ہولیں پھرجب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نےحکم دیا،بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کواور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

اور صحیح مسلم میں سیدناانس۔رضی اللہ تعالی عنہ۔سے مروی ہے یہود میں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تواس کواپنے ساتھ نہ کھلاتے،نہ گھرمیں اس کے ساتھ رہتے،تواللہ کے پیارے رسول-صلی اللہ تعالی علیہ وسلم-کے اصحاب نے رسول اللہ-صلی اللہ تعالی علیہ وسلم-سے اس مسئلہ کوپوچھا،تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ **وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ** ﴾، تواللہ کے پیارے رسول-صلی اللہ تعالی علیہ وسلم-نے فرمایا: ((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ))، **یعنی** سب کام کروسوائے جماع کے-

اور نیز صحیح مسلم میں ام المؤمنین سیدہ میمونہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔سے مروی ہے: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ،**یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے تھے ازار کے اوپر جب کہ وہ حائضہ ہوتیں .

نیزاسی((صحیح مسلم))میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔سے مروی ہے کہ: **كَانَ إحْدَانَا إذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ - ﷺ - فَتَأَزَّرَ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا . یعنی** ہم میں سے جوکوئی حائضہ ہوتی تورسول اللہ-صلی اللہ تعالی علیہ وسلم-اس کوحکم کرتے تہبند باندھنے کاپھر مباشرت کرتے اس کے ساتھ۔

[1]۔ فائدہ حاصل کرنا۔

[2] -سورة البقرة الآية : ٢٢٢۔

☜ اور جب حیض ختم ہو جائے تو کیا اس سے فی الفور جماع کرنا حلال ہو گا یا نہیں یہاں تک کہ وہ غُسل کر لے؟

امام مالک اور امام شافعی ۔رحمہما اللہ تعالی۔نے کہا: کہ اس سے مجامعت کرنا جائز نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ غُسل کر لے یا پانی سے عاجز ہونے کے وقت تیمم کرے۔

اور امامِ اعظم ابو حنیفہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے کہا: کہ اگر حیض کا خون دس دن مکمل ہونے پر بند ہو جائے تو غُسل سے پہلے اس سے وطی کرنا حلال ہے، اور اگر دس دن سے پہلے حیض کا خون بند ہو جائے تو اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ غُسل کرے یا اس پر ایک نماز کا مکمل وقت اس کے ذمہ میں قضا ہو کر گزر جائے۔ اور عنقریب اس کی تفصیل آئے گی ان شاء اللہ عزوجل ۔

اور یہ اس وقت ہے جب اس کی عادت کے مطابق خون بند ہو جائے، لیکن جب عادت کے خلاف خون بند ہو تو اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہو گا یہاں تک کہ بند رہنا جاری رہے اس کی عادت کے مکمل ہونے تک۔

اور جب عورت اپنے شوہر کو خبر دے کہ وہ حائض ہے تو اس پر اسی وقت سے وطی کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی تصدیق کرنے میں اس کے فاسقہ یا صالحہ ہونے کا امکان ہو جیسا کہ اس کا قول عدت کے پورے ہونے میں قبول کیا جاتا ہے۔

ردمحتار میں کہا: بعض علمانے کہا اگر اس کا سچا ہونا ممکن ہو اس طور پر کہ وہ حیض کے دوران ہو قبول کیا جائے گا اگرچہ فاسقہ ہو جیسا کہ عدت میں اور یہ قول پرہیز گاری قریب تر اور احوط پر مبنی ہے ۔ پس اس بنا پر معلوم ہوا کہ جب عورت فاسقہ ہو اور اس کے شوہر کا گمان اس کے سچے ہونے پر غالب نہ ہو اس طور پر کہ اس کے حیض کے وقت کے علاوہ میں ہو تو بالاتفاق اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ علمانے فاسق کے خبر دینے کے متعلق کہا: کہ اس کے واجب العمل ہونے کے لیے شرط لگائی جاتی ہے کہ اس کے سچے ہونے کا گمان غالب ہو۔

اور جب حائض عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ گنہگار ہو گی اور ان دونوں پر توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے، اور میاں بیوی میں سے کوئی ایک فعلِ بد کی پیروی کرنے والا ہو اور دوسرا ناپسند کرنے والا اور مجبور ہو اور پناہ مانگتا ہو جیسے قتل کرنے، یا عضو کاٹنے یا ضربِ شدید لگانے سے تو صرف فعلِ بد انجام دینے والا ہی گنہگار ہو گا۔

☜ اور کیا حائض سے وطی کو حلال سمجھنے والے کی تکفیر کی جائے گی؟

اس میں دو قول ہیں:

☜ **پہلا:** حلال سمجھنے والے کی تکفیر کی جائے گی -یعنی وہ شخص جو حرام کو حلال سمجھتا ہے حرام نہیں-اور وہ جمہور علما کا قول ہے.

☜ **دوسرا:** تکفیر نہیں کی جائے گی اور یہی صحیح ہے-جیسا کہ درِ مختار میں ہے- اس مسئلہ میں اختلاف وارد ہونے کی وجہ سے، درِ مختار میں کہا: کہ مسلم شخص کی تکفیر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا اس کے کفر میں اختلاف ہوا ہے اگرچہ روایت ضعیف ہے۔

☜ اور جو حالتِ حیض میں وطی کا گُناہ کر بیٹھے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایک دینار صدقہ کر دے اگر وہ ابتدائے حیض میں وطی کا مرتکب ہوا ہو اور نصف دینار اگر حیض کے اخیر میں مرتکب ہوا ہو، اور کہا گیا اگر وطی کے وقت خون کا رنگ سرخ ہو تو ایک دینار اور اگر زرد ہو تو نصف دینار اور ابو داود اور حاکم نے اس کو بطورِ دلیل روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے: ((إِذَا وَاقَعَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ وَ هِيَ حَائِضٌ، إِنْ كَانَ دَماً أَحْمَرُ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ، وَإِنْ كَانَ أَصْفَرُ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ))، **یعنی** جب آدمی اپنی بیوی سے وطی کرے جب کہ وہ حائض ہو اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر زرد ہو تو نصف دینار صدقہ کرے۔

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ دینارِ شرعی سونے کا ہوتا ہے جو وزن کے اعتبار سے چاندی کے دس درہم کے برابر ہوتا ہے اور ایک درہم تقریبًا ۳۳۰ قرش کے برابر ہوتا ہے (ملک) سیریا کے اعتبار سے جو چاندی کا سکہ ہوتا ہے جب کہ وہ تقویمِ شرعی میں زکات کے لیے شمار ہوتا ہے اور اس کے مثل[1]، اور اس سکہ کے علاوہ اس کی کوئی دوسری نظیر نہیں ہے۔

⑧ حیض ختم ہونے کے وقت غُسل کا وجوب:

حیض کا خون بند ہونے کے وقت عورت پر غُسل کرنا واجب ہے، اور جب وہ غسل نہ کر سکے تیمم کو مباح کرنے والے اسباب میں سے کسی ایک کی وجہ سے تو وہ تیمم کرے، اور جب تیمم کا عذرِ مبیح زائل ہو جائے تو اس پر غُسل کرنا واجب ہے۔
اور حیض کا غُسل جنابت کے غُسل کی طرح ہے اس کا رُکن: پورے جسم کا دُھلنا کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے ساتھ جیسا کہ عنقریب ہمارے ساتھ آئے گا۔

[1] یہ زمانہ ماضی کی بات تھی، رہا آج کے دن تو سونے اور چاندی کی قیمت بڑھ گئی ہے تو صدقہ کرتے وقت اس کی قیمت کے حساب سے صدقہ کرے۔

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے:

- کیا حیض کی مدت میں عورت پر فوت شُدہ نمازوں کی قضا واجب ہے؟ دلیل کے ساتھ لکھیے۔
- حالتِ حیض میں عورت کے لیے کیا مستحب ہے؟
- کیا عورت پر حالتِ حیض میں فوت شُدہ روزوں کی قضا واجب ہے؟
- حیض ختم ہونے کے بعد روزہ صحیح ہونے کے لیے کیا غسل کی شرط لگائی جائے گی؟
- حائض اور جنبی کے لیے قرآنِ مجید پڑھنے اور چھونے کی حرمت کو دلیل کے ساتھ لکھیے۔
- حائض اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونے کی حرمت کو دلیل کے ساتھ لکھیے۔
- حائض کے لیے طوافِ کعبہ کی حرمت کو دلیل کے ساتھ لکھیے۔

نماز کیا ہے؟

بندے کا اللہ عزَّ وجَلَّ سے اس طرح ملاقات کرنا کہ وہ اللہ عزَّ وجَلَّ کے سوا کسی کو نہ جانتا ہو۔

- حیض کا آنا اور اس کا ختم ہونا
- ابتدائے حیض والی عورت کا بیان
- عادت والی عورت کا بیان
- عادت کب منتقل ہوتی ہے مثالوں کے ساتھ
- عادت والی عورت کے حیض کا بند ہونا

حیض کا آنا اور اس کا ختم ہونا

علامہ برکوی نے عورتوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

ا۔ مبتدأہ: وہ عورت جس کو پہلی مرتبہ حیض یا نفاس آئے۔

۲۔ معتادہ: جس کو اس سے پہلے حیض اور طہر دونوں صحیح یا ان دونوں میں سے کوئی ایک گزر چکا ہو۔

۳۔ محیرہ: وہ عورت جو اپنی عادت بھول گئی ہو اور اس سے خون جاری رہا ہو۔

ابتدائے حیض والی عورت کا بیان

اس کی چند حالتیں ہیں :

نمبر شمار	بالاجمال
1	اس کا ایسا خون دیکھنا جو حیض ہونے کے قابل ہو - یعنی تین دن یا اس سے زیادہ- پھر بند ہو جائے اور اس کا بند رہنا جاری رہے،
2	اس کا ایسا خون دیکھنا جو حیض کے قابل ہو - یعنی تین دن یا اس سے زیادہ- پھر خون دس دن سے زیادہ جاری رہے،
3	مبتدأہ (جس کو پہلی بار حیض یا نفاس آیا ہو) صرف ایک دن خون دیکھے تو یہ خون استحاضہ کا ہے حیض کا نہیں
4	مبتدِأہ تین دن خون دیکھے پھر پندرہ دن بند رہے پھر تین دن خون دیکھے،
5	مبتدأہ ایک دن خون دیکھے اور چودہ دن طہر اور ایک دن خون،

①۔اس کا ایسا خون دیکھنا جو حیض ہونے کے قابل ہو - یعنی تین دن یا اس سے زیادہ- پھر بند ہو جائے اور اس کا بند رہنا جاری رہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی عدت حیض کے ذریعہ سے ہی پوری کرے اگر اس کو حیض آتا ہے سِنِ اَیاس کو پہنچنے سے پہلے، اور اگر سِن اَیاس کو پہنچنے سے پہلے ہی اس کو حیض بند ہو گیا ہو تو مہینوں کے ذریعہ سے اپنی عدت کا حساب لگائے سِنِ اَیاس کی ابتدا سے جیساکہ ردمحتار میں ہے۔

اور تفسیرِ قرطبی میں ہے کہ یہ نیز شوافع کا مذہب ہے اور اسی پر جمہور ہیں جیساکہ ثعلبی نے کہا، مگر امام مالک۔ رحمہ اللہ تعالی ۔نے کہا: اس عورت کی عدت جس کا حیض بند ہو گیا ہو جب کہ وہ نوجوان ہو ایک سال ہے، اور اس کو احمد اور اسحاق نے کہا اور اس کو انھوں نے روایت کیا امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ اور ان کے علاوہ سے اور اس

میں کوئی دورائے نہیں کہ امام مالک۔ رحمہ اللہ تعالی ۔کی رائے زیادہ آسان اور سہل ہے اور اس پر ہمارے بعض فقہاء نے فتویٰ دیا۔

②۔اس کا ایسا خون دیکھنا جو حیض کے قابل ہو - یعنی تین دن یا اس سے زیادہ- پھر خون دس دن سے زیادہ جاری رہے، تو بے شک اس کے ابتدائی دس دن حیض کے ہوں گے اور باقی زیادہ استحاضہ کے ،پس اگر وہ گیارہ دن خون دیکھے تو پہلے دس دن حیض کے اور گیارہواں دن استحاضہ کا ہوگا۔

③۔ مبتدأہ (جس کو پہلی بار حیض یا نفاس آیا ہو) صرف ایک دن خون دیکھے تو یہ خون استحاضہ کا ہے حیض کا نہیں اس لیے کہ پاکی جب پندرہ دن کی ہو یا اس سے زیادہ کی تو یہ دو حیضوں کے درمیان فاصلہ کرنے والی ہوگی بالاتفاق جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا پس جب دو خونوں میں سے ہر ایک نصاب کو پہنچے یعنی تین دن تو وہ حیض ہوگا ورنہ وہ استحاضہ کہلائے گا جیسا کہ اس حالت میں ہے۔

④۔ مبتدِأہ تین دن خون دیکھے پھر پندرہ دن بند رہے پھر تین دن خون دیکھے، تو پہلا خون پہلا حیض ہے، اور دوسرا خون دوسرا حیض اور فاصل ان دونوں کے درمیان طہرِ کامل ہے،اور پہلے حیض کی ابتدا سے اس کے بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

بطورِ تقریبِ فہم جدول ملاحظہ ہو

پہلے خون کے ایام	درمیان میں پاکی کے ایام	دوسرے خون کے ایام
تین/۳دن	پندرہ/۱۵دن	تین/۳دن
پہلا حیض ہوگا	دو حیض کے درمیان طہرِ کامل فاصل ہوگا	دوسرا حیض ہوگا
پہلے دن سے بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا	-----------	--------

⑤۔ مبتدأہ ایک دن خون دیکھے اور چودہ دن طہر اور ایک دن خون، تو پہلے دس دن جس کو اس نے پہلے دن سے دیکھا وہ حیض ہوگا، اس لیے کہ یہ طہر متخلل طہرِ ناقص ہے پس خونِ مسلسل کا اعتبار کیا گیا، اور یہاں دس دن متجاوز ہو گئے تو یہ دس دن حیض کے ہوں گے اور جو اس کے بعد ہوگا وہ استحاضہ کہلائے گا۔

بطورِ تقریبِ فہم جدول ملاحظہ ہو

ایک /۱ دن خون دیکھے	چودہ / ۱۴ دن پاکی	ایک /۱ دن خون
پہلے دن سے دس دن تک حیض ہوگا	باقی چھ/۶ دن استحاضہ کے ہوں گے	

اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مبتدأہ جب اس کا خون دس دن سے کم میں بند ہو جائے تو بے شک وہ غُسل کرے اور اس اخیر وقت میں نماز پڑھے جس میں نماز کی ادائے گی کا مستحب وقت ہو، اور یہ تاخیر کرنا واجب ہے اور احتیاطاً روزہ رکھے، اور اس

کے شوہر کے لیے[1] اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ دس دن پورے ہونے تک خون کا بند رہنا جاری رہے، یہ اس وقت ہے جب تین دن مکمل ہوکر خون بند ہوجائے، لیکن جب تین دن سے کم میں بند ہوجائے تو بے شک وہ وضو کرے اور اخیر وقت میں نماز پڑھے جیسا کہ ردِ محتار میں ہے یعنی مطلقاً مستحب وقت کی قید سے ہٹ کر۔

عادت والی عورت کا بیان

☜ **عادت کا ثابت ہونا :** عادت ایک مرتبہ سے ثابت ہوجاتی ہے بالاتفاق (2) پس اگر مبتدأہ پانچ دن خون دیکھے اور پچیس دن طہر تو پانچ دن حیض کے شمار ہوں گے اور پچیس دن طہر کے، پس اگر وہ دوسری مرتبہ خون دیکھے اور خون عادت سے زیادہ جاری رہے تو حیض کو عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا یعنی اس کا حیض پانچ دن شمار ہوگا۔

☜ **عادت کا منتقل ہونا:** کبھی حائض کی عادت متغیّر ہوتی ہے حیض کے زمانہ میں یا عدد میں یا ان دونوں میں، اور اس حالت کو فقہاءکرام انتقالِ عادت کہتے ہیں، اور زمانہ میں عادت کے منتقل ہونے کا معنی یہ ہے کہ حیض آنے کا وقت بدل جائے اس حیثیت سے کہ وہ گزرے ہوئے مہینے کی اسی پہلی تاریخ میں نہ آئے، تو کبھی معتادہ حیض کو مہینے کی ابتدا میں دیکھتی ہے تو کبھی وہ اپنے پہلے وقت سے متأخر ہوتا ہے یا اس وقت سے پہلے ہی آ جاتا ہے ۔

اور لیکن عدد میں عادت کا منتقل ہونا تو اس کا معنی حیض کے زمانہ کی مقدار کا متغیّر ہونا کم یا زیادہ ہونے کے اعتبار سے، تو کبھی اس کی عادت پانچ دن ہوتی ہے پھر عدد میں تغیر پایا جاتا ہے اور وہ مثلاً چار دن یا چھ دن ہوتا ہے۔

اور لیکن انتقال ان دونوں میں تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی عادت زمانے اور عدد دونوں میں ایک ساتھ بدل جائے۔

کیا عادت کا منتقل ہونا ایک مرتبہ سے ہی ثابت ہوجاتا ہے ؟۔

حیض اور نفاس میں عادت ایک مرتبہ سے ثابت ہوجاتی ہے۔

اور اس پر شیخ ابنِ عابدین۔ رحمہ اللہ تعالی۔ نے درجِ ذیل بات لکھی ہے: یہ امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کا دوسرا قول ہے صاحبِ محیط۔کتاب کا نام۔ نے کہا: اسی پر فتوٰی دیا جاتا ہے، اور ایک دوسری جگہ: اسی پر فتوٰی ہے۔ پھر کہا: وہ یہ ہے کہ اگر اس کی عادت ابتدائی مہینہ میں پانچ دن تھی پھر اس نے چھ دن دیکھا تو یہ بالاتفاق حیض ہے، لیکن طرفین -یعنی امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف ۔ رحمہما اللہ تعالی۔ کے نزدیک -وہ عادت ہوجائے گی بالاتفاق پس جب دوسرے مہینے میں خون جاری ہوجائے تو اس کی آخری عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا جس کو اس نے آخری مرتبہ دیکھا تھا۔ یعنی اس کی عادت چھ دن مان لی جائے گی۔

---

[1] بہتر یہی ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں: اور احتیاط یہ ہے کہ اس کا شوہر اس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ وہ اپنے حال پر متیقن ہوجائے.

[2] ۔ جیسا کہ برکوی کے رسالۂ حیض میں ہے-

عادت کب منتقل ہوتی ہے؟

یہاں انتقالِ عادت کی چند حالتیں ہیں اور وہ- جیسا کہ رسالۂ حیض میں ہے جو درجِ ذیل ہے :

نمبر شمار	بالاجمال
1	**معتادہ میں خون کا جاری رہنا یہاں تک کہ وہ دس دن سے متجاوز ہو جائے :** ① جب خون دس دن سے متجاوز ہو جائے اور اس کی عادت کے زمانہ میں تین دن یا اس سے زیادہ واقع نہ ہو۔ ② جب خون دس دن سے متجاوز ہو جائے اور اس کی عادت کے زمانہ میں تین دن یا تین دن سے زیادہ واقع ہو۔
2	**جب خون دس دن سے متجاوز نہ ہو، تو اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:** **پہلی مثال: ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی کے ایام پچپن دن ہوں** تو پانچ دن خون دیکھے ۔حیض میں اس کی عادت کے مطابق۔ اور اس کے بعد پندرہ دن پاکی پھر گیارہ دن خون دیکھے ۔ **دوسری مثال : ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور پاکی پچپن دن** ہوں پھر پانچ دن خون دیکھے اور چھیالیس دن پاکی، پھر گیارہ دن خون۔ **تیسری مثال : ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی پچپن دن ہوں،** اس نے پانچ دن خون دیکھا اور اڑتالیس دن پاکی دیکھی پھر بارہ دن خون۔ تو بے شک دوسرا خون جو اس نے بارہ دن دیکھا اس میں سے سات دن زمانۂ طہر میں واقع ہوے۔ **چوتھی مثال :ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی پچپن دن ہوں،** تو اس نے پانچ دن خون دیکھا اور چوّن دن پاکی اور ایک دن خون پھر اس کے بعد چودہ دن پاکی پھر اس کے بعد ایک دن خون۔

انتقالِ عادت کی چند حالتیں تفصیل کے ساتھ:

☜ **پہلی حالت: معتادہ میں خون کا جاری رہنا یہاں تک کہ وہ دس دن سے متجاوز ہو جائے۔**

چنانچہ اس حالت میں تفصیل ہے:

① جب خون دس دن سے متجاوز ہو جائے اور اس کی عادت کے زمانہ میں تین دن یا اس سے زیادہ واقع نہ ہو پس اگر وہ اپنی عادت کے وقفہ میں کچھ نہ دیکھے یا دیکھے تو تین دن سے کم دیکھے تو اس صورت میں عادت کا منتقل ہونا معتبر ہو گا صرف وقفہ (period) میں لیکن عدد میں تو وہ منتقل نہیں ہو گا۔

اس کی تفصیل : اس کی عادت مہینے کے ابتدائی پانچ دن تھے، تو اس نے ابتدائی پانچ دنوں میں خون نہیں دیکھا، پھر اس نے گیارہ دن خون دیکھا، تو ابتدائی پانچ دن اس کے حیض کے شمار ہوں گے جس کو اس نے دس دن سے متجاوز ہوتے دیکھا، تو یہاں پر

اس کے عدد کے اعتبار کو اس کی عادت کی طرف لوٹایا جائے گا تو اس حیثیت سے زمانے کے اعتبار سے انتقال ہونا پایا جائے گا۔

اور نفس مسئلہ کی صورت میں : اگر مہینے کے ابتدائی تین دنوں میں کچھ خون نہ دیکھے بلکہ اپنی عادت کے دنوں میں سے صرف دو دن خون دیکھے پھر پہلے دن سے جس میں اس نے خون دیکھا گیارہ دن تک خون جاری رہے، تو حکم متغیّر نہیں ہوگا، یعنی اس کا حیض پہلے دن سے پانچ دن تک ہوگا، اور وہ اس لیے کہ اس کی عادت کے وقفہ (period) میں خون واقع ہوا دو دن یعنی تین دن سے کم۔

② جب خون دس دن سے متجاوز ہو جائے اور اس کی عادت کے زمانہ میں تین دن یا تین دن سے زیادہ واقع ہو، تو عادت میں واقع ہونے والا خون حیض کا ہوگا اور باقی استحاضہ کا، اور جب عادت کے زمانہ میں واقع ہونے والا خون اس کی عادت کے برابر ہو تو عادت باقی رہے گی عادت اور زمانہ کے حق میں ایک ساتھ، اور اگر یہ مساوات نہ ہو تو صرف عدد میں انتقال ہوگا۔

اس کی تفصیل : اگر اس کی عادت مہینہ کے ابتدائی دنوں میں سے پانچ دن تھی اور اس نے مہینے کی ابتدا سے گیارہ دن تک خون جاری رہتے دیکھا تو ابتدائی پانچ دن اس کے حیض کے ہوں گے، اور اس کی عادت متغیّر نہیں ہوگی نہ عدد میں نہ زمانہ میں، اور باقی خون کے دن استحاضہ کے ہوں گے۔

رہا اگر اس کی عادت مہینہ کے ابتدائی پانچ دن تھے اور خون مہینہ کی ابتدا سے دو دن متأخر ہوا پھر گیارہ دن جاری رہا لیکن پانچ دنوں میں باقی رہنے والے تین دن حیض کے ہوں گے اور باقی خون کے ایام استحاضہ کے، اور اس کی عادت صرف عدد میں منتقل ہوئی پانچ سے تین تک۔

☜ **دوسری حالت: جب خون دس دن سے متجاوز نہ ہو:**

تو خون کے سارے ایام حیض ہے اور اس کی عادت منتقل ہوگی جتنے دن وہ خون دیکھے۔

اس کی تفصیل: اگر اس کی عادت پانچ دن تھی اور اس سے خون جاری رہا آٹھ دن تک، تو بے شک اس کی عادت آٹھ دن کی ہو جائے گی۔ لیکن عادت کے منتقل ہونے کا حکم لگانے کے لیے ان جیسی حالتوں میں ایک شرط لگائی جاتی ہے، اور وہ پہلے حیض کے بعد طہرِ صحیح کے ساتھ پاک ہونا ہے۔ پندرہ دن یا اس سے زیادہ۔ ورنہ حکم اس کی عادت کی طرف لوٹے گا، اس لیے کہ جب وہ دوسری مرتبہ خون دیکھے پندرہ دن مکمل ہونے سے پہلے تو بے شک طہر ناقص دو حیضوں کے درمیان فاصل معتبر نہیں ہوگا جیسا کہ گزر گیا بلکہ دمِ متوالی کی طرح اعتبار کیا جائے گا اور جب دس دن سے تجاوز کر جائے تو حکم اس کی عادت کی طرف لوٹے گا اور عادت کے منتقل ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

اس کی تفصیل : اگر اس کی عادت پانچ دن کی تھی اور اس مرتبہ اس نے چھ دن خون دیکھا، تو چھ دن حیض ہے، پھر اس کے بعد چودہ دن پاک رہی پھر اس نے خون دیکھا تو اس کی عادت کی طرف لوٹے گا، یعنی پانچ دن کی طرف تو پانچ دن حیض کے ہوں گے

اور چھٹا استحاضہ کا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ معتادہ جب اس کی عادت بدل جائے یہاں تک کہ خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ اپنی عادت کی طرف لوٹے، اور جب عادت کا بدلنا دس دن تک ہو یا اس سے کم، تو اس کی عادت بدل جائے گی شرطِ سابق کے مطابق۔

مثالیں

اوپر جو بیان گزرا نیچے اس کی توضیح میں برکوی کے رسالۂ حیض سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

☜ **پہلی مثال: ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی کے ایام پچپن دن ہوں** تو پانچ دن خون دیکھے۔ حیض میں اس کی عادت کے مطابق۔ اور اس کے بعد پندرہ دن پاکی پھر گیارہ دن خون دیکھے۔

آخری پانچ دن کا خون حیض ثانی ہوگا اس کے طہرِ تام کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے، اور دس دن سے متجاوز ہوا تو اس کی عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا، یعنی پانچ دن، اور اس مثال میں عادت زمانہ کے اعتبار سے بدل گئی اور عدد اپنے حال پر باقی ہے اور وہ پہلے پانچ دن کا حساب لگائے گی جب وہ دوسری مرتبہ خون دیکھے۔

☜ **دوسری مثال: ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور پاکی پچپن دن ہوں** پھر پانچ دن خون دیکھے اور چھیالیس دن پاکی، پھر گیارہ دن خون۔

اس صورت میں ملاحظہ کیا جائے گا کہ دمِ ثانی سے آخری دو دن اس کی عادت کے زمانے کے مطابق واقع ہوا، کیوں کہ اس کی عادت کا زمانہ پچپن دن بعد اس کے لیے اس کا دوسرا حیض ہوگا۔ اور اس بنا پر بے شک وہ دو دن حیض کے نصاب سے کم ہے۔ اور وہ تین دن ہیں۔ اسی وجہ سے ہم اس کے حیض کا اعتبار نہیں کریں گے بلکہ حیض پانچ دن کا ہوگا اول یوم سے جس کو اس نے دوسری مرتبہ دیکھا اور گیارہ دن سے باقی دن استحاضہ کے ہوں گے اور اس کی عادت زمانہ کے اعتبار سے منتقل ہوگی۔

☜ **تیسری مثال: ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی پچپن دن ہوں،** اس نے پانچ دن خون دیکھا اور اڑتالیس دن پاکی دیکھی پھر بارہ دن خون۔ تو بے شک دوسرا خون جو اس نے بارہ دن دیکھا اس میں سے سات دن زمانۂ طہر میں واقع ہوے۔ یعنی پچپن دن ختم ہونے سے پہلے۔ اور باقی اس میں سے پانچ دن اس کی عادت کے زمانے میں واقع ہوے، تو جب تو وہ پانچ دن اس کے حیض کے ہیں، اور وہ سات دن جو اس سے پہلے کے ہیں وہ استحاضہ کے ہیں، اور اس جیسی صورت میں منتقل ہونا نہیں پایا گیا نہ زمانہ میں اور نہ عدد میں۔

☜ **چوتھی مثال: ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن اور اس کی پاکی پچپن دن ہوں،** تو اس نے پانچ دن خون دیکھا اور چوّن دن پاکی اور ایک دن خون پھر اس کے بعد چودہ دن پاکی پھر اس کے بعد ایک دن خون۔

تو اس اعتبار سے پاکی آخری دو خونوں کے درمیان طہرِ فاصل پندرہ دن سے کم ہوگی، تو اس لیے اس کو طہرِ فاصل نہیں مانا

جائے گا بلکہ وہ دمِ متوالی کی طرح ہوگا حکماً، اور اس بنیاد پر درجِ ذیل شکل میں مسئلۂ ہذا کو غور کریں۔

تو ایسی عورت جس کی عادت حیض میں پانچ دن ہوں اور اس کی پاکی پچپن دن، تو اس نے پانچ دن خون دیکھا اور چوّن دن پاکی، پھر سولہ دن خون، تو سولہ دن میں سے پہلا دن طہر کو مکمل کرنے والا ہے، تو وہ طہر کے دنوں میں سے ہے حکماً اور اس وجہ سے اس دن کا خون حیض میں شمار نہیں ہوگا بلکہ وہ استحاضہ کا ہوگا، اور وہ پانچ دن جو اس کے بعد کے ہیں وہ حیض کے ایام میں ہوں گے اس لیے کہ وہ اس کی عادت کے زمانہ میں واقع ہوے، اگرچہ وہ اس میں خون نہ دیکھے تو وہ حکماً حیض ہوگا اور اس کی عادت منتقل نہیں ہوئی نہ زمانہ کے اعتبار سے اور نہ ہی عدد کے اعتبار سے۔

معتادہ کے حیض کا بند ہونا

مناسب ہے کہ حیض کے منقطع ہونے کی حالتوں کو ذکر کرنے سے پہلے ایک اہم مسئلہ بیان کروں اور وہ یہ ہے:

بے شک وہ مدت جو پانی بہا کر غُسل کرنے اور کپڑا اُتار کر پھر دوبارہ پہننے کے لیے کافی ہو، حیض کی مدت میں شمار ہوگی چنانچہ وہ اس کی تمامِ مدت ہے جب خون دس دن سے پہلے بند ہوجائے، اور اگر پانی کے استعمال سے عاجز ہو اس عذر کی وجہ سے جو تیمم کو مباح کرنے والا ہو تو وہ غُسل کی مدت کا عوض ہے، اور جب اس خون کا بند ہونا نماز کے اخیر وقت میں ہو، تو اِس نماز کے اس کے ذمہ میں قرض ہونے کے لیے شرط لگائی جاتی ہے جس نماز کی قضا اس پر واجب ہوگی، کہ اس نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہو کہ وہ کلمۂ ((اللہ)) کہہ سکے اور یہ تحریمہ ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک۔

رہا دس دن مکمل ہونے پر خون کے بند ہونے کی حالت میں تو غُسل کا زمانہ معتبر ہوگا یا تیمم کا جب وہ پاکی حاصل کرنے کے لیے غُسل کرنے سے عاجز ہو، تاکہ حیض کی مدت دس دن سے زیادہ نہ ہو اور یہی اس کی اکثرِ مدت ہے، اس حالت میں صرف خون کے بند ہوتے ہی وہ حیض کی حالت سے نکل جائے گی تو جب اس پر اتنا وقت گزر جائے جس میں وہ کلمۂ "اللہ" کہہ سکے اس نماز کے وقت کے ختم ہونے سے پہلے جس میں خون کا بند ہونا پایا گیا، تو اس پر اس وقت کی قضا نماز لازم ہوگی، اور یہ امامِ اعظم ابو حنیفہ۔رحمہ اللہ تعالی۔ کا قول ہے اور اسی پر فتوٰی ہے، اور امام ابو یوسف۔رحمہ اللہ تعالی۔ لفظِ ((اللہ اکبر)) کے دونوں کلمہ کو تکبیرِ تحریمہ مانتے ہیں، تو دونوں قول کے مطابق تحریمہ کی مدت یہ طہر کے زمانے سے ہے، اس مسئلۂ مذکورہ میں چاہے خون دس دن سے پہلے بند ہو یا دس دن مکمل ہو کر بند ہو دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اسی طرح روزے کا حکم ہے، پس جب خون دس دن سے پہلے فجر سے پہلے بند ہو جائے اور وقت میں اتنی وسعت ہو کہ غُسل کر کے تحریمہ کہہ سکے تو اس پر اس دن کا روزہ واجب ہو جائے گا، اور جب غُسل اور تحریمہ ان دونوں کے لیے وقت نا کافی ہو تو اس دن کا روزہ اس سے صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ حرمتِ رمضان کی وجہ سے کھانے پینے سے رُکی رہے۔ اور جب وہ اس دن کا روزہ رکھے گی تو وہ روزہ اس کے لیے کافی نہیں ہوگا بلکہ اس پر اس روزے کی قضا واجب ہوگی۔

اور جب دس دن مکمل ہو کر فجر سے پہلے خون بند ہو جائے اور وقت میں اتنی وسعت ہو کہ لفظِ((الله)) کہہ سکے تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا واجب ہو گا، لیکن جب اتنی بھی وسعت نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہو گا۔ **اور حیض کا خون بند ہونے کی چار حالتیں ہیں اور وہ یہ ہیں :**

نمبر شمار	بالاجمال
1	جب معتادہ کا خون جاری رہے یہاں تک کہ دس دن یا اس سے زیادہ کو پہنچ جائے۔
2	جب دس دن سے پہلے خون بند ہو جائے اور اس کی عادت سے کم نہ ہو۔
3	جب حیض کا خون جاری رہے تین دن یا اس سے زیادہ اور اس کی عادت سے پہلے منقطع ہو جائے۔
4	جب خون تین دن سے پہلے منقطع ہو جائے۔

☜ **پہلی حالت :** جب معتادہ کا خون جاری رہے یہاں تک کہ دس دن یا اس سے زیادہ کو پہنچ جائے تو صرف حیض کی اکثر مدت گزر جانے سے اس کی پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔ یعنی دس دن۔اگرچہ خون بند نہ ہو یا غُسل نہ کرے، یہاں تک کہ اس کے شوہر کو بغیر غُسل کیے اس سے وطی کرنا جائز ہو گا، اس لیے کہ حیض اس مدت سے زیادہ نہیں ہو گا، لیکن اس کو غُسل کرنے کے بعد تک مؤخر کرنا مستحب ہو گا جیسا کہ ابنِ عابدین۔رحمه الله تعالى۔ نے کہا۔یہ اس وقت ہے جب مبتدِأہ (ابتدائے حیض والی عورت) یا معتادہ (عادت والی عورت) کی عادت مکمل دس دن ہو، لیکن جب معتادہ ہو اور اس کی عادت دس دن سے کم ہو، اور اس کا خون جاری رہے یہاں تک کہ دس دن سے تجاوز کر جائے، تو اس کی عادت کے ختم ہونے کے ساتھ اس کے حیض کے ختم ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر ان تمام نمازوں کی قضا کرنا واجب ہے جن نمازوں کا وقت اس پر اس کی عادت کے ختم ہونے کے بعد گزرا۔

اس کی تفصیل : اگر معتادہ جس کی عادت سات دن ہو، پھر اس سے خون جاری رہے یہاں تک کہ دس دن سے متجاوز ہو جائے، تو سات دن ختم ہونے کے ساتھ اس کے حیض سے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، اور اس پر اس کی عادت سے زیادہ تین دن کی نمازوں کی قضا واجب ہو گی۔

☜ **دوسری حالت:** جب دس دن سے پہلے خون بند ہو جائے اور اس کی عادت سے کم نہ ہو تو نماز کے حق میں اس کا حکم یہ ہو گا کہ اس پر وہ فرض نماز لازم ہو گی جس نماز کے وقت کے ختم ہونے سے پہلے خون منقطع ہوا ہو، اس شرط کے ساتھ منقطع ہونا وقت کے ختم ہونے سے پہلے ہو اور اس وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ وہ غُسل کر سکے اس کے لوازمات کے ساتھ پھر نماز شروع کر سکے جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے بیان کیا، لیکن جب خون منقطع ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کے لیے اتنا وقت باقی نہ

رہے کہ وہ غُسل کرکے نماز میں داخل ہوسکے تو یہ نماز اس پر واجب نہیں ہوگی، اور نہ ہی اس کی قضا واجب ہوگی، بلکہ وہ اس وقت کے بعد کی نمازیں ادا کرے۔

اس کی تفصیل : نمازِ ظہر کا وقت ختم ہونے سے دس منٹ پہلے اس کا خون منقطع ہو مثلاً، اگر یہ دس منٹ عام طور پر پانی لانے، کپڑے اُتارنے اور غُسل کرنے پھر کپڑے پہننے اور لفظِ ((اللہ)) کہہ کر نماز میں داخل ہونے کے لیے کافی ہو تو اس پر یہ نماز واجب ہوگئی اور اس پر اس کی قضا لازم ہوگی اور اگر یہ دس منٹ کافی نہ ہوں ان چیزوں کے لیے جن کو ہم نے ذکر کیا تو اس پر یہ ظہر کی نماز واجب نہیں بلکہ پہلی نماز خون کے بند ہونے کے بعد جو اس پر واجب ہوگی یہ عصر کی نماز ہے۔

اور لیکن بنسبت وطی کے اس جیسی حالت میں تو جائز نہیں یہاں تک کہ غُسل کرلے، یا تیمم کامل کرلے جو نماز کے لیے جائز ہو[1] اور اس تیمم کے ساتھ نماز بھی پڑھی جاسکے جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین۔ رحمہ اللہ تعالی۔ نے ردمحتار میں اس کو ثابت کیا ہے، پھر فرمایا: شاید ان کے شرط لگانے کا مقصد یہ ہو کہ نماز اس تیمم کے ساتھ ادا ہو جس تیمم کے ساتھ حیض نہ ہو پس جب وہ نماز پڑھے اور حکم شرع اس کی نماز کے صحیح ہونے کا ہو اور وہ اس وقت ہوگا جب اس کا تیمم حکماً صحیح ہو اور وہ اس طور پر ہوگا کہ وہ حیض سے نکل جاتی ہو۔

اور تیمم کامل سے ان کی مراد وہ تیمم ہے جس سے رکوع و سجود والی نماز ادا کی جاسکے، اور جس فرض نماز کی قضا بھی کی جاتی ہو اگر وہ فوت ہوجائے، بر خلاف نمازِ جنازہ اور نمازِ عید کے کیوں کہ وہ دونوں فوت ہوجاتی ہیں تو ان کا کوئی بدل نہیں ہے، پس اس کا تیمم کرنا ان دونوں کے لیے جائز نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر وہ دونوں نمازیں ہیں، ہاں جب اس کا منقطع ہونا دس دن مکمل ہونے پر ہو تو بے شک نمازِ جنازہ اور عید دونوں کے لیے اس کا تیمم کرنا جائز ہوگا۔

اور اس سے وطی کرنا جائز ہوگا جب وہ غُسل نہ کرے جب کہ اس کے ذمہ میں ایک نماز قرض ہوگئی ہو، اور وہ اس طور پر ہو کہ خون منقطع ہونے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ وہ غُسل کرکے نماز میں داخل ہوسکے، اور اس کے شوہر کے لیے اس سے وطی کرنا جائز ہوگا اس وقت کے گزرنے کے بعد اگرچہ وہ غُسل نہ کرے، پس اگر خون منقطع ہوجائے طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے اتنے وقت میں کہ وہ غُسل کرکے تحریمہ نہ کہہ سکے تو اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہوگا یہاں تک کہ ظہر کا وقت نکل جائے اور وقتِ عصر داخل ہوجائے۔ جیسا کہ برکوی نے کہا۔ کیوں کہ اس کے ذمہ نماز قرض نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہوجائے وقتِ عصر کے داخل ہونے کی وجہ سے۔

☜ **تیسری حالت:** جب حیض کا خون تین دن یا اس سے زیادہ جاری رہے اور اس کی عادت سے پہلے منقطع ہوجائے، تو اس جیسی صورت میں احوط کو اختیار کیا جائے۔

---

[1] ۔ اس کی شرط کے ساتھ اور وہ پانی کا مفقود ہونا یا اس کے استعمال سے معذور ہونا ہے۔

چنانچہ بنسبت نماز اور روزہ کے ان دونوں کو ادا کرتی رہے جیسا کہ اس کا بیان حالتِ ثانیہ میں گزر چکا۔ یعنی اس پر نماز اور روزہ فرض ہو جائے گا جب خون منقطع ہو جائے اور نماز کے وقت اور روزہ کی رات میں سے وقت میں اتنی گنجائش ہو کہ غُسل کر کے تحریمہ کہہ سکے، لیکن اس کے لیے نماز کو وقتِ مستحب کے اخیر تک مؤخر کرنا واجب ہو گا۔ لیکن عادت کے مکمل ہونے کے بعد خون منقطع ہونے کی صورت میں تو یقیناً تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اور لیکن بنسبت وطی کے تو وہ جائز نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ اپنی عادت کو گزار دے اگرچہ وہ اس سے پہلے غُسل کر لے کیوں کہ عادت میں خون کا لوٹنا عموماً پایا جاتا ہے تو احتیاط بچنے میں ہی ہے۔

علامہ برکوی نے اس جیسی صورت میں احوط پر عمل کرنا کیسے ممکن ہو گا اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: اگر معتادہ جس کی عادت حیض میں دس دن ہو پس وہ تین دن حائض ہوئی اور چھ دن پاک رہی تو اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہو گا جب تک کہ اس کی عادت نہ گزر جائے۔ یعنی اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہو گا یہاں تک کہ دس دن ختم ہو جائیں، اگرچہ اس پر ان دنوں میں روزہ اور نماز کو ادا کرنا واجب ہو گا۔

اس مسئلہ پر شیخ ابنِ عابدین۔ رحمه الله تعالى۔ نے تعلیق لگائی تو کہا: اگر یہ حیض عدت کا تیسرا حیض ہو تو رجعت منقطع ہو جائے گی اور وہ دوسرے سے احتیاطاً شادی نہ کرے۔ یعنی اگر عورت مطلّقہ ہو اور وہ طلاق، طلاقِ رجعی ہو تو اس کے حیض کے تین دن ختم ہونے کے ساتھ اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد اس کے شوہر کو اس سے مراجعت جائز نہیں ہو گی، پس اگر شوہر ان چھ دنوں کے دوران رجوع کرے جس میں پاکی حاصل ہوئی ہو تو اس کا اس سے رجوع کرنا جائز نہیں ہو گا، مگر جب وہ دسویں دن خون دیکھے اور اس سے خون منقطع ہو مدت کے مکمل ہونے کی وجہ سے یا اس سے متجاوز ہو جائے تو اس کی عادت کی طرف لوٹا دی جائے گی اور وہ دس دن ہیں تو مراجعت صحیح ہو گی تیسرے حیض کی عدت میں واقع ہونے کی وجہ سے، اور اسی طرح اس کے لیے دوسرے سے شادی کرنا جائز نہیں ہو گا احتیاطاً یہاں تک کہ اس کی عادتِ سابقہ کے حساب سے اس کی مدت مکمل ہو جائے اور دوسرے شوہر کے لیے اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہو گا مگر جب کہ وہ خون نہ دیکھے یہاں تک کہ اس کی عادت کے دن مکمل ہو جائیں اس لیے کہ اس سے عقد کا صحیح ہونا واضح ہو جاتا ہے عدت کے مکمل ہونے کے بعد عقد کے واقع ہونے کی وجہ سے تو اس سے وطی کرنا جائز ہو گا دس دن مکمل ہونے کے بعد۔

اور ہم پر ضروری ہے کہ ہم روزے کے متعلق ایک اہم مسئلہ کو ملاحظہ کریں۔

وہ یہ ہے کہ اگر اس کی عادت دس دن ہو اور خون تین دن میں بند ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا واجب ہو جائے گا جیسا کہ ہم نے بیان کیا، پس جب چوتھے دن کے بعد خون لوٹ آئے مثلاً تو اس خون کے لوٹنے سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس کا حیض ختم نہیں ہوا اور ان ایام میں جو روزے رکھے وہ حیض کے دنوں میں ہوئے پس ان دنوں میں اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا اور اس وجہ سے اس پر ان کی قضا واجب ہو گی۔

☜ **چوتھی حالت:** جب خون تین دن سے پہلے منقطع ہو جائے تو نماز پڑھے گی لیکن اس پر انتظار کرنا واجب ہو گا یہاں

تک کہ اس نماز کا آخری وقتِ مستحب ہو جائے نہ کہ وقتِ مکروہ، پس جب خون نہ لوٹے تو وضو کرے اور نماز پڑھے اسی طرح در مختار میں ہے۔ اور یہاں سے دیکھا جائے گا کہ خون جب تین دن سے کم میں منقطع ہو تو اس کے بعد نماز کے لیے صرف وضو کرنا کافی ہو گا، لیکن جب تین دن یا اس سے زیادہ میں منقطع ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی یہاں تک کہ غُسل کر لے، اس لیے کہ اس خون کا حیض ہونا متأکد ہو گیا اس کے تین دن یا اکثر کو پہنچنے کی وجہ سے۔ اور کیا اس پر واجب ہو گا کہ وہ غُسل اور نماز کو وقتِ مستحب کے اخیر وقت تک مؤخر کرے؟

جب عادت سے پہلے خون منقطع ہو تو اس پر تاخیر کرنا واجب ہو گا، اور لیکن جب عادت کے مکمل ہونے کے بعد ہو تو اس کے لیے تاخیر کرنا مستحب ہو گا استحباب کے طور پر جیسا کہ رد مختار میں ہے، اور حکم روزے میں یہ ہے کہ خون جب تین دن رات سے کم ہو تو روزہ رکھے گی، اور جب خون دن میں منقطع ہو تو وہ ماہِ رمضان کی حرمت کی وجہ سے بقیہ سارا دن کھانے پینے سے رُکی رہے اور روزہ دار کی طرح رہے۔ اور اس گزشتہ مسئلہ کی توضیح میں علامہ ابن عابدین نے اپنے رسالۂ حیض کی شرح میں آنے والے مسئلہ کو بیان کیا ہے:

اگر بے شک کوئی ایسی عورت جس کی عادت حیض میں ایک دن خون دیکھنے اور ایک دن پاکی دیکھنے کی ہو دس دن تک تو بے شک جب وہ پہلے دن خون دیکھے نماز اور روزہ ترک کر دے اور جب دوسرے دن منقطع ہو تو وہ وضو کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے، اور تیسرے دن جب خون دیکھے نماز اور روزہ ترک کر دے، اور چوتھے دن جب منقطع ہو جائے تو غُسل کرے اور نماز پڑھے، اور اسی طرح باقی ایام میں، جب جب خون منقطع ہو غُسل کرے اور نماز پڑھے دس دن کے ختم ہونے تک۔

☆☆☆

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے:

1- علّامہ برکوی نے عورتوں کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں؟

2 - مبتدأہ، معتادہ اور محیرہ کس عورت کو کہا جاتا ہے؟

3 - مبتدأہ اگر صرف ایک دن خون دیکھے تو کیا یہ خون حیض میں شمار ہو گا اگر نہیں تو کیوں؟

4 - کیا عورت کی عادت حیض میں ایک مرتبہ سے ثابت ہو جاتی ہے؟

5- زمانے اور عدد میں عادت کا منتقل ہونا کسے کہتے ہیں؟

6- اگر معتادہ حیض سے پاک ہو جائے اور نماز کا وقت ختم ہونے میں اتنا وقت باقی ہو کہ وہ غُسل کر کے تکبیرِ تحریمہ لفظِ ''اللہ'' کہہ سکے تو کیا اس پر اس نماز کی قضا لازم ہو گی؟

☆☆☆

خون کے جاری رہنے کا بیان

- عادت والی عورت میں خون کا جاری رہنا
- ابتدائے حیض والی عورت میں خون کا جاری رہنا مختلف حالتوں کے ساتھ۔
- محیرہ-عادت کو بھول جانے والی عورت-
- مشق

اور وہ جیسا کہ ابن عابدین نے اپنی شرح رسالۂ برکوی میں اس کی تعریف کی ہے: خون کا جاری رہنا اور اس کا اکثرِ مدت پر زیادہ ہونا ہے۔ یعنی مدتِ حیض اور اس کی اکثرِ مدت دس دن ہے۔ اور جاری رہنا وہ یا تو معتادہ میں ہوگا یا مبتدِأہ میں۔

معتادہ (عادت والی عورت) میں خون کا جاری رہنا

جب معتادہ کا خون جاری رہے اور حیض کی اکثر مدت سے تجاوز کر جائے تو اس کی پاکی اور اس کا حیض جس میں اس کی عادت ہے اور حیض اور طہر میں اس کی عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا تمام احکام میں اس شرط کے ساتھ کہ اس کی عادت والی پاکی کے دن چھ مہینے سے کم ہو، اور لیکن جب اس کی پاکی چھ مہینے سے زیادہ ہو تو اس کی عادت کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا طہر میں اور علامہ ابن عابدین۔ رحمه الله تعالی۔ نے اس کا سبب بیان کیا تو انھوں نے کہا: اس لیے کہ پاکی دو خونوں کے درمیان حمل کی کم سے کم مدت سے کم ہوتی ہے عادۃً اور حمل کی ادنیٰ مدت۔ جیسا کہ وہ معلوم ہے چھ مہینے ہیں، اور علما کے چند اقوال ہیں اس جیسی حالت میں عورت کی پاکی کا اندازہ لگانے کے لیے ان میں سب سے قوی دو قول ہیں اور وہ یہ ہیں:

① ۔اس کی پاکی چھ مہینے مان لی جائے گی مگر کچھ دیر کے لیے حمل کی پاکی اور طہر اور حیض کے درمیان تفاوت کو ثابت کرنے کے لیے۔

② ۔اس کی پاکی دو مہینے مان لی جائے گی اور اسی پر فتویٰ ہے اس لیے کہ وہ مفتی اور عورتوں دونوں پر زیادہ آسان ہے۔

مبتدِأہ (ابتدائے حیض والی عورت) میں خون کا جاری ہونا

اس کی چار حالتیں ہیں اور وہ جیسا کہ بَرکَوی کے رسالۂ حیض میں ہے:

نمبر شمار	بالاجمال
1	پہلی مرتبہ عورت سے خون کا جاری ہونا جب وہ بلوغیت کو پہنچی ہو۔
2	عورت کا خون اور طہر دونوں کا فاسد دیکھنا۔
3	عورت کا دمِ صحیح اور طہر فاسد کا دیکھنا۔
4	حمل کے ذریعہ بلوغیت کو پہنچنے والی عورت۔

- **پہلی حالت :** پہلی مرتبہ عورت سے خون کا جاری ہونا جب وہ بلوغیت کو پہنچی ہو تو اس وقت اس کا حیض اولِ استمرار سے دس دِن تک مان لیا جائے گا، اور اس کی پاکی بیس دن ہوگی پھر وہی اس کی عادت ہو جائے گی، اور جب وہ نفساء ہو جائے تو چالیس دِن تک اس کا نفاس مانا جائے گا پھر نفاس کے بعد بیس دِن پاکی کے ہوں گے، تاکہ نفاس اور حیض دونوں ایک ساتھ پے درپے نہ ہو جائیں، بلکہ دونوں کے درمیان طہر تام کا ہونا ضروری ہے، اور جب دو حیضوں کے درمیان بیس دِن پاکی کے مقدر

مان لیے گئے، تواسی طرح نفاس اور حیض کے درمیان مسلسل مقدر ماننا چاہیے۔

- **دوسری حالت :** عورت کا خون اور طہر دونوں کا فاسد دیکھنا، اور خونِ فاسد: وہ ہے جو دس دِن سے زیادہ ہو، اور طہرِ فاسد: وہ ہے جو پندرہ دن سے کم ہو، تو اس کا کچھ شمار نہیں ہو گا جو کچھ وہ دیکھے اس حیثیت سے کہ اس کو عادت کی طرف منسوب کیا جائے بلکہ اس کا حیض دس دِن ہو گا اگر چہ حکمی طور پر ہو جس وقت سے اس کا خون جاری ہوا ہے، اور بیس دن اس کی پاکی کے ہوں گے، اور وہی اس کی عادت ہوگی یہاں تک کہ وہ خون اور پاکی دونوں صحیح دیکھے۔

اس کی تفصیل: مراہقہ[1] گیارہ دِن خون دیکھے اور چودہ دن طہر پھر اس سے خون جاری رہا، تو اس کا حیض دس دِن اور اس کا طہر بیس دِن کا ہو گا، اور اس کو ہم بیان کر چکے کہ طہرِ ناقص دو خونوں کے درمیان فاصل مانا جائے گا دمِ جاری کی طرح حکماً، اور اسی بنا پر یہ ایسا ہو گا جیسے کہ اس سے خون جاری رہا ہو اس کی بلوغیت کے پہلے دِن سے، تو اس کا حیض دس دِن کا ہو گا گیارہ دِنوں میں سے پہلے دس دِن اور اس کی پاکی بیس دِن کی ہو گی۔

یہ اس وقت ہو گا جب طہرِ فاسد ہو اس طور پر کہ وہ پندرہ دن سے کم رہا ہو، رہا جب وہ پندرہ دِن ہو یا اس سے زیادہ اور وہ دمِ استحاضہ سے ملنے کی وجہ سے فاسد ہو گیا ہو چنانچہ مسئلہ ہذا میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔

اور اس کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے میرے لیے مناسب ہے کہ میں آنے والی صورت میں اس کی وضاحت کر دوں:

مبتدِأہ نے گیارہ دِن خون دیکھا اور پندرہ دِن پاکی پھر اس سے خون جاری رہا، تو پہلا خون جو گیارہ دِن ہے وہ خونِ فاسد ہے اس کے دس دِن سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اور طہر صحیح ہے ظاہری طور پر اس لیے کہ وہ مکمل ہے کیوں کہ وہ پندرہ دِن ہے، اور لیکن معنوی اعتبار سے فاسد ہے کیوں کہ اس کا پہلا خون وہ ایک دِن زیادہ ہے دس دِن پر، اور وہ یقینی طور پر حیض نہیں ہے کیوں کہ حیض کی اکثرِ مدت صرف دس دِن ہے، اور اس وجہ سے کہ طہر خون میں مل گیا، اس کے پہلے ہی حیض میں تو وہ عادت ہونے کے قابل نہیں رہا شیخ ابن عابدین نے اپنے رسالہ حیض کی شرح میں کہا ہے :

اور حاصلِ کلام: خون کا فساد طہرِ متخلل کو فاسد کر دیتا ہے چنانچہ وہ اس کو دمِ متوالی کی طرح کر دیتا ہے تو عورت اس طرح ہو جاتی ہے گویا کہ اس سے خون ابتدا ہی سے جاری ہو گیا ہو اور اس کا حیض دس دِن اور اس کا طہر بیس دِن ہو جاتا ہے، اور لیکن اگر خون اور طہر تیس دِن سے زیادہ نہ ہوں تو اس کا اعتبار کیا جائے گا پہلے دِن سے جس کو اس نے دیکھا ہو، اور اگر زیادہ ہو تو پہلے دِن سے استمرارِ حقیقی کا اعتبار کیا جائے گا اور وہ جو کچھ اولِ حیض کے خون اور دمِ مسلسل کے درمیان ہو گا وہ طہر ہو گا، اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ عورتوں میں اکثر عادت یہ ہوتی ہے کہ حیض اور پاکی مہینے سے نہ زیادہ ہوتی ہے اور نہ کم ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے استمرار میں حیض کو دس دِن مانا گیا ہے اور طہر کو بیس دِن مانا گیا مہینے کے حساب سے، چاہے عورت حیض آنے سے پہلے، حیض اور طہر

[1] ۔ سنِ بلوغ کے قریب پہنچنے والی لڑکی۔

دونوں فاسد دیکھے یا کچھ نہ دیکھے، لیکن جب طہر کا فساد صرف معنوی حیثیت سے ہو اور خون کے ساتھ تیس دِن سے زیادہ ہو تو جو خون دس دِن سے زیادہ ہو مکمل پاکی کے ساتھ جو اس کے بعد کی پاکی صرف بیس دِن کی نہیں ہوگی۔ پھر دس اور بیس دِن کا اعتبار اولِ استمرار سے شروع ہوگا۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے میں آنے والی دو مثالیں ذکر کروں گا اور ان کا ذِکر علامہ برَکوی نے اپنے رسالہ میں کیا ہے۔

① : مراہقہ نے گیارہ دِن خون دیکھا اور پندرہ دِن طہر پھر اس سے خون جاری ہوا تو اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں:

- **الف۔** طہر حقیقۃً صحیح ہے اور حکماً فاسد ہے اس لیے کہ گیارھواں دِن خون کا طہر مانا جائے گا۔
- **ب۔** حیض اور طہر دونوں کا مجموعہ استمرار سے پہلے تیس دِن سے کم ہیں: ۱۱+ ۱۵= ۲۶۔

اسی وجہ سے اس کا حکم اولِ امر سے اس سے خون جاری رہنے کی طرح ہو گیا، یعنی بے شک اس کا حیض دس دِن ہے اولِ یوم سے جس دِن اس نے خون دیکھا، اور اس کی پاکی بیس دن ہوگی اور اسی طرح جب تک اس سے خون جاری رہے۔

② مراہقہ گیارہ دن خون دیکھے اور بیس دِن طہر، پھر اس سے خون جاری رہا، تو اس میں بھی دو صورتیں ہیں :

- **الف۔** طہر حقیقۃً صحیح ہے لیکن وہ حکماً فاسد ہے اس لیے کہ وہ خون سے شروع ہوا۔
- **ب۔** بے شک خون اور پاکی کا مجموعہ تیس دِن سے زیادہ ہے: ۱۱+۲۰=۳۱۔

ماسبق میں جو بیان گزرا اس کی روشنی میں اس کا پہلا حیض دس/۱۰ دِن کا ہوگا اور /۱۱ گیارھواں دِن طہر مانا جائے گا، تو اس کا طہر اکیس/۲۱ دِن کا ہوا، پھر اولِ استمرار حقیقی سے دس/۱۰ دِن حیض کے اور بیس/۲۰ دِن پاکی کے مان لیے جائیں گے اور اسی طرح۔

- تیسری حالت : عورت کا دمِ صحیح اور طہرِ فاسد دیکھنا، تو بے شک دمِ صحیح میں تو صرف اس کی عادت کا اعتبار کیا جائے گا چنانچہ زمانۂ استمرار میں اس کی عادت کی طرف پھیر دیا جائے گا، اور اس کی پاکی مہینہ کے باقی ایام میں استمرار کے دوران ہوگی۔

پس اگر مبتدأہ نے پانچ/۵ دِن خون دیکھا اور چودہ/۱۴ دِن پاکی، پھر اس سے خون جاری رہا، تو اس کا حیض پانچ دن ہوگا باقی مہینے کے پچیس/۲۵ دِن طہر ہوں گے، چنانچہ وہ گیارہویں دِن سے ابتدائی استمرار سے لے کر تکملۂ طہر تک نماز پڑھتی رہے، پھر پانچ/۵ دن نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور اسی طرح پچیس/۲۵ دِن نماز پڑھتی رہے۔

بطورِ تقریبِ فہم:

مبتدأہ: وہ لڑکی جس کو پہلی مرتبہ حیض آیا ہو: **مثلاً** اس نے پہلی مرتبہ مہینے کے پانچ/ ۵ دن خون دیکھا= ایک/۱ تاریخ سے پانچ/۵ تاریخ تک،

پھر ۱۴ دن پاکی **مثلاً**= ٦ تاریخ سے ۱۹ تاریخ تک،

پھر اس سے خون جاری رہا **مثلاً**= ۲۰ تاریخ سے اس کو خون جاری رہا،

تو اس کی حیض کی مدت ۵ دن ہوگی اور باقی ۲۵ دن پاکی کے **یعنی =** ۶ تاریخ سے ۳۰ تاریخ تک پاکی کے ایام ہوں گے، تو وہ غُسل کر کے چھ/ ۶ تاریخ سے دس/ ۳۰ تاریخ تک نماز پڑھتی رہے،

اور گیارہ/ ۱۱ دن یعنی بیس/ ۲۰ تاریخ سے تیس/ ۳۰ تاریخ تک کا خون پاکی کی مدت میں ہوگا چنانچہ وہ طہر کی مدت (۲۵ دن = چھ/ ۶ تاریخ سے تیس/ ۳۰ تاریخ تک) مکمل کرے پھر آنے والے مہینے کے پانچ/ ۵ دن حیض کے ہوں گے اور باقی پچیس/ ۲۵ دن پاکی کے۔

اور اسی طرح حکم صرف اس میں ہوگا جس میں کہ طہر معنوی اعتبار سے فاسد ہو، جیسا کہ اگر مبتدأہ تین دِن خون دیکھے اور پندرہ دِن طہر پھر ایک دِن خون پھر پندرہ دِن طہر پھر اس سے خون جاری ہو جائے [1]۔

تو بے شک اس دن جس میں اس نے خون دیکھا وہ دو طہروں کے درمیان ہوا، اس خون نے دونوں طہروں کو ایک ساتھ فاسد کر دیا کیوں کہ وہ حیض نہیں مانا جائے گا چنانچہ وہ طہر ہی ہے اور اسی بنا پر پہلے تین دِن حیض اور اکتیس/ ۳۱ دِن طہر کے ہوے، پھر وہ اولِ استمرار سے ابتدا کرے گی تو تین دِن حیض اور ستائیس/ ۲۷ دن طہر اور یہ اس کی عادت ہوئی، اور اسی وجہ سے یہ مسئلہ مسئلۂ سابقہ کے ساتھ حکم میں مشترک ہوتا ہے اس کی عادت کی طرف منسوب کیے جانے کی حیثیت سے ہر مہینہ میں استمرار کے وقت۔

اور جب وہ طہر ثانی ہو جو اس استمرار سے پہلے گزرا وہ طہرِ فاسد ہوگا اس لیے کہ وہ طہر پندرہ دن سے کم ہوا تو حکم اس سے مختلف ہوتا ہے جو مستقل رہتا ہے، کیوں کہ اس اعتبار کے ممکن ہونے کی وجہ سے جس دن میں اس نے خون دیکھا پہلے پندرہ دن کے بعد ایامِ حیض سے ہو۔

پس اگر مراہقہ تین دن خون دیکھے، پھر پندرہ دن پاکی پھر ایک دن خون پھر چودہ دن پاکی پھر اس سے خون جاری رہا، تو پہلے تین دن صحیح خون کے ہیں چنانچہ وہ حیض ہے اور اس کے بعد پندرہ دن طہر صحیح ہے، اور ایک دن جو اس کے بعد ہے دو دن کے ساتھ حیض ہے پھر اس کی پاکی پندرہ دن ہے، بارہ دن ایامِ انقطاع میں سے جس میں استمرار گزر گیا اور تین دن اولِ استمرار سے، اور اسی وجہ سے وہ نماز پڑھے گی اولِ استمرار سے پھر تین دن حیض کا اعتبار کیا جائے گا تو ان تین دنوں میں نماز ترک کرے پھر غُسل کرے اور پندرہ دن نماز پڑھے اور اسی طرح تین دن اس کا حیض اور پندرہ دن اس کا طہر مانا جائے گا۔

- چوتھی حالت :

حمل کے ذریعہ بلوغیت کو پہنچنے والی عورت۔

مراہقہ یا تو حیض کے ذریعہ بالغ ہوگی یا حمل کے ذریعہ یا عمر کے ذریعہ یا پندرہ سال قمری اعتبار سے مکمل ہونے پر۔

پس جب حمل کے ذریعہ بالغ ہو اور بچے کی ولادت ہو اور اس سے خون جاری ہو جائے اور اس نے بچے کی پیدائش

---

[1] ۔عفی عنھا۔

کے بعد طہر صحیح نہ دیکھا ہو اور نہ ہی نفاس کی اختتامِ مدت کو اور وہ چالیس/۴۰ دن ہے، تو اس کا طہر بیس/۲۰ دن مانا جائے گا چالیس/۴۰ دن کے بعد پھر اس کے بعد اس کا حیض دس/۱۰ دن ہوگا اور یہی اس کا حال ہوگا جب تک کہ خون جاری رہے۔

اور جب وضعِ حمل ہو جائے اور چالیس/دن خون دیکھے، پھر پندرہ دن طہر پھر اس سے خون جاری رہے، تو اس کا حیض دس دن ہوگا استمرار کے پہلے دن سے اور اس کا طہر پندرہ دن ہوگا، یعنی طہر میں اس کی عادت کی طرف لوٹایا جائے گا جب طہرِ صحیح پندرہ دن ہو یا اس سے زیادہ، اور اسی طرح لوٹانا ہوگا جب وہ سولہ دن طہر دیکھے اور جو اس سے بڑھ کر اکیس دن تک اس کا طہر ہو جائے تو اس وقت اس کا حیض نو دن مانا جائے گا اور اس کا طہر اکیس دن پھر جب جب طہر زیادہ ہوگا تو اسی کے مثل حیض کم ہوگا یہاں تک کہ اس کا حیض تین دن ہوگا اور اس کا طہر ستائیس دن، تو اس کا حیض اولِ استمرار سے دس دن اور اس کا طہر جس کو اس نے جاری ہونے سے پہلے دیکھا جو اس کی عدد تھی، بر خلاف اس کے کہ جب اس کا طہر پندرہ دن سے کم ہو تو بے شک یہ چالیس دن جو اس کی نفاس کی مدت ہے اس کے بعد بیس/۲۰ دن طہر کے ہوں گے اور اس کا حیض دس /۱۰ دن کا ہوگا، تو یہ اس وقت میں ہے جس سے وضعِ حمل ہوا ہو اور ابتداءً اس سے خون جاری ہو گیا ہو۔ اور اس کا طہر اس وقت ہوگا جب اس نے چالیس/۴۰ دن نفاس کے بعد دیکھا ہو، مکمل پندرہ/۱۵ دن یا اس سے زیادہ اور جو اس نے چالیس/۴۰ دن سے زیادہ ایک دن خون دیکھا مثلاً تو معنوی اعتبار سے یہ طہر فاسد ہو گیا اس لیے کہ اس سے ایک دن خون ضم ہو گیا اور اس میں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور اسی وجہ سے اس کے لیے عادت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا تو اس کا حیض اور اس کا طہر آنے والی تفصیل کے اعتبار سے مانا جائے گا:

چنانچہ جب نفاس کا اختتامی دورانیہ ۔چالیس/۴۰ دن۔ اور اولِ استمرار بیس/۲۰ دن یا اس سے زیادہ ہو، گویا کہ اس کا خون چالیس/۴۰ دن سے پانچ دن یا چھ دن زیادہ ہو گیا اور اس کے بعد پندرہ/۱۵ دن پاک رہی پھر اس سے خون جاری ہو گیا، تو بے شک اس کا حیض اولِ استمرار سے دس/۱۰ دن اور اس کا طہر بیس/۲۰ دن مانا جائے گا اور اسی طرح اس کی عادت ہو جائے گی، اور اگر نفاس اور اولِ استمرار کے درمیان بیس دن سے کم ہو گویا کہ اس کا خون چالیس دن سے ایک دن یا دو دن زیادہ ہو گیا، تو بے شک اپنی پاکی مکمل کرے گی بیس دن تک اور اولِ استمرار سے حساب لگا کر جب تک کہ یہ بیس دن مکمل ہو جائیں، پھر اس کے بعد اس کا حیض دس دن کا اور اس کی پاکی بیس دن کی مانی جائے گی اور اسی طرح۔۔۔

محیرہ (عادت کو بُھلا دینے والی عورت)

یہ وہ عورت جو خون جاری ہونے کے بعد اپنی عادت بھول گئی ہو، اور محیرہ صیغہ اسم فاعل ہو گا کیوں کہ وہ مفتی کو حیرت زدہ کر دیتی ہے، اور صیغہ اسمِ مفعول تو کیوں کہ وہ خود حیرت زدہ ہو چکی ہوتی ہے اپنی عادت کو بھلانے کی وجہ سے اور اس کو گمراہ کر نے والی بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس نے اپنی عادت کو گمراہ کر دیا۔

اور محیرہ کے مسائل حیض کے سخت ترین اور دقیق ترین مسائل میں سے ہیں، اور اس کی صورتیں بہت زیادہ اور فرعیات دقیق ہیں، اور اسی وجہ سے عورت پر زمانہ اور عدد میں اپنی عادت کی حفاظت کرنا ضروری ہے، جیسا کہ شیخ ابنِ عابدین ۔رحمہ اللہ تعالی ۔ نے اپنی شرح رسالۂ حیض میں کہا ہے:

عورت پر اپنی عادت کی حفاظت کرنا ضروری ہے حیض و نفاس اور طہر میں عدد اور مکان کے اعتبار سے جیسے اس کا پانچ دن ہونا مثلاً مہینہ کی ابتدا یا اس کے انتہا میں ، اور مکان کہہ کر زمان مراد لیا گیا ہے جوازاً، پس اگر وہ بے ہوش ہو جائے یا اس پر غنود گی طاری ہو جائے یا اس کی حفاظت میں سُستی ہو جائے اور اس نے اپنے دین کا اہتمام نہیں کیا فسق و فجور کی وجہ سے تو اس نے اپنی عادت کو بھُلا دیا پھر اس سے خون جاری ہو گیا، چنانچہ اس کو افاقہ ہونے کے بعد یا شرمندگی ہونے کے بعد اس پر گمان غالب کے ذریعہ تحری کرنا ضروری ہے جیسا کہ سمتِ قبلہ اور تعدادِ رکعات میں اشتباہ ہونے کی صورت میں ہوتا ہے، پس اگر اس کا گمانِ غالب اپنے حیض کی کسی ایک جگہ اور کسی عدد میں ٹھہر جائے تو اسی پر عمل کرے، ورنہ احکام میں احوط پر عمل کرے۔ اس کی صورتوں کے کثیر اور اس کے فرعیات کے باریک ہونے کی طرف نظر کرتے ہوئے جسے علماء کرام ۔رحمہم اللہ تعالی ۔نے فقہ کی بڑی کتابوں میں اس کی تمام صورتوں کو شرح وبسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، اور اس کے احکام کو صبر و تحمل اور دقتِ نظر کے ساتھ ایک کوزہ میں بیان کرنے کا اہتمام کیا، پس اللہ انہیں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ اور میں (مصنف الفقہ الحنفی) نیچے مختصر اور آسان پیرائے میں عنقریب بیان کروں گا جس کو علامہ طحاوی نے اپنے حاشیہ مراقی الفلاح میں ذکر کیا ہے اس کی دیگر صورتوں کی تمام تعریفات کو ترک کرتے ہوئے اور اس کے دقیق توضیحات کو کتبِ مطولہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کی پوشیدہ باتوں کی شرح کرتے ہوئے، آپ ۔رحمہ اللہ تعالی ۔نے کہا: وہ یعنی محیرہ کی تین وجوہ ہیں: یا تو وہ صرف اپنے ایام کی تعداد بھول جائے گی یا صرف اپنے وقت کو یا دونوں کو ایک ساتھ بھول جائے گی تو اس پر کلام تین فصلوں پر مشتمل ہے:

☜ **پہلی فصل:** وہ جب اپنی عادت کے ایام کی تعداد کو بھول جائے اور یہ جانتی ہو کہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اس کا حیض ہے، تو بے شک وہ اول استمرار سے تین دن تک نماز کو چھوڑ دے اس کو ان دنوں میں حیض کا یقین ہونے کی وجہ سے، پھر سات دن ہر نماز کے لیے غُسل کرے ان دنوں میں اس کا حال حیض اور طہر کے درمیان متردد ہونے کی وجہ سے، اور حیض سے نکلے پھر بیس دن ہر نماز کے وقت کے لیے وضو کرے اس میں اس کی پاکی کے یقین ہونے کی وجہ سے اور اس کا شوہر اس کے پاس آئے۔ یعنی ان دنوں جن میں اس کو اپنی پاکی کا یقین ہو۔

☜ **دوسری فصل:** وہ یہ ہے کہ جب وہ مکان کو بھُلادے، پس اگر وہ جان لے کہ اس کے ایام۔ ایامِ حیض۔ تین دن تھے اور مہینے سے متعلق حیض کی جگہ کو نہ جانتی ہو تو وہ تین دن مہینہ کی ابتدا میں وضو کر کے نماز پڑھے حیض اور طہر کے درمیان متردد ہونے کی وجہ سے، پھر ستائیس دن غُسل کرے ہر نماز کے لیے ہر ساعت حیض سے نکلنے کے وہم سے۔

☜ **تیسری فصل:** دونوں کو بُھلادے، یعنی عدد اور زمانہ، چنانچہ اس میں اصل یہ ہے کہ جس وقت میں اس کو طہر کا یقین ہو جائے اس میں وہ وضو کر کے نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور وطی کرے۔ یعنی اس کا شوہر اس کے پاس آئے۔ اور اگر اس کو کسی وقت میں شک ہو کہ وہ حیض ہے یا طہر تو وہ تحری کرے- یعنی غور و فکر کرے طہر سے حیض کی معرفت میں- پس اگر وہ اس کے لیے تحری نہ کرے- یعنی اس کا گمان غالب نہ ہو کہ وہ حیض میں ہے یا طہر میں- تو وہ ہر نماز کے لیے غُسل کر کے اس میں نماز پڑھے اس جواز کے لیے کہ وہ حیض سے نکلنے کا وقت ہو، اور اگر اسے ہمیشہ شک ہو اور اس کی کوئی مستقل رائے نہ ہو تو وہ ہر نماز کے وقت کے لیے غُسل کرے- اور لیکن یہ قول غیر معتمد ہے اور تحری کرنے والی عورت کے ساتھ وطی نہ کرے یہی قول راجح ہے- یعنی اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہے حیض اور پاکی کے درمیان شک کی حالت میں- اور اس کے لیے حیض یا طہر میں سے کسی کے متعلق کوئی حکم متعیّنہ طور پر نہیں لگایا جائے گا بلکہ احکام کے متعلق احوط پر عمل کیا جائے گا تو فرائض اور واجبات اور سنتِ مؤکدہ نماز پڑھے اور نوافل نہ پڑھے اور اسی طرح نفل روزے نہ رکھے، اور نماز میں فرض و واجب کی مقدار ہی قراءت کرے، - یعنی پہلی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی چھوٹی سورت پڑھے، اور آخری دو رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے راجح قول کی بنیاد پر اس لیے کہ یہ سنت ہے- اور مسجد میں داخل نہ ہو اور خارجِ نماز قرآنِ کریم کی تلاوت نہ کرے اور نہ ہی اس کو چھوئے۔

اور وہ رمضان کے روزے رکھے پھر بیس دن روزوں کی قضا کرے اگر وہ یہ جان لے کہ اس کے حیض کی ابتداء رات میں ہوئی ہے، اور اگر وہ یہ جان لے کہ اس کے حیض کی ابتداءِ دن میں ہوئی ہے تو بائیس/۲۲ دن کی قضا کرے اس لیے کہ اس کے روزوں میں سے اکثر جو فاسد ہوے اس حالت میں گیارہ دِن ہے پس قضا کرے اس ضعف کو دیکھتے ہوے احتیاطًا، اور اگر کچھ نہ جانتی ہو- یعنی وہ نہیں جانتی کہ اس کے حیض کی ابتداء رات میں ہوئی ہے یا دن میں- تو عامۃ المشائخ کا نظریہ یہ ہے کہ وہ بیس دن کی قضا کرے۔

اور اس کی عدت میں فتوٰی دیا جاتا ہے کہ وہ دو مہینے پاکی کے اور دس دِن حیض کے لیے مقرر کرے۔

☆☆☆

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے :

۱۔ خون کا جاری رہنا کسے کہتے ہے ؟

۲۔ معتادہ-عادت والی عورت- میں خون جاری رہنے کا حکم بیان کیجیے ؟

۳۔ مبتدأہ-ابتدائے حیض والی عورت-میں خون جاری رہنے کی چاروں حالتوں کو مختصراً بیان کیجیے ؟

۴۔ محیرہ کس عورت کو کہتے ہیں ؟

۵۔ محیرہ کی تین وجوہ ہیں: یا تو وہ صرف اپنے ایام کی تعداد بھول جائے یا صرف اپنے وقت کو یا دونوں کو ایک ساتھ بھول جائے اس کا تشفی بخش خلاصہ بیان کیجیے ؟

۶۔ رمضان المبارک کے روزوں کے متعلق محیرہ کے لیے کیا حکم ہے ؟

۷۔ محیرہ عورت اپنی عدّت کیسے شمار کرے گی ؟

☆☆☆

نفاس کا بیان

- نفاس کی تعریف
- گرنے والے جنین کے احکام
- جڑواں بچوں کا حکم
- مقدارِ نفاس کا بیان
- حالتِ نفاس میں طہرِ متخلل
- حیض ونفاس کے درمیان طہرِ متخلل
- مشق

نفاس کا بیان

☜ **نفاس کا لغوی معنی ہے**[1]: نفاس کسرہ کے ساتھ عورت کی زچگی کا وقت، پس جب وضعِ حمل ہو تو یہ زچہ عورت نفاس والی کہلائے گی۔

☜ **اس کی شرعی تعریف** [2]: وہ بچّے کی پیدائش کے بعد نکلنے والا خون ہے، یا بچّے کا اکثر حصہ باہر نکلنے کے بعد والا خون. یعنی جب وہ شرم گاہ سے نکلے، پس اگر بچّہ عورت کے فرج کے علاوہ سے نکلے اور اس سے خون بہا تو نفساء نہیں ہوگی بلکہ یہ زخم والی عورت ہے- جیساکہ طحاوی کہتے ہیں- جب تک اس کے فرج سے نہ بہے، اس بنا پر احتیاط اس میں ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ۔رحمہ اللہ تعالی ۔کے قول کو اختیار کیا جائے جو نفسِ بچہ کی ولادت کو مطلقاً نفاس مانتے ہیں، یعنی چاہے بچہ شرم گاہ سے نکلے یا اس کے علاوہ سے، خون پایا جائے یا نہ پایا جائے۔

اور شرط لگائی جاتی ہے کہ خون کا نکلنا بچّے کے نکلنے کے بعد ہو یا اس کے اکثر حصّے کے نکلنے کے بعد، پس اگر بچّہ کامل الخلقت اپنی عادت پر نکلے اس طرح کہ پہلے اس کا سر نکلے تو اس کا اکثرِ حصہ سینے کے نکلنے سے ہوگا اور اگر اُلٹا نکلے اس طرح کہ پہلے اس کے دونوں پیر نکلے تو اکثرِ حصہ اس کی ناف کے نکلنے سے ہوگا۔

گرنے والے جنین کے احکام [3]:

☜ **گرنے والا جنین**[4]: وہ بچّہ جو اپنی ماں کے پیٹ سے مردہ گرے جب کہ وہ کامل الخلقت ہو۔اور اس سے عورت نفساء ہو جاتی ہے، اور اگر اس کی پیدائش سے کچھ واضح نہیں ہے تو وہ نہیں گرے گا، اور نہ عورت اس سے نفساء ہوگی، لیکن اس کے بعد جو خون نکلے گا حیض مانا جائے گا جب کہ حیض کی تمام شرائط پائی جائیں ورنہ وہ استحاضہ ہوگا۔

بچّے کے ساقط ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی تخلیق کا بعض حصّہ ظاہر ہو جیسے بال یا ہاتھ یا پیر یا انگلی اور اس کی خلقت کے مکمل واضح ہونے کی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ بعض حصّہ کا ظاہر ہونا کافی ہوگا۔

جنین کے بعض اعضاء کا ظاہر ہونا کب معتبر ہوگا؟

بے شک مذکورہ احادیثِ طیّبہ کا ظاہری مفہوم صحیح مسلم کی فصل **آدمی کی خلقت کی کیفیت اپنے ماں کے شکم میں**، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کی پیدائش حمل کے پہلے دِن سے تقریبًا چالیس دن بعد ظہور میں آنا شروع ہوتی ہے۔

---

[1] ۔صاحبِ قاموس محیط نے کہا۔
[2] ۔صاحب مراقی الفلاح نے کہا۔
[3] ۔ناقص الخلقت (ناتمام) بچہ جو ساقط ہو جائے۔
[4] ۔ شیخ ابنِ عابدین نے اس کی تعریف یوں کی۔

ان احادیثِ طیبہ میں سے جس کو صحیح مسلم میں سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری ۔ رضی اللہ عنہ ۔ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اللہ کے پیارے رسول ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ کو فرماتے ہوئے سنا: ((إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللهُ إِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ أَ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقْضِيْ رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ أَجَلَهُ؟ فَيَقُوْلُ رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ رِزْقُهُ؟ فَيَقْضِيْ رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيْفَةِ فِيْ يَدِهِ، فَلَا يَزِيْدُ عَلَى مَا أُمِرَ وَلَا يَنْقُصُ))، **یعنی** جب نطفے پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالی اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس کی صورت بناتا ہے اور اس کے کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈی بناتا ہے، پھر عرض کرتا ہے: اے پروردِ گار! یہ مرد ہو یا عورت، پھر جو پروردِ گار چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے: اے پروردِ گار! اس کی عمر کیا ہے؟ پھر جو پروردِ گار چاہتا ہے وہ حکم کر دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے اے پروردِ گار! اس کی روزی کیا ہے؟ پھر جو پروردِ گار چاہتا ہے وہ حکم کر دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اپنے ہاتھ میں یہ کتاب لے کر نکلتا ہے اور اس سے کچھ نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ نے جنین کے متعلق اعضاء کی تخلیق کے ابتدائی مرحلے کو بیان فرمایا ہے، اور اَطباءِ متخصصین اس کی مکمل تائید کرتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں: کہ چھٹویں/٦ ہفتے بیالیس/۴۲ دن کے اخیر میں نطفہ ہو جاتا ہے جو اعضاء کے بننے میں فعالیت کو پہنچ جاتا ہے، اور یہ چوتھے ہفتے سے آٹھویں ہفتے تک انتہائی سرگرم مرحلہ شمار کیا جاتا ہے، چنانچہ اسی مرحلہ میں اس کی اہمیت کے پیشِ نظر فرشتہ اس کی نشونما کے لیے حاضر ہوتا ہے، ورنہ فرشتہ تو انسانی نطفے کی خدمت اور اس کی حفاظت و صیانت کے لیے اس کے تمام مراحل میں بطورِ ملازم رہتا ہے: نطفہ، بستہ خون کا ٹکڑا، گوشت کا ٹکڑا، اور فرشتے کا اس وقت داخل ہونا اس کے جسم کے اعضاء کو تقسیم کرنے کے لیے، اس کی تصویر کشی اور اس کے کان اور اس کی آنکھیں بنانے کے لیے اس کی جلد اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیوں کو بنانے کے لیے۔۔۔ پھر اس کے بعد مرحلہ وار جنین کے جنس کی تحدید مرد یا عورت ہونے کی حیثیت سے وہ اللہ تعالی کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق مامور ہوتا ہے، تو وہ غدود کو خصیے یا انڈے میں بدل دیتا ہے، اور اس پر دلیل جو مشاہدہ کی جاتی ہے بچے کے گرنے میں جس کو عورت پھینک دیتی ہے ولادت سے پہلے اس حیثیت سے کہ تولیدی غدود میں تمیز کرنا ممکن نہیں ہوتا ساتویں ہفتے کے ختم ہونے اور آٹھویں ہفتے کے شروع ہونے سے پہلے۔[1]

جڑواں[2] : اس بچے کا نام جب اس کے ساتھ دوسرا بچّہ اسی ایک شکم میں ہو۔ پس اگر دو یا اس سے زیادہ پیدا ہو تو نفاس اوّل سے ہو گا اس شرط کے ساتھ کہ اوّل اور ثانی کے درمیان چھ مہینے کا فاصلہ نہ ہو پس اگر چھ مہینے کا فاصلہ ہو تو دوسرا نیا حمل ہو گا۔

---

[1] ۔ ملاحظہ کیا جائے: خلق الانسان بین الطب والقرآن۔

[2] ۔ جڑواں بچہ یا بچے (دوبارہ) سے زائد یک وقت پیدا ہونے والے ایک بطنِ انسان و جانور سے توأم کہلائیں گے ہر ایک دوسرے کا توام ہو گا نر ہوں یا مادہ یا ایک نر اور دوسرا مادہ کو توام کہا جائے گا (معانی انٹرنٹ)۔

اور جب دوسرے بچّے کی پیدائش نفاس میں اس کی عادت کے ختم ہونے سے پہلے ہو تو بے شک دوسرے کے بعد دکھنے والا خون وہ نفاس کا خون ہوگا یہاں تک کہ اس کی عادت ختم ہو جائے۔ اور اگر وہ دوسرے کو جنم دے اپنے پہلے نفاس کے ختم ہونے کے بعد تو جو خون اس کے بعد ہو وہ حیض ہوگا اگر اس میں حیض کی شرائط پائی جائیں، اور اس کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان طہرِ کامل کا فاصلہ ہو اور وہ پندرہ دن اور اس سے زیادہ ہے ورنہ وہ استحاضہ ہے۔ اور اگر وہ عورت نفاس میں معتادہ نہ ہو بلکہ مبتدأہ ہو، پس دوسرا خون اگر چالیس دن کے دوران اس کے مکمل ہونے تک ہو تو نفاس پہلے خون سے ہوگا، ورنہ وہ حیض ہے اگر اس میں بھی حیض کی شرائط پائی جائیں۔ اور اگر شرائط نہ پائی جائیں تو وہ استحاضہ ہوگا۔

مقدارِ نفاس کا بیان

نفاس کی اقل ترین مقدار کی کوئی حد نہیں، اس لیے کہ بعض عورتیں کبھی زچگی کے مراحل سے گزرتی ہیں جب کہ بچّے کی پیدائش کے بعد کچھ نہیں نکلتا، پس اگر بچّہ خشک بغیر خون کے نکلے تو کیا وہ نفساء ہوگی؟ معتمد قول مثبت میں ہے جیساکہ در مختار میں ہے، اور اسی بنا پر اس پر غُسل کرنا واجب ہے اور یہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کے قول کی بنیاد پر ہے کہ نفسِ ولادت ہی نفاس کا سبب ہے جیساکہ قریب ہی ہم نے بیان کیا۔

اور اس کی اکثر مدت چالیس دِن ہے: جس کو ابوداود و ترمذی اور ان کے علاوہ نے سیدہ اُمِ سلمہ۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا۔ سے روایت کیا آپ نے کہا: اللہ کے پیارے رسول۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کے دور میں نفساء چالیس دِن بیٹھتی تھی۔ اور بخاری نے اس حدیث کو سراہا ہے، اور امام نووی نے کہا: حدیث حسن ہے، اور حاکم نے اس کو صحیح کہا، اور دارقطنی و ابنِ ماجہ نے سیدنا انس۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ سے روایت کیا: کہ آپ۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نے نفساء کے لیے چالیس دن کا وقت مقرر فرمایا مگر یہ کہ وہ اس سے پہلے پاکی دیکھے، اور یہ حدیثِ پاک کئی طرق سے مروی ہے جو طعن سے خالی نہیں ہے لیکن اس کے کثرتِ طرق کی وجہ سے حسن کی طرف مرتفع ہوتی ہے۔

اور بے شک نفاس میں عورت کی عادت ایک مرتبہ سے ثابت ہوجاتی ہے جیساکہ حیض کی طرح منتقل بھی ہوتی ہے، اور بے شک مبتدِاَہ جب نفاس میں چالیس دن سے پہلے اس کا خون منقطع ہوجائے تو وہی کرے جو مبتدِاَہ حیض میں کرتی ہے جب اس کا خون دس دن سے پہلے منقطع ہوجائے پس وہ احتیاطاً غُسل کر کے نماز پڑھے اور روزہ رکھے، چنانچہ جب اس کا خون لوٹ آئے چالیس دن سے پہلے تو وہ کل نفاس ہوگا اور وہ ایام جن میں اس نے روزے رکھے ان کی قضا کرے خون منقطع ہونے کے بعد کیوں کہ اس کا خون لوٹنے کے بعد اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا اس لیے کہ ظاہر ہوگیا کہ وہ نفاس سے ہے۔

نفاس میں طہرِ متخلل:

بے شک نفاس حیض کی طرح ہے اس میں خون کا مسلسل جاری رہنا شرط نہیں، بلکہ کبھی منقطع بھی ہوتا ہے، اور یہ منقطع ہونا حکماً دمِ متوالی کی طرح ہوگا اگر وہ نفاس کی اکثر مدت کو گھیرے ہوے ہو، چنانچہ شیخ ابنِ عابدین نے کہا: نفاس میں چالیس دنوں کے درمیان طہرِ متخلل جدا نہیں ہوتا امامِ اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک چاہے وہ جدائی پندرہ دن ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ، اور وہ دونوں خونوں کو اپنے دونوں جانب سے احاطہ کیے ہوے ہوگا دمِ متوالی کی طرح اور اسی پر فتویٰ ہے، اور۔ دونوں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد۔ رحمھما اللہ تعالی۔ کے نزدیک پندرہ دن فاصل ہوں گے، پس اگر وہ ولادت کے بعد ایک دن خون اور اڑتیس /۳۸ دن طہر دیکھے اور ایک دن خون تو امام کے نزدیک چالیس دن نفاس اور صاحبین کے نزدیک دمِ اول۔

اور اگر وہ عورت جو حمل کے ذریعہ ولادت کے بعد بلوغیت کو پہنچی ہو تو وہ پانچ دن خون دیکھے اور پندرہ دِن طہر پھر پانچ دن خون پھر پندرہ دن طہر پھر خون جاری رہے تو امامِ اعظم ابو حنیفہ۔ رحمہ اللہ تعالی۔ کے نزدیک اس کا نفاس پچیس /۲۵ دن اور صاحبین کے نزدیک اس کا نفاس پہلے پانچ دن اور اس کا حیض دوسرے پانچ دن ہوگا۔

حیض و نفاس کے درمیان طہرِ متخلل:

آخری نفاس اور اولِ حیض کے درمیان طہرِ صحیح کا واقع ہونا واجب ہے یعنی پندرہ دن اور اس سے زیادہ، پس اگر طہرِ صحیح نہ پایا جائے تو دمِ ثانی متوالی نہیں ہوگا حکماً۔ پس اگر وہ چالیس دن سے متجاوز ہو تو اس کی عادت کی طرف لوٹایا جائے گا جیسا کہ حیض میں ہوتا ہے اگر وہ معتادہ ہو، اور اگر مبتدأہ ہو تو اس کا نفاس چالیس دن ہوگا اور جو اس سے زیادہ ہو تو وہ استحاضہ ہے۔

اس کی تفصیل : اگر اس کی عادت نفاس میں تیس دن تھی پھر اس نے دوسری ولادت کے اخیر میں اکتیس /۳۱دن خون دیکھا پھر چودہ دن طہر پھر اس نے حیض دیکھا تو بے شک اس کو اس کی عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور وہ تیس دن ہے زائد ایک دن کا احتساب کیا جائے گا-یعنی اکتیسواں دن-ان پندرہ دنوں میں شمار ہوگا جو طہر کے ہیں جیسا کہ ردمحتار میں ہے۔

تنبیہ: بے شک حیض کے مذکورہ احکام جن کا ذکر کیا گیا نفاس کے احکام میں بھی جاری ہوں گے، اور بے شک وہ تمام احکام جو انقطاعِ حیض اور استمرارِ حیض کے حالات معتادہ اور مبتدأہ کے لیے ہیں حالاتِ نفاس پر منطبق ہوں گے لہذا اس کا دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے :

س ۱: نفاس کا لغوی اور شرعی معنی بیان کیجیے ؟

س ۲ : وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ سے مردہ گرے، لیکن اس کی پیدائش سے کچھ حصہ واضح نہ ہو، تو کیا اس کے بعد نکلنے والے خون سے عورت نفساء کہلائے گی یا نہیں؟

س ۳: بچے کے ساقط ہونے میں اس کی تخلیق سے کتنے حصوں کا ظاہر ہونا شرط ہے؟

س ۴: جنین کے بعض اعضاء کا ظاہر ہونا کب معتبر ہوگا؟

س ۵: جڑواں کس بچے کو کہا جاتا ہے؟

س ٦ : اگر دو یا دو سے زیادہ بچے پیدا ہوں تو کس بچے کی ولادت سے اس کا نفاس کس شرط کے ساتھ شروع ہوگا؟

س ۷: نفاس کی مقدار بیان کیجیے ؟

س ۸: کیا نفاس کی مدت میں مسلسل خون کا جاری رہنا شرط ہے ؟

س ۹: آخری نفاس اور اولِ حیض کے درمیان طہر کی مدت کتنی ہے بیان کیجیے ؟

س 10: اگر نفاس چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو معتادہ اور مبتدأہ کے لیے کتنے دن نفاس کے شمار ہوں گے ؟

☆☆☆

استحاضہ کا بیان

- ☜ استحاضہ کی تعریف
- ☜ استحاضہ کے خون کا حکم
- ☜ مشق
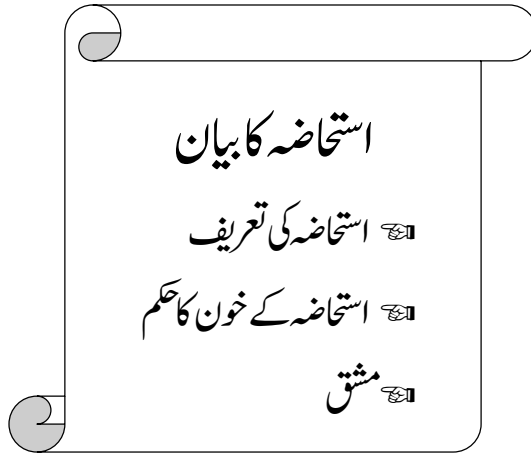
استحاضہ کا بیان

استحاضہ[1]کی لغوی تعریف : استحاضہ مصدر ہے عورت کو خون نکلا تو وہ مستحاضہ ہوگئی۔

اس کی اصطلاحی تعریف [2] : مستحاضہ جس سے ایسا خون بہے جو حیض کا نہ ہو بلکہ جدا کرنے والی رگ سے ہو۔

چنانچہ استحاضہ کا خون شرم گاہ سے نکلتا ہے جیسے حیض اور نفاس کا خون مگر یہ کہ فقہاء کرام کہتے ہیں کہ استحاضہ کے خون کے نکلنے کی جگہ وہ رحم[3] نہیں بلکہ رحم کے باہر کی رگ ہے اور اس کو عازل کہا جاتا ہے۔

اور عصرِ حاضر کی طبابت کہتی ہے: بے شک استحاضہ کے خون کے نکلنے کی جگہ بھی رحم ہے حیض اور نفاس کی طرح، چنانچہ اس صورت میں وہ فقہاء کے خلاف ہے، لیکن وہ اس قول میں فقہاء کے ساتھ ہیں کہ استحاضہ کا خون حیض کا خون نہیں ہے اور نہ ہی نفاس کا، اس لیے کہ جب وہ تین دن سے کم ہو تو وہ حیضِ قاصر ہے اور جب حیض اور نفاس کی مدت سے زیادہ ہو تو وہ خون عورت کی حالتِ بیماری کے نتیجے سے ہے جس کا علاج کروانا ممکن ہے۔

چنانچہ استحاضہ کے فقہی احکام مقرر ہیں جو متغیّر نہیں ہوتے اگر ہم اطباء کے مطابق بات کریں اس لیے کہ اطباء فقہاء کے ساتھ ہیں اس بات میں کہ استحاضہ کا خون حیض نہیں ہے اور نہ ہی نفاس ہے، اور اس موضوع پر احادیث طیبہ کا کوئی واضح موقف نظر نہیں آتا ہے کہ استحاضہ کے خون کے نکلنے کی جگہ کیا ہے اور بے شک اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔نے استحاضہ کے خون کے وصف کو بیان فرمایا ہے اپنے قول:((بے شک وہ رگ کا خون ہے)) چنانچہ صاحبِ مسلم شریف نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔سے روایت کیا ہے کہ: سیدہ فاطمہ بنت حبیش ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔نبی کریم۔ﷺ۔کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔میں مستحاضہ ہوگئی ہوں اور میں پاک ہی نہیں رہ پاتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو آپ۔ﷺ۔نے فرمایا:((لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَ لَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَدْبَرَتِ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ))یعنی((نہیں، بے شک یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض کا نہیں، پس جب حیض کے دن آئیں تو نماز ترک کردو۔ پھر جب حیض کے دن گزر جائیں تو خون دھوڈالو اور نماز پڑھو))۔اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر خون رگ سے نکلتا ہے اور حدیثِ پاک میں اس رگ کی جگہ کی وضاحت نہیں کہ کیا وہ جگہ داخلِ رحم میں ہے یا خارجِ رحم؟ چنانچہ سائنس کے لیے چھوڑ دیا گیا، جب کہ دورِ حاضر کی سائنس یہ کہتی ہے کہ استحاضہ کے خون کی جگہ وہ داخلِ رحم ہے اور سائنسی ثبوت کی طرف لوٹنا بہتر ہے جب تک حدیثِ شریف اس کی وضاحت وصراحت نہ کرے [4]۔

---

[1] ۔علامہ ابنِ عابدین نے اس کی تعریف کی ہے۔

[2] ۔ صاحب قاموس محیط نے کہا۔

[3] ۔بچہ دانی۔

[4] ۔الأربعون العلمية۔

استحاضہ کے خون کا حکم

استحاضہ ہر اس خون کو شامل ہے جو عورت کی فرج سے نکلے جب کہ وہ حیض کا خون نہ ہو اور نہ ہی نفاس کا، تو اس خون کا کیا حکم ہے؟

علامہ برکوی نے کہا: استحاضہ حدثِ اصغر ہے جیسے نکسیر پھوٹنا۔

تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی اور نہ روزہ حرام ہوگا اور نہ ہی جماع۔

اور حدث اگر وہ ایک وقت کی فرض نماز کے وقت کو گھیر لے اگر چہ حکماً ہو اس طور پر کہ اس وقت میں اتنا زمانہ نہ پائے کہ وہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو وہ عذر ہوگا اور وہ عذر والا شخص معذور ہوگا اس لیے کہ وہ صاحبِ عذر ہے۔

اور اسی بنیاد پر بے شک مستحاضہ عورت غُسل کرے جب اس کے حیض اور نفاس کے ختم ہونے کا حکم لگایا جائے پھر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے معذور کی طرح اگر اس میں عذر میں داخل ہونے کی شرط پائی جائے، اور وہ ایک وقتیہ فرض نماز کے وقت میں خون کا جاری رہنا ہے جیسا کہ اس کا بیان گزر چُکا، اور اگر یہ شرط نہ پائی جائے تو وہ صاحبِ عذر نہیں کہلائے گی، اور اس پر خون کے بند ہونے کے وقت میں وضو کر کے نماز پڑھنا واجب ہوگا۔

اور جب وہ خون کے بہاؤ کو داخلی فرج میں کپڑا وغیرہ کے ذریعہ روک سکتی ہو تو کیا اس پر ایسا کرنا لازم ہوگا؟

ہاں اس پر ایسا کرنا لازم ہوگا اور وہ اس وجہ سے عذر سے نکل جائے گی، علامہ برکوی نے کہا: اگر معذور اس بات پر قادر ہو کہ باندھ کر اور اس جیسی چیز کے ذریعہ بہاؤ کو روک سکے تو اس پر ایسا کرنا لازم ہوگا اور وہ عذر سے نکل جائے گا، برخلاف حیض کے۔ اور اسی طرح نفاس، تو جب حیض یا نفاس کا خون ظاہر ہو جائے پھر وہ ان دونوں کو روئی یا کپڑا وغیرہ کے ذریعہ روکے تو بے شک ان کا حکم ظہورِ سابق کی وجہ سے ثابت ہوگا جیسا کہ اگر منی کا کچھ حصہ نکلے اور باقی کو نکلنے سے روک دے تو غُسلِ جنابت کا حکم زائل نہیں ہوگا برخلاف استحاضہ کے کیوں کہ جب استحاضہ کے خون کو روکنا ممکن ہوگا تو اس کا حکم زائل اور ختم ہو جائے گا جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین نے اپنی شرح رسالہ برکوی میں کہا۔

اور محتشیہ عورت پر واجب ہے کہ وہ درجِ ذیل چیزوں کا خیال رکھے:

اور جب وہ کرسف۔ مثلاً روئی۔ فرجِ داخل میں رکھے اور اس سے اندرونی جانب کا ایک حصہ گیلا ہو جائے اور وہ گیلا پن فرجِ داخل کے کنارہ کے مقابل نہ پہنچے تو اس سے کچھ حیض ثابت نہیں ہوگا، اور وضو ٹوٹ جائے گا قولِ معتمد میں جو مفتٰی بہ ہے، جیسا کہ اگر روزہ دار محتشیہ ہو روئی جیسی کسی چیز سے اور حیض کی تیز روانگی کا احساس کرے لیکن وہ روئی کے پچھلے حصہ ہی میں باقی رہے غروبِ آفتاب تک تو بے شک وہ (غروبِ آفتاب) سے پہلے پاک ہی رہے گی اور اس پر اس دن کا روزہ قضاء کرنا ضروری نہیں ہوگا۔

اور جب وہ اس کرسف کو نکالے جس کا داخلی حصہ گیلا ہو گیا ہو تو کرسف کے نکالنے کے وقت سے خروجِ دم کا حکم ثابت ہوگا ، تو نتیجہ فرجِ داخل کے کنارہ تک خون کے پہنچنے سے ہوگا چاہے وہ خون کرسف کے گیلے ہونے کے ذریعہ ہو یا اپنے سے بہہ نکلے۔

☆☆☆

مشق

مندرجہ سوالوں کے جواب لکھیے :

س 1 : استحاضہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیجیے ؟

س2: مستحاضہ کس عورت کو کہتے ہیں لکھیے ؟

س3: کیا استحاضہ کی وجہ سے نماز اور روزہ ساقط ہو جائیں گے ؟

س4: مستحاضہ عورت کو عذر میں داخل ہونے کے لیے کس بات کی شرط لگائی گئی ؟

س5: مستحاضہ جب حیض یا نفاس سے نکل جائے تو اسے کس چیز کا حکم دیا گیا؟

❁❁❁

طہارتِ حکمی کا بیان

- تیمم کی تعریف
- تیمم کی مشروعیت
- تیمم کا طریقہ
- تیمم صحیح ہونے کی شرطیں
- تیمم کی سنتیں
- تیمم کے نواقض
- مشقی سرگرمیاں

طہارتِ حکمی

اسلام نے طہارتِ حکمی کو قانوناً جائز قرار دیا، اس کے صفائی پر بہت زیادہ حریص ہونے کی وجہ سے، اور اس کے احکام کو آسان بنانے اور اس کے قوانین میں نرمی پیدا کرنے کے پیشِ نظر مشروع ہوا ، اور اس باب میں اسلام کا طہارت پر شدتِ اہتمام کا معاملہ اچھی طرح نمایاں ہوتا ہے، انسان کے تمام مراحل میں۔

چنانچہ اُن حالات میں جن میں انسان طہارتِ حقیقی حاصل کرنے سے عاجز رہتا ہے، تو مناسب ہوگا کہ وہ طہارتِ حکمی حاصل کرنے کی طرف رجوع ہو؛ تاکہ طہارت کا معنی باقی رہے اور انسان کے دِل اور انسان کے احساسات اور عادات واطوار میں مکمل پاکی حاصل کرنے پر توجہ مرکوز رہے۔

اور کبھی یہ حالات دراز ہوسکتے ہیں جن میں انسان طہارتِ حقیقی حاصل کرنے سے عاجز رہے، چنانچہ حالات یہاں تک نہ پہنچ جائیں کہ وہ طہارت کا معنی ہی بھول جائے، اور اس کے ترک پر دل مالوف ہوجائے، اور اس کے چھوڑے رہنے پر عادی ہوجائے، اسلام نے اس کے لیے طہارت حکمی کو مشروع کیا، تاکہ طہارتِ حقیقی کا رمز واِشارہ اس وقت بھی باقی رہے جس وقت اس سے عاجز ہو یا طہارت حقیقی کا حصول اس پر شاق گزرے، جس سے اسلام کے آسان ہونے اور اس کے احکام کے نرم ہونے کی بات مؤکد اور متیقن ہوجاتی ہے، اور اس بات میں کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالی کا اس آیتِ کریمہ پر مہر لگا دینا ہے جس میں اس نے طہارتِ حقیقی اور حکمی کو قانوناً جائز قرار دیا ہے اللہ تعالی کے قول کے سبب ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[1] ، یعنی اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے کہ کہیں تم احسان مانو۔

اور طہارت کی یہ قسم تیمم، ہڈی کو جوڑنے والی پلاسٹر والی پٹی اور سادہ پٹی پر مسح کرنے ، اور موزوں پر مسح کرنے کو شامل ہوگی۔

[1] - سورة المائدة : الآية 6.

تیمم کا بیان

تیمم کی تعریف:

☜ **تیمم کا لغوی معنی ہے:** ارادہ کرنا، اس معنی میں شاعر کا قول:

وَمَا أَدْرِيْ إِذَا (يَمَّمْتُ) أَرْضًا　　أُرِيْدُ الْخَيْرَ أَيُّهُمَا يَلِيْنِيْ

تو اس کا قول: يَمَّمْتُ، معنی قَصَدْتُ یعنی میں نے قصد وارادہ کیا۔

☜ **تیمم کا شرعی معنی ہے:** تیمم کی نیت سے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک پاک مٹی سے مسح کرنا۔

تیمم کا جواز : تیمم کی مشروعیت اللہ تعالی کے قول میں قرآنِ کریم سے ثابت ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِنْهُ﴾[1]، **یعنی** اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

حدیث شریف : ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔نے اس آیتِ کریمہ کا سببِ نزول بیان کیا تو فرمایا: خَرَجْنَا مَعَ رَسولِ اللّٰهِ - ﷺ - فِيْ بَعْضِ أسْفَارِهِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بالبَيْدَاءِ- أَوْ بِذَاتِ الجَيْشِ - اِنْقطَعَ عِقْدٌ لِيْ، فَأَقَامَ رَسولُ اللّٰهِ - ﷺ - عَلٰى اِلتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوْا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ - ﷺ - وَبِالنَّاسِ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ - ﷺ - وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُوْ بَكْرٍ، وَقَالَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِي، وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسولِ اللّٰهِ - ﷺ - عَلٰى فَخِذِي، فَقَامَ - ﷺ - حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا. فَقَالَ أُسَيْدُ بنُ حُضَيْرٍ: مَا هِيَ بأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ. قَالَتْ: فَبَعَثْنَا البَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا العِقْدُ تَحْتَهُ[2]، **یعنی** ہم اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔کے ساتھ بعض سفر (غزوۂ بنی مصطلق) میں تھے۔جب ہم مقامِ بیداء یا ذات جیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔اللہ کے پیارے رسول۔ﷺ۔اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ۔ﷺ۔کے ساتھ ٹھہر گئے۔

---

[1] ۔سورة المائدة : الآية 6.

[2] ۔رواه البخاري .(334).

لیکن وہاں پانی کہیں قریب میں نہ تھا ۔ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق۔ رضی اللہ عنہ۔ کے پاس آئے اور کہا: ام المؤمنین سیدہ عائشہ ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔ نے کیا کام کیا ؟کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب میں نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے ساتھ ہے ۔ پھر امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق۔ رضی اللہ عنہ۔ تشریف لائے، اللہ کے پیارے رسول ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنا سرِ مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے ۔فرمانے لگے کہ تم نے اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تمام لوگوں کو روک لیا ۔ حالاں کہ قریب میں کہیں پانی بھی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ ۔رضی اللہ تعالی عنہا۔ کہتی ہیں کہ والدِ ماجد۔ رضی اللہ عنہ۔ مجھ پر بہت خفا ہوے اور اللہ نے جو چاہا انھوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے ۔اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کا سرِ مبارک میری ران پر تھا ۔اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی ۔اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیتِ کریمہ اُتاری اور لوگوں نے تیمم کیا ۔ اس پر اسید بن حضیر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے کہا : اے آلِ ابی بکر !یہ تمھاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے ۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالی عنہا۔ نے فرمایا : پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

☜ **حدیث شریف:** سیدنا ابوذر۔ رضی اللہ عنہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ نے فرمایا: إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلْيُمِسَّهُ بَشَرَتَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ.[1] **یعنی** "پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ وہ دس سال تک پانی نہ پائے، پھر جب وہ پانی پالے تو اسے اپنی کھال (یعنی جسم) پر بہائے، یہی اس کے لیے بہتر ہے "۔

☜ **حدیث شریف :** سیدنا جابر بن عبداللہ - رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ نبی کریم۔ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ نے فرمایا:((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً))[2]، **یعنی**((مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں ۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی، پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہیے، اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور تمام انبیاء۔علیہم السلام۔ اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں))۔

---

[1] -رواه ابو داود والترمذي وصححه .

[2] -رواه البخاري (335).

تیمم کا طریقہ :

تیمم کرنے والا اپنے ہاتھ کو پاک مٹی پر مارے، یا اس پر جو زمین کی جنس سے ہو جب کہ وہ طاہر ہو، پھر ان دونوں کو جھاڑے جب ان دونوں کو زیادہ مٹی لگی ہو، اس طور پر کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسری جانب کے اس حصے سے مارے جو انگوٹھے کی جڑ سے مِلا ہوا ہے، پھر ان دونوں سے اپنے پورے چہرہ کا مسح کرے، پھر دوسری ضرب لگائے اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے سیدھے ہاتھ کا مسح کرے، اپنی چاروں انگلیوں کی اندرونی حصّے سے سیدھے ہاتھ کے ظاہری حصّہ کا مسح کرے، انگلیوں کے سِروں سے کہنی تک، اور اپنے بائیں ہاتھ کی اندرونی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کا مسح کرے کہنی سے لے کر کلائی تک، یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصّے سے اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ظاہری حصّے پر، پھر اسی طرح بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔

چنانچہ سیدنا جابر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ نبی پاک۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ [1]، **یعنی** "تیمم چہرے کے لیے ایک ضرب اور دونوں بازوؤں سے دونوں کہنیوں تک ایک ضرب ہے".

اور دونوں ہاتھوں سے مارنا تیمم صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے، پس اگر ہوا کی گرد و غبار اس کے چہرے اور ہاتھوں پر پڑجائے، تو تیمم کی نیت سے مسح کرنا اس کے لیے کافی ہوگا۔

اور حدث کو دور کرنے میں تیمم وضو اور غُسل کے قائم مقام ہوگا، اور اس پر دلیل۔ نبی اکرم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کا فرمانِ عالی شان سیدنا جابر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی حدیث میں ہے: ((وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا))، **یعنی** "میرے لیے زمین مسجد اور طہور بنائی گئی"۔ اور طہور وہ اپنے غیر کو پاک کرنے والا ہے، پس دلالت کرتا ہے کہ مٹی پانی کی طرح حدث کو دور کرتی ہے، ان دونوں کے اس وصف میں مشترک ہونے کی وجہ سے۔

سیدنا عمران ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے، کہ ایک سفر میں آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی ۔ جب آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نماز پڑھانے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص پر آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی نظر پڑی جو الگ کنارے پر کھڑا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی ۔ آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اس سے فرمایا: مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ ؟)) **یعنی** اے فلاں ! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کس چیز نے روکا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے غُسل کی حاجت ہوگئی اور پانی موجود نہیں ہے ۔ آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ [2]، **یعنی** پاک مٹی سے کام نکال لو ۔ یہی تم کو کافی ہے ۔

اور سیدنا ابوذر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مرفوعاً مروی ہے: اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَ لَوْ اِلٰى عَشَرَ سِنِيْنَ مَا

---

[1] ۔رواه الحاكم و الدارقطني والبيهقي ۔
[2] ۔ رواه البخاري (344)۔

لَمْ یَجِدِ الْمَاءَ [1]، **یعنی** پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگر چہ وہ دس سال تک ہو جب تک وہ پانی نہ پائے.
اور یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ پانی کے نہ ہونے کے وقت تیمم کے اندر طہارتِ کاملہ موجود ہے۔

تیمم صحیح ہونے کی شرطیں :

نمبر شمار	تیمم صحیح ہونے کی شرطیں بالاختصار
1	نیت کرنا۔
2	تیمم کے عذرِ صحیح کا پایا جانا۔ **الف:** پانی کا موجود نہ ہونا ۔ **ب:** پانی کے استعمال سے عاجز ہونا ۔
3	پاک مٹّی سے تیمم کرنا۔
4	چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت مسح کا گھیرنا۔

☜ **پہلی شرط: نیت کرنا،** اور اپنے ہاتھوں کو مارتے وقت یا اپنے اعضاء کا مسح کرتے وقت نیت کرنا شرط ہے، ایسی مٹی سے جو اس کے ہاتھوں کو لگے.

اور تیمم صحیح ہونے کے لیے نیت کرنا شرط ہے جب کہ وضو اور غُسل کے لیے نیت کی شرط نہیں لگائی گئی، باوجود اس کے کہ وہ ان دونوں کا خلیفہ ہے؛ اس لیے کہ مٹی پانی کی طرح نہیں ہے، کیوں کہ پانی کو پاکی حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا گیا، چوں کہ بغیر نیت کے اس سے پاکی حاصل ہو جائے گی، جب کہ مٹی پاک کرنے کے لیے نہیں پیدا کی گئی، تو اس سے پاکی حاصل نہیں ہوگی مگر ارادہ کرنے سے، اور وہ نیت ہے [2] ۔

اور مناسب ہے کہ اس کی نیت میں یہ بات پائی جائے جو نماز کے جواز کے حق میں ہو، پس عبادتِ مقصودہ کا قصد کرے جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی، چنانچہ اگر تیمم کرے مسجد میں داخل ہونے کے لیے یا مصحف شریف کو چھونے کے لیے، تو اس تیمم سے نماز صحیح نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ مسجد میں داخل ہونا اور مصحف شریف کو چھونا دونوں بالذات عبادتِ مقصودہ نہیں ہیں، اور اسی طرح اگر تیمم کرے قبروں کی زیارت کے لیے تو اس سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ زیارتِ قبور بغیر طہارت کے صحیح ہو جاتی ہے۔

اور اسی طرح اگر وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کے لیے تیمم کرے جب کہ وہ جنبی نہ ہو؛ اس لیے کہ غیرِ جنبی شخص کو رفعِ حدث کیے بغیر قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

---

[1] -رواه ابو داود والترمذي و ابن حبان .
[2] -شرح المنية ٦۴۔

اور جنبی شخص کا نماز کے لیے تیمم کرنا صحیح ہوگا جب رفعِ حدث یا نماز کو مباح کرنے کی نیت کرے۔

دوسری شرط : تیمم کے عذرِ مبیح کا پایا جانا:

تیمم اسی وقت صحیح ہوگا جب کوئی ایسا عذر پایا جائے جو تیمم کو مباح کرتا ہو، اور تیمم کا عذرِ مبیح یا تو پانی کا نہ پایا جانا ہے، یا پانی کے استعمال سے عاجز ہونا ہے۔

الف: پانی کا موجود نہ ہونا: پانی نہ پائے جانے کی صورت میں تیمم کرنا صحیح ہے، قولہ تعالی: ﴿ **فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً** ﴾ **یعنی** اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

اور اللہ کے پیارے نبی۔ ﷺ۔ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورُ الْمُسْلِمِ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ، **یعنی** پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگر چہ وہ دس سال پانی نہ پائے.

اور پانی مفقود ہونے کی صورت اس وقت شمار ہوگی جب کہ پانی اس سے ایک میل یا اس سے زیادہ کی مسافت پر ہو، چاہے وہ گھنی آبادی میں ہو یا جنگلات میں، تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے اس حرج کو دور کرنے کے لیے جس کی طرف آیتِ تیمم میں اشارہ کیا گیا، ﴿ **مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ** ﴾ **یعنی** اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے۔

اور ایک میل سے کم کی مسافت میں پانی تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور رہا ایک میل میں تو کبھی حرج میں پڑ سکتا ہے، اور سیدنا نافع۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے وارد ہے وہ روایت کرتے ہیں سیدنا ابنِ عمر۔ رضی الله تعالى عنهما۔ سے کہ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ. ﷺ. تَيَمَّمَ بِمَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ مِرْبَدُ النَّعَمِ، وَهُوَ يَرَى بُيُوتَ الْمَدِينَةِ [1]، **یعنی** میں نے نبی کریم۔ ﷺ۔ کو ایسی جگہ میں تیمم کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کو مربدِ نعم کہا جاتا ہے، اور وہ مدینۂ نبویہ منورہ کے گھروں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اور سیدنا نافع۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ سے مروی ہے: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَقْبَلَ مِنَ الْجُرُفِ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيْدًا طَيِّبًا، فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى، ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ [2]، **یعنی** کہ سیدنا عبداللہ بن عمر۔ رضی الله تعالى عنهما۔ مقامِ جرف سے تشریف لائے، یہاں تک کہ جب مقامِ مربد میں اُترے تو آپ۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ نے پاک مٹی سے تیمم فرمایا، چنانچہ اپنے چہرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح فرمایا، پھر نماز پڑھی، پھر مدینۂ منورہ میں داخل ہوئے جب کہ سورج بلند ہوا تو آپ۔ رضی اللہ تعالی عنہ۔ نے نماز نہیں لوٹائی۔

جس کے پاس دور دراز مقامات سے بآسانی وسہولت پانی منگوانے کے لیے حمل ونقل کے ذرائع موجود ہوں، تو احوط قول اس کے حق میں یہی ہے کہ تیمم صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس پر پانی طلب کرنا ضروری ہے، اگر چہ ایک میل سے زیادہ دور ہی کیوں نہ ہو،

---

[1] -رواه الحاكم و مربد النعم موضع على بعد ميل من المدينة۔

[2] -رواه مالك، وذكره البخاري تعليقا ۔

کیوں کہ اس ذریعہ سے پانی طلب کرنے میں اس کو کوئی حرج نہیں ہے، اس کی پانی تک رسائی آسانی سے حاصل ہونے کی وجہ سے۔

☜ جب اس کا گمانِ غالب اس بات پر ہو کہ پانی ایک میل سے کم میں موجود ہے، تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ وہ پانی طلب کرے، اور گمانِ غالب خبر دینے سے ہوگا یا کسی نشانی کے دیکھنے سے جو پانی کے وجود پر دلالت کرے، جیسا کہ اگر وہ گھنی آبادی میں ہو، اس لیے کہ وہاں پانی کا پایا جانا گمانِ غالب ہے، اور رہا جب صحرا اور بیابان میں ہو تو اس پر وہاں پانی تلاش کرنا واجب نہیں ہے؛ عام طور پر وہاں پانی کے مفقود ہونے کی وجہ سے۔

☜ جب اس کے ساتھ اس کے سامان میں پانی موجود ہو پس وہ بھول جائے، اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اس کو یاد آ جائے کہ اس کے پاس پانی موجود ہے اس نماز کے وقت کے ختم ہونے سے پہلے یا اس کے بعد جس کو اس نے پڑھی، تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں؛ اس لیے کہ بغیر قدرت کے تکلیف نہیں، اور بغیر علم کے قدرت نہیں، اور نسیان کے ساتھ علم نہیں، جیسا کہ علی الاکثر سامان میں پانی پینے کے لیے لیا جاتا ہے [1]۔

☜ جب تیمم کر کے نماز پڑھے اور پانی اس سے قریب ہو، اور اس کو اس کا علم نہ ہو اور نہ ہی پانی کے قریب ہونے کا گمان ہو، تو اس کی نماز صحیح ہوئی اور اس پر اس نماز کا اِعادہ نہیں۔

☜ جب اس کے دوست کے ساتھ پانی موجود ہو تو اپنے رفیقِ سفر سے پانی طلب کیے بغیر تیمم کرنا جائز نہیں، جب کہ گمانِ غالب یہ ہو کہ وہ اس سے پانی طلب کرے گا تو وہ دے گا، اور اگر وہ اس کو نہ دے مگر پیسوں کے عوض، اور اس کے ساتھ سفر میں اپنی ضرورت سے زیادہ مال موجود ہو، تو اس پر اس سے پانی خرید کر وضو کرنا ضروری ہوگا، اور اس کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں، اگر وہ اس کو اس جگہ میں اس کی قیمت کے مثل بیچے۔

☜ اور پانی کا مفقود ہونا مان لیا جائے گا اس شخص کے لیے جس کے پڑوس میں کنواں ہو، اور اس کے پاس اس سے پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ موجود نہ ہو۔

☜ اور تیمم کرنا جائز ہوگا اس شخص کے لیے جس کے پاس پانی صرف اس قدر موجود ہو کہ اس کے پینے اور اپنے جانور کو پلانے اور کھانا بنانے کے لیے ضروری ہے؛ اس لیے کہ اس صورت میں پانی بقدرِ ضرورت موجود ہے، اور بقدرِ ضرورت موجود ہونا نہ ہونے کی طرح ہے حصولِ طہارت کی طرف نسبت کرتے ہوئے، اس لیے کہ حرج کو دفع کیا جائے گا [2]۔

☜ اگر کوئی شخص جنبی ہو اور اس کے پاس اتنا پانی ہو جو صرف وضو کے لیے کافی ہو غُسل کے لیے نہیں، تو وہ تیمم کرے اور اس پر پانی سے وضو کرنا ضروری نہیں ہوگا اس حدث کی وجہ سے جو جنابت کے ساتھ ہے، کیوں کہ اس کا وضو کرنا بے کار ہے جب

[1] ۔شرح المنية ٦٨۔
[2] ۔شرح المنية ٧٤۔

کہ اس کے لیے تیمم کرنا ضروری ہے، کیوں کہ وضو جنابت کے حدث کو دور نہیں کرتا، اور بے شک وہ اس پانی سے اس وقت وضو کرے جب وہ جنابت سے تیمم کرنے کے بعد پھر محدث ہو جائے [1]۔

☜ اگر پانی کے قریب دشمن یا وحشی جانور یا سانپ ہو، اور اس کو اپنی جان پر خوف ہو، تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے، اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ خوف جب انسان کے دھمکی دینے کی وجہ سے پیدا ہو، تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے اور اس پر اس کے بعد اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے، اور جب خوف دھمکی کے علاوہ کسی اور سبب سے پیدا ہو جائے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھے، تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں ہے؛ کیوں کہ خوف اس حالت میں اللہ تعالی کی جانب سے ہے بندوں کی جانب سے نہیں۔

☜ مالک جب اپنے مستاجر کو پانی کی طرف جانے کی اجازت نہ دے، تو اس پر اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے جس کو اس نے تیمم کر کے ادا کی ہے؛ اس لیے کہ رکاوٹ بندوں کی جانب سے آئی ہے۔

☜ نظر بند کیا ہوا شخص اور قیدی جب پانی کے ذریعہ طہارت حاصل کرنے سے روک دیئے جائیں، تو وہ تیمم کے ذریعہ نماز پڑھے اور پڑھی ہوئی نماز کو لوٹائے، مگر جب پانی سے دور کسی جگہ میں بند کر دیا جائے جیسے جنگل و بیابان، تو اس پر نماز کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

☜ پانی نہ پانے والے شخص کے لیے مستحب ہے کہ وہ نماز کو اس کے اس آخری وقت تک مؤخر کرے جس میں کراہت نہ ہو، جب کہ وہ اس وقت میں پانی کے پائے جانے کی امید رکھتا ہو، تاکہ وہ نماز کو مکمل طہارتِ حقیقی کے ذریعہ ادا کر سکے، اور اگر وہ ایسا نہ کرے بلکہ اولِ وقت میں نماز ادا کر لے، پھر وقت ختم ہونے سے پہلے پانی پائے تو اس پر نماز کا اِعادہ ضروری نہیں؛ کیوں کہ اس نے اس کو اپنی متوفرہ قدرت کے مطابق ادا کیا جو اس سے ہو سکا نماز کے سبب کے منعقد ہونے کے وقت، اور وہ وقت کا داخل ہونا ہے [2]۔ اور یہ دلیل گزر چکی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ نے مقامِ مربد میں تیمم کیا اور نماز ادا کی، پھر مدینۂ نبویہ منورہ میں داخل ہوے جب کہ سورج بلند ہو چکا تھا تو آپ۔ رضی اللہ عنہ۔ نے نماز نہیں دوہرائی۔

اور سیدنا ابو سعید خدری۔ رضی اللہ عنہ۔ سے مروی ہے کہ دو شخص ایک سفر میں نکلے، تو نماز کا وقت آ گیا اور ان کے پاس پانی نہیں تھا، چنانچہ آپ۔ رضی الله تعالی عنہما۔ نے پاک مٹی سے تیمم کیا اور نماز پڑھی، پھر وقت کے اندر ہی انھیں پانی مل گیا، تو ان میں سے ایک نے نماز اور وضو دونوں کو دوہرایا، اور دوسرے نے نہیں دوہرایا، پھر دونوں اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے پاس آئے تو ان دونوں نے آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے اس شخص سے فرمایا جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ)) [3]، **یعنی** "تم نے سنت کو پا لیا اور تمھاری نماز تمہیں کافی ہو گئی"، اور جس شخص

---

1 ۔رد المحتار ۱/۲۵۵۔
2 ۔شرح المنية ۷۴۔
3 ۔رواه ابو داود .

نے وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھی تھی اس سے فرمایا:((لَكَ الْأَجْرُ مرَّتَينِ)) ،**یعنی** "تمھارے لیے دوگنا ثواب ہے "۔

اور نماز کو مؤخر کرنے کے استحباب پر دلیل، امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب- رضی اللہ تعالیٰ- سے مروی ہے کہ : إِذَا أَجْنَبَ الرَّجُلُ فِي السَّفَرِ، تَلَوَّمَ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ آخِرِ الْوَقْتِ، فَإِن لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ تَيَمَّمَ وَصَلَّى[1]، **یعنی** جب آدمی سفر میں جنبی ہوجائے، آخری وقت تک انتظار کرے، پس اگر پانی نہ پائے تو تیمم کرے اور نماز پڑھے ۔

اور سیدنا عبدالرحمٰن بن حاطب ۔رضی اللہ تعالیٰ۔سے مروی ہے، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اعْتَمَرَ فِيْ رَكْبٍ ۔ ۔ ۔ فَاحْتَلَمَ وَقَدْ كَادَ أَنْ يَّصْبَحَ، فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً، فَرَكِبَ حَتّٰى جَاءَ الْمَاءَ،**یعنی** کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب - رضی اللہ تعالیٰ- نے عمرہ فرمایا ایک سفر میں... تو ان کو احتلام ہوگیا اور صبح ہونے کے قریب تھی، تو انھوں نے سواری کے ساتھ پانی نہ پایا، پس سوار ہوے یہاں تک کہ وہ پانی کے پاس آگئے، اور ایک روایت میں ہے کہ: أَتَرَوْنَا لَوْ رَفَعْنَا نَدْرُكُ الْمَاءَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ؟ قَالُوْا : نَعَمْ. فَرَفَعُوْا دَوَابَّهُمْ فَجَاءُوْا الْمَاءَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، فَاغْتَسَلَ عُمَرُ[2]،**یعنی** آپ- رضی اللہ تعالیٰ- نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر ہم اپنی سواریوں کو اٹھالیں تو ہم پانی پالیں گے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ؟ ان کے ساتھیوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے جانوروں کو اٹھایا تو انھوں نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پانی پالیا، پھر امیر المومنین سیدنا عمر۔رضی اللہ تعالیٰ۔ نے غُسل فرمایا۔

☞ **ب :** پانی کے استعمال سے عاجز ہونا، وہ یا تو بیماری کے سبب ہوگا یا سخت ٹھنڈک کی وجہ سے اور ان جیسے کسی اور سبب سے۔

①: بیماری کے سبب عاجز ہونا اس طور پر کہ پانی کے استعمال سے بیماری بڑھ جانے یا تاخیر سے شفایاب ہونے، یا وضو یا غُسل کرنے کی وجہ سے بیماری جوش میں آنے کا امکان ہو، تو اس حالت میں اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔

اور اس گمانِ غالب کے قائم ہونے میں اتنی بات کافی ہے کہ وہ کسی علامت کی بنا پر ہو یا تجربہ کی بنیاد پر یا ماہر مسلم طبیب کے خبر دینے سے ہو۔

☞ پس اگر اس کا پورا بدن زخمی ہو یا زخم خوردہ ہو اور پانی اس کو ضرر دے گا، تو بے شک وہ تیمم کرے، اور وضو کرنے کی صورت میں اعضائے وضو کی تعداد کو دیکھا جائے گا، یہاں تک کہ اگر اس کا سر اور اس کا چہرہ اور اس کے دونوں ہاتھ زخمی ہوں سوائے اس کے دونوں پیروں کے مثلاً، تو بے شک وہ تیمم کرے، اور اس کے برعکس صورت میں اس کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں، بلکہ صحیح اعضاء کو دھولے اور زخمی اعضاء کا مسح کرے، اور جب مسح کرنا زخم کے اوپر تکلیف دہ ہو تو پلاسٹر کے اوپر مسح کرے۔

اور دھونے میں زخم کی مقدار کو دیکھا جائے گا، پس جب اکثر بدن زخمی ہو تو تیمم کرے، اور اس کے برعکس ہو تو صحیح عضو کو دھولے اور زخم پر مسح کرے جیسا کہ گزرا۔

---

[1] -رواه الدارقطني ۔

[2] ۔أخرجه مالك و عبد الرزاق و الطحاوي۔

اور یہ اس وقت ممکن ہے جب صحیح عضو کے دھونے میں زخم کو تکلیف نہ پہنچے، پس اگر زخم اس کے پیٹ پر ہو مثلاً، اور جب وہ اپنے سر پر پانی بہائے تو زخم پر بہے گا، تو جو زخم کے اوپر ہے اس کے حکم کی طرح ہے۔ اور اگر صحیح اور زخمی دونوں اعضاء برابر ہوں تو احوط صحیح عضو کو دھونا اور زخمی کو مسح کرنا ہے[1]۔ اور وہ شخص تیمم کرے جس کے دونوں ہاتھوں میں زخم ہوں ، اور اپنے چہرے اور دونوں پیروں کا دھونا ممکن نہ ہو، اور نہ ہی وہ کسی ایسے شخص کو پائے جو اس کو وضو کرا سکے۔

اور وہ شخص جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹے ہوں جب وہ محدث ہو جائے اور اس کے چہرے پر زخم ہو تو یقیناً وہ شخص بغیر طہارت کے نماز پڑھے کلی طور پر، اور نہ ہی اس پر نماز کا اعادہ ہے اگر وہ زخم بھر جائے۔

اور رہا جب پانی اور مٹی دونوں طہارت والی چیزیں مفقود ہوں تو نمازیوں جیسی صورت بنا لے پھر قضا کرے۔

②: سخت ٹھنڈک کی وجہ سے عاجز ہونا، تو اس کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر وہ پانی استعمال کرے گا تو ٹھنڈک اس کو مار دے گی یا اس کو بیمار کر دے گی، چاہے حضر میں ہو یا سفر میں، اور وہ کوئی ایسی چیز نہ پائے جو اس کو گرم کرے، یا اتنے پیسوں کا مالک نہ ہو کہ حمام کی اجرت دے سکے، تو اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے، چنانچہ سیدنا عمرو بنِ عاص۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: اِحْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأُهْلَكُ، فَتَيَمَّمْتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِيْ الصُّبْحَ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ مَنَعَنِيْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّيْ سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [2] فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صلى الله عليه وسلم - وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا [3]، **یعنی** غزوۂ ذاتِ سلاسل کی ایک ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہو گیا اور مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں نے غسل کر لیا تو مر جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھائی، تو لوگوں نے نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سے اس کا ذکر کیا تو آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: ((اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟)) چنانچہ میں نے آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کو غسل نہ کرنے کا سبب بتایا اور کہا: میں نے اللہ تعالی کا یہ فرمان سنا کہ: **{ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے }**، یہ سن کر اللہ کے پیارے رسول۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہنسے اور آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے کچھ نہیں کہا۔

☜ اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ عذرِ مبیح کے بغیر تیمم جائز ہو جاتا ہے، اس شخص کے لیے جو ایسی نماز کو پانے کا ارادہ کرے جب وہ فوت ہو جاتی ہے تو ختم ہو جاتی ہے بغیر کسی نیابت کے جیسے نمازِ جنازہ اور نمازِ عید، پس اگر اس کو نمازِ جنازہ یا عید کی نماز اِمام کے سلام کے ساتھ فوت ہونے کا خوف ہو، جب وہ وضو یا غسل کرنے میں مشغول ہو جائے، تو اس کے لیے نماز کو پانے کے لیے تیمم کرنا جائز ہے۔

---

[1] ۔شرح المنية ٦٦۔

[2] ۔النساء: ٢٩۔

[3] ۔رواه ابوداود والحاكم ۔

اور سیدنا ابنِ عباس۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ سے مروی ہے کہ: إِذَا خِفْتَ أَنْ تَفُوْتَكَ الْجَنَازَةُ وَ أَنْتَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَتَيَمَّمْ وَ صَلِّ[1]، **یعنی** جب تمہیں اندیشہ ہو کہ تم سے نمازِ جنازہ چھوٹ جائے گی جب کہ تم بے وضو ہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔

اور سیدنا ابن عمر۔ رضی الله تعالی عنہما۔ سے مروی ہے:أَنَّهُ بِجَنَازَةٍ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ، فَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا [2]،**یعنی** کہ ان کے پاس جنازہ لایا گیا جب کہ وہ بے وضو تھے تو آپ۔ رضی الله تعالی عنہما۔ نے تیمم کیا پھر اس پر نماز پڑھی۔

اور اگر وقت کے نکل جانے کا خوف ہو اگر وہ وضو میں مصروف ہوتا ہے تو نماز جنازہ اور عید کی نماز کے علاوہ تمام نمازوں میں، وہ تیمم نہیں کرے گا بلکہ وضو کرے گا اور نماز قضا کرے گا اگرچہ وقت نکل جائے، اور امام زفر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے کہا: وہ تیمم کرے اور وضو نہ کرے اس لیے کہ تیمم نماز کو حاصل کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے، اور بعض فقہاء نے امام زفر کی رائے کی تائید کی، اور بعض دوسرے فقہاء نے درمیانی راہ اختیار کی تو انھوں نے کہا وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے، پھر وضو کرے اور نماز کو دوہرائے[3]۔

تیسری شرط : پاک مٹی سے تیمم کرنا :

مٹی وہ چاہے روئے زمین کی ہو یا اس کے علاوہ، اور پاک ہو۔

چنانچہ تیمم کرنا ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت اور پتھر اس کی تمام قسموں کے ساتھ۔

مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے

ریت

پتھر

نبی پاک۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا: ((وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا))، **یعنی** اور میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی۔ اور تیمم کرنا اس چیز سے جائز نہیں ہے جو زمین کی جنس سے نہ ہو، اور وہ جو آگ سے نرم ہوتی ہو یا جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لوہا، تانبا، لکڑی۔ اور اگر ان چیزوں پر غبار لگی ہو، تو اس غبار سے تیمم کرنا جائز ہے۔

[1]- رواه ابن ابي شيبة.

[2]-رواه البيهقي في المعرفة۔

[3] -رد المحتار ۱/۲۴۶۔

لوہے سے تیمم کرنا جائز نہیں کیوں کہ وہ زمین کی جنس سے نہیں ہے۔

نیز تانبے سے تیمم کرنا جائز نہیں۔

نیز لکڑی سے تیمم کرنا جائز نہیں کیوں کہ وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا قول ہے : ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ ، **یعنی** تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

اور یہ شرط صرف چھونے سے حاصل ہوگی، اگرچہ ہاتھ میں زمین کی کوئی چیز نہ لگے، یہاں تک کہ اگر وہ اپنے ہاتھ کو ایسے چٹیل چٹان پر رکھے جس پر کوئی غبار نہ ہو اور نہ ہی اس کے ہاتھوں میں کچھ لگی ہو، تو اس کا تیمم کرنا جائز ہے۔

چنانچہ سیدنا ابی جھیم بن حارث بن صمۃ انصاری (صحابی)۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے کہ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ . ﷺ . مِنْ نَحوِ بِئرِ جَمَلٍ، فلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ. ﷺ. حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ، بِوَجْهِهِ وَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ [1]، **یعنی** نبی اکرم۔ ﷺ۔ "بئرِ جمل" کی طرف سے تشریف لا رہے تھے، راستے میں ایک شخص نے آپ ۔ ﷺ۔ کو سلام کیا (یعنی خود ابو جھیم ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے) لیکن آپ ۔ ﷺ ۔ نے جواب نہیں دیا، پھر آپ ۔ ﷺ۔ دیوار کے قریب آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر ان کے سلام کا جواب دیا۔

اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ سے مروی ہے کہ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ﷺ ۔ إِذَا وَاقَعَ بَعْضُ أَهْلِهِ فَكَسَلَ أَنْ يَّقُوْمَ، ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ فَتَيَمَّمَ [2]، **یعنی** اللہ کے پیارے رسول۔ ﷺ ۔ جب اپنے اہلِ خانہ میں سے کسی کے پاس تشریف فرما ہوتے چنانچہ آپ ۔ ﷺ۔ کو کھڑے ہونے کے لیے سستی ہوتی، تو اپنے ہاتھ کو دیوار پر مارتے اور تیمم فرماتے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ دیوار پر علی الاکثر نہ مٹی ہوتی ہے نہ غبار۔

اور سیدنا عمار۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی حدیث میں ہے: فَضَرَبَ النَّبِيُّ ۔ ﷺ ۔ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَ نَفَخَ فِيْهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَ كَفَّيْهِ [3]، **یعنی چنانچہ** نبی کریم۔ ﷺ۔ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر انھیں پھونکا، اور دونوں سے چہرے اور کلائیوں کا مسح کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے: فَضَرَبَ بِكَفِّهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا [4]، اور اپنے ہاتھ زمین پر

[1] ۔رواه البخاري (337) .
[2] ۔رواه الطبراني في الأوسط۔
[3] ۔رواه البخاري (338) .
[4] ۔رواه البخاري (347)۔

مارے پھر ان کو جھاڑا۔

اور اگر غبار تیمم کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہوتی تو ہاتھ نہ جھاڑتے اور نہ پھونکتے۔

☜ اور گیلی مٹی سے تیمم کرنا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں آلودگی اور شکل کو بگاڑنا پایا جاتا ہے، اور اس پر پانی غالب رہتا ہے۔

☜ اور ایسی زمین سے تیمم جائز نہیں جس پر نجاست لگی ہو پھر وہ سوکھ جائے اور اس کا اثر زائل ہو جائے؛ اس لیے کہ مٹی کا طاہر و مطہر ہونا تیمم صحیح ہونے کے لیے شرط ہے، اور زمین سے سوکھ کر نجاست کا زائل ہونا تو وہ صفت طہارت کو لوٹاتی ہے صفت طہوریت کو نہیں۔

☜ جب کوئی آدمی کسی جگہ سے تیمم کرے پھر دوسرا شخص اسی جگہ سے تیمم کرے تو جائز ہے، کیوں کہ وہ مستعمل نہیں ہوئی، بلکہ مستعمل وہ ہے جو مسح کرنے کے بعد عضو سے جدا ہوئی[1]۔

☜ چوتھی شرط: چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت مسح کا گھیرنا۔

چنانچہ اس پر ضروری ہے کہ وہ تنگ چُوڑیاں اور انگوٹھی کو اُتار دے یا ان دونوں کو حرکت دے، اور اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرے، اور اسی طرح جِلد سے ہر اس چیز کو زائل کرنا ضروری ہے جو مسح کرنے میں مانع ہو، جیسے چربی، موم، رنگ جیسا کہ وضو اور غُسل کے بیان میں گزرا۔

تیمم کی سنتیں:

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اس کی ابتدا کرنا۔

۲۔ ترتیب کے ساتھ کرنا، اس طور پر کہ چہرے سے شروع کرے پھر ہاتھوں کا مسح کرے، جیسا کہ نبی کریم ۔ﷺ۔ نے کیا۔

۳۔ چہرے اور ہاتھوں کا پے در پے مسح کرنا۔

۴۔ اپنی ہتھیلی کے اندرونی حصہ سے اس جگہ مارنا جہاں سے وہ تیمم کر رہا ہو۔

۵۔ دونوں ہتھیلیوں کو کچھ آگے لے جانا اور پیچھے لے آنا، اسی جگہ پر جہاں سے وہ تیمم کر رہا ہو۔

۶۔ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو مٹی سے جھاڑنا، اس طرح کہ اپنے ہاتھ کے ایک کنارہ کو دوسرے ہاتھ کے اس حصے سے مارے جو انگوٹھے کی جڑ سے ملا ہوا ہے، جب دونوں ہاتھوں کو مٹی زیادہ لگی ہو، تاکہ وہ آلودگی سے محفوظ ہو۔

۷۔ ضرب لگانے کے دوران اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

۸۔ داہنے ہاتھ کے مسح سے شروع کرے پھر بائیں ہاتھ کا۔

[1] ۔شرح المنیہ ۸۰۔

نواقضِ تیمم :

پہلا : تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جائے گا جس سے اصل ٹوٹ جاتا ہے، چاہے وہ اصل وضو ہو یا غُسل؛ اس لیے کہ اصل کا ٹوٹنا اس کے نائب کا ٹوٹنا ہے، پس اگر وہ جنابت کے لیے تیمم کرے پھر اس کو حدث لاحق ہو جائے، تو وہ محدث ہو گا نہ کہ جنبی، پس وہ وضو کرے۔

دوسرا : تیمم کے عذر مبیح کا زائل ہونا تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

چنانچہ اگر وہ پانی نہ پائے جانے کے سبب جنابت کے لیے تیمم کرے، پھر اتنا پانی پائے جو اس کے غُسل کے لیے کافی ہو، تو جنبی اپنی پہلی حالت پر لوٹے گا، اور اس پر غُسل کرنا ضروری ہو گا(1) ۔

سیدنا عمران بن حصین ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کی حدیث میں وارد ہے کہ ہم نبی کریم ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ہم رات بھر چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ آیا تو ہم نے پڑاؤ ڈالا اور مسافر کے لیے اس وقت کے پڑاؤ سے زیادہ مرغوب اور کوئی چیز نہیں ہوتی (پھر ہم اس طرح غافل ہو کر سو گئے) کہ ہمیں سورج کی گرمی کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی۔ سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا ۔ پھر فلاں پھر فلاں ۔ سیدنا ابو رجاء۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے سب کے نام لیے لیکن عوف کو یہ نام یاد نہیں رہے ۔ پھر چوتھے نمبر پر جاگنے والے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تھے اور جب نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آرام فرماتے تو ہم آپ کو جگاتے نہیں تھے ۔ یہاں تک کہ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ خود بخود بیدار ہوں ۔ کیوں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پر خواب میں کیا تازہ وحی آتی ہے ۔ جب امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جاگ گئے اور یہ آمدہ آفت دیکھی اور وہ ایک نڈر دِل والے آدمی تھے ۔ پس زور زور سے تکبیر کہنے لگے ۔ اسی طرح باآوازِ بلند، آپ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس وقت تک تکبیر کہتے رہے جب تک کہ نبی کریم۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کی آواز سے بیدار نہ ہو گئے۔ تو لوگوں نے پیش آمدہ مصیبت کے متعلق آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سے شکایت کی ۔ اس پر آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ۔ سفر شروع کرو ۔ پھر آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تھوڑی دور چلے، اس کے بعد آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ٹھہر گئے اور وضو کا پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور اذان کہی گئی۔ پھر آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی ۔ جب آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نماز پڑھانے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص پر آپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی نظر پڑی جو الگ کنارے پر کھڑا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی ۔ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے اس سے فرمایا:((يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ)) **یعنی** اے فلاں **!** تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کس چیز نے روکا ۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے غُسل کی حاجت ہو گئی اور پانی موجود نہیں ہے ۔ آپ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے فرمایا ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيْكَ)) پاک مٹی سے کام نکال لو ۔ یہی تم کو کافی ہے ۔ پھر نبی کریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے سفر شروع کیا تو لوگوں نے پیاس کی شکایت کی ۔ آپ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ٹھہر گئے اور فلاں یعنی سیدنا عمران بن حَصِین۔رضی الله تعالی عنہما۔ کو بلایا ۔ سیدنا ابو رجاء۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نے ان کا نام لیا تھا لیکن سیدنا عوف۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کو یاد نہیں

---

[1] ۔رد المحتار ۲۵۵/۱۔

رہااور امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔کو بھی طلب فرمایا ۔ان دونوں سے آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے فرمایا کہ جاؤ پانی تلاش کرو ۔ یہ دونوں نکلے ۔ راستہ میں ایک عورت ملی جو پانی کی دو پکھالیں اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے بیچ میں سوار ہو کر جا رہی تھی ۔انھوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ملتا ہے ؟تو اس نے جواب دیا کہ کل اسی وقت میں پانی پر موجود تھی (یعنی پانی اتنی دور ہے کہ کل میں اسی وقت وہاں سے پانی لے کر چلی تھی آج یہاں پہنچی ہوں) اور ہمارے قبیلہ کے مرد لوگ پیچھے رہ گئے ہیں ۔ انھوں نے اس سے کہا ۔اچھا ہمارے ساتھ چلو ۔ اس نے پوچھا، کہاں چلوں ؟انھوں نے کہا رسول ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کی خدمت میں ۔اس نے کہا، اچھا وہی جن کو لوگ صابی کہتے ہیں ۔ انھوں نے کہا، یہ وہی ہیں، جسے تم کہ رہی ہو ۔اچھا اب چلو ۔آخر یہ دونوں حضرات اس عورت کو نبی کریم۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔کی خدمت مبارک میں لائے ۔ اور سارا واقعہ بیان کیا ۔سیدنا عمران۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔نے کہا کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اُتار لیا ۔ پھر نبی کریم۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے ایک برتن طلب فرمایا ۔اور دونوں پکھالوں یا مشکیزوں کے منہ اس برتن میں کھول دیئے ۔پھر ان کا اوپر کا منہ بند کر دیا ۔اس کے بعد نیچے کا منہ کھول دیا اور تمام لشکریوں میں منادی کر دی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پانی پئیں اور اپنے تمام جانوروں وغیرہ کو بھی پلا لیں ۔پس جس نے چاہا پانی پیا اور پلایا (اور سب سیر ہو گئے) آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا جسے غُسل کی ضرورت تھی ۔آپ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے فرمایا، ((إِذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ)) ([1])،لے جا اور غُسل کر لے ۔وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی سے کیا کیا کام لیے جا رہے ہیں اور اللہ کی قسم !جب پانی لیا جانا ان سے بند ہوا، تو ہم دیکھ رہے تھے کہ اب مشکیزوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا ۔ پھر نبی کریم۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔نے فرمایا کہ کچھ اس کے لیے (کھانے کی چیز) جمع کرو ۔ لوگوں نے اس کے لیے عمدہ قسم کی کھجور (عجوہ) آٹا اور ستو اکٹھا کیا ۔یہاں تک کہ بہت سارا کھانا اس کے لیے جمع ہو گیا ۔ تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں رکھا اور عورت کو اونٹ پر سوار کر کے اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا ۔اللہ کے پیارے رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نے اس سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمھارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے ۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کر دیا ۔پھر وہ اپنے گھر آئی، دیر کافی ہو چکی تھی اس لیے گھر والوں نے پوچھا کہ اے فلانی ! کیوں اتنی دیر ہوئی ؟ اس نے کہا، ایک عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں ۔وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا، اللہ کی قسم !وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھا کر اشارہ کیا ۔اس کی مراد آسمان اور زمین سے تھی ۔یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ہے ۔ اس کے بعد مسلمان اس قبیلہ کے دور و نزدیک کے مشرکین پر حملے کیا کرتے تھے ۔لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے ۔یہ اچھا برتاؤ دیکھ کر ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمہیں جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں ۔ تو کیا تمہیں اسلام کی طرف کچھ رغبت ہے ؟قوم نے عورت کی بات مان لی اور اسلام لے آئی ۔

اور تیمم کا عذرِ مبیح زائل ہونے سے پہلے جس نماز کو اس نے تیمم کے ذریعہ ادا کی اس کو نہ لوٹائے۔

[1] -رواه البخاري (344) عفى عنها۔

اور اگر عذر حالتِ نماز میں زائل ہو جائے، تو تیمم ٹوٹ جائے گا اور نماز باطل ہو جائے گی جس کو وہ پڑھ رہا تھا۔

☜ جب جنبی اتنا پانی پائے جو صرف وضو کے لیے کفایت کرے، تو وہ تیمم کرے اور اس پر وضو کے لیے پانی کا استعمال کرنا ضروری نہیں ہے مگر جب اس کے بعد محدث ہو جائے، تو اس پر وضو کرنا ضروری ہے کیوں کہ وہ اتنے پانی پر قادر ہے جو وضو کے لیے کافی ہے، اور اس پر دوبارہ تیمم کرنا ضروری نہیں؛ کیوں کہ وہ پہلے تیمم سے جنابت سے نکل گیا اس وقت تک جب تک کہ وہ اتنا پانی پائے جو غُسل کے لیے کافی ہو[1]۔

☜ اگر سونے والا شخص جو جنابت سے متیمم ہو اتنے پانی پر سے گزرے جو اس کے غُسل کے لیے کافی ہو، تو اس کا تیمم نہیں ٹوٹے گا، اس کے پانی کے استعمال سے عاجز ہونے کی وجہ سے، بر خلاف بیدار شخص کے پس اگر وہ متیمم ہو تو اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔

[1]-رد المحتار ۱/ ۲۳۲۔

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س1- تیمم کا لغوی اور شرعی معنی بیان کیجیے۔

س2- تیمم کے جواز پر آیتِ کریمہ اور حدیث شریف بیان کیجیے۔

س 3- تیمم کا طریقہ لکھیے۔

س 4- تیمم صحیح ہونے کی شرائط بیان کیجیے۔

س 5- نواقضِ تیمم بیان کیجیے۔

س6- جس کے پاس دور دراز مقامات سے بآسانی پانی حاصل کرنے کے ذرائع موجود ہوں تو کیا اس کو تیمم کرنا جائز ہے؟

س7- جس کا گمانِ غالب اس پر ہو کہ پانی ایک میل سے کم میں موجود ہے تو کیا اس کو تیمم کرنا جائز ہے یا پانی طلب کرنا ضروری ہے؟

س8- اگر کسی کے پاس بقدرِ ضرورت پانی موجود ہو مثلاً کھانا بنانے یا پینے کے لیے تو کیا اس کے لیے تیمم کرنا جائز ہے؟

س9- پانی نہ پانے والے شخص کے لیے نماز کو اخیر وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے یا واجب لکھیے۔

س10- پانی کے استعمال سے عاجز ہونے کی صورتیں لکھیے۔

س11- کیا اس چیز سے تیمم کرنا جائز ہے جو زمین کی جنس سے نہ ہو مع مثال لکھیے۔

س12- کیا گیلی مٹی سے تیمم کرنا جائز ہے۔

س13- ناپاک زمین کے سوکھنے کے بعد اس مٹی سے تیمم کرنے کا حکم لکھیے۔

س14- کیا ایک جگہ سے دو لوگوں کا تیمم کرنا صحیح ہے یا نہیں مع سبب لکھیے؟

☆☆☆

پلاسٹر والی اور سادہ پٹّی پر مسح کا بیان

- ☞ جبیرہ اور عصابہ کے اوپر مسح کرنے کی مشروعیت
- ☞ مشقی سرگرمیاں

پلاسٹر والی اور سادہ پٹّی پر مسح کا بیان

پلاسٹر والی پٹی

جبیرہ : پلاسٹر والی پٹی جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جاتی ہے۔
عصابہ : سادہ پٹی جس سے زخموں اور زخم خوردہ نشانوں کو باندھا جاتا ہے۔

زخموں پر باندھی جانے والی پٹّی

☜ پلاسٹر والی اور سادہ پٹی کے اوپر مسح کرنا جائز ہے، وہ اس کے نیچے والے حصے کو دھونے کے قائم مقام ہوگا، جب وہ اس کے ماتحت والے حصے کو دھونے یا مسح کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

جبیرہ اور عصابہ کے اوپر مسح کرنے کی مشروعیت پر دلیل ملاحظہ ہو قولہ تعالیٰ: ﴿ مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ ﴾، یعنی اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے۔

اور سیدنا ابوامامہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سے مروی ہے، أَنَّ النَّبِيَّ. ﷺ. لَمَّا أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ، إِذَا تَوَضَّأَ حَلَّ عَنْ عَصَابَتِهِ وَ مَسَحَ عَلَيْهَا بِالوُضُوْءِ[1]، **یعنی** کہ نبی کونین۔ ﷺ۔ جب اُحد کے دن زخمی ہوے، تو جب آپ۔ ﷺ۔ وضو فرماتے تو اپنی پٹّی پر رگڑتے اور وضو کے ذریعہ اس پر مسح فرماتے۔

اور امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی اور سیدنا عبداللہ بن عمر۔ رضی الله تعالی عنہم۔ سے جبائر پر مسح کرنا مروی ہے۔ اور ائمۂ کرام کا پٹّی پر مسح کے جائز ہونے پر اجماع ہے [2]۔

☜ اگر پٹّی کے نیچے مسح کرنا ممکن ہو، اور نفسِ زخم پر مسح کرنا نقصان نہ دے، تو پٹّی کے اوپر مسح کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ اقرب پر قدرت کے ساتھ اَبعد پر عمل کرنا جائز نہیں، اور نفسِ زخم پر مسح کرنا جب بغیر ضرر کے ممکن ہو، تو پٹّی پر مسح کرنے سے دھونا زیادہ قریب ہے اور اسی کے مثل، اور تکلیف اٹھانا حسبِ قدرت واِمکان جائز ہے۔

اور اسی طرح جب ٹھنڈا پانی اس کے زخم کو نقصان دے اور گرم پانی اس کو نقصان نہ دے، اور وہ گرم پانی کے حاصل کرنے پر قدرت رکھتا ہو، تو اس کے لیے مسح کرنا جائز نہیں، بلکہ وہ گرم پانی سے دھونے کا مکلف ہوگا۔

☜ جبیرہ یا عصابہ پر مسح کرنا جائز ہوگا اگرچہ غیرِ طہارت یعنی وضو یا غُسل کے بغیر باندھا ہو۔

اور جب جبیرہ مکمل شفایابی سے پہلے گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوگا، اس کی مشروعیت کے سبب کے باقی رہنے کی وجہ سے اور وہ مرض ہے، اور جب شفایابی کے بعد گر جائے تو مسح باطل ہوگا، اور اس پر پٹّی کے نیچے والے حصہ کا دھونا واجب ہوگا اگر وہ

---

[1] ۔رواه الطبراني في الكبير بسند فيه مقال.
[2] ۔شرح المنيه ١١٦ ۔

وضو کرتا ہے۔

☞ جبیرہ اور عصابہ کے اکثر حصّے پر مسح کرنا کافی ہو گا؛ اس لیے کہ مکمل گھیرنا اس کے تمام اجزاء تک تری پہنچانے میں کبھی زخم تک تری پہنچ سکتی ہے، اور وہ حرج میں پڑ جائے گا۔

اور پٹّی پر ایک مرتبہ مسح کرنا کافی ہے؛ کیوں کہ مسح کی تکرار مشروع نہیں[1]۔

☞ بدن کا وہ حصّہ جس کو اگر وہ دھوتا ہے تو اس سے پانی زخم تک پہنچ جائے گا، تو اس کا حکم زخمی جگہ کے حکم کا ہے، اور اس پر مسح کرنا جائز ہے۔

اور عصابہ یا جبیرہ کا نچلا حصّہ زخم یا بدن کے ٹوٹے ہوئے حصّہ کے نظائر سے ہو گا، چنانچہ اس پر مسح کرنا اس وقت جائز ہے جب اس پٹّی کو کھولنا نقصان دہ ہو، یا اس کو کھولنے کے بعد اپنے سے باندھ نہ سکے، اور اس کو دوبارہ باندھنے والا کوئی نہ ملے۔

☞ وہ چپکنے والی چیز جو جسم کے درد کی جگہ پر چپکتی ہے اس کا حکم پٹّی کا حکم ہے، اس کے اوپر مسح کرے جب اس کو زائل کرنا ضرر رساں ہو، اور اس پر مسح کرنا جائز ہو گا اگرچہ شفاء یابی کے بعد ہو جب وہ کسی جگہ میں اس حیثیت سے چپک جائے کہ اس کو اُتارنا تکلیف دہ ہو[2]۔

☞ جب زخم پر یا اپنے پیر کے پھٹے ہوئے حصّے پر دوائی لگائے، تو اس پر پانی بہائے اگر قدرت رکھتا ہو، ورنہ اس کے اوپر مسح کرے، اور اگر مسح کرنا تکلیف دہ ہو تو اس کو چھوڑ دے۔

☞ محدث اور جنبی جبیرہ اور پٹّی اور اس کے نظائر پر مسح کرنے میں برابر ہیں۔

☞ مسح کرنے کا کوئی وقت متعیّن نہیں، چنانچہ مسح کرنا اس وقت تک جائز ہے جب تک شفاء یابی نہ ہو، اور ہر وضو یا غُسل کے ساتھ مسح کا اعادہ کرے۔

☞ جب ایک پٹّی کو دوسری پٹّی سے بدلے، یا اس کے اوپر دوسری پٹّی باندھے تو مسح کا اِعادہ ضروری نہیں۔

☆☆☆

---

[1] ۔شرح المنیہ ١١٦ ۔

[2] ۔رد المحتار ٢٨٥/١ ۔

مشقی سرگرمیاں

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب دیجیے:

س۱- کن حالات میں جبیرہ اور عصابہ کے اوپر مسح کرنا جائز ہے؟

س۲- عصابہ پر مسح کے جواز کو دلیل کے ساتھ بیان کیجیے؟

س۳- اگر نفسِ زخم پر مسح کرنا نقصان دہ ہو تو کیا پٹی کے اوپر مسح کرنا جائز ہے مع سبب بیان کیجئے۔

س۴ - اگر گرم پانی زخم کو نقصان نہ دے اور وہ اس پر قادر ہو تو کیا پٹی پر مسح کرنا جائز ہے ؟

س۵- جبیرہ یا عصابہ پر مسح کے جواز کے لیے اس کو وضو یا غُسل کے بعد باندھنا ضروری ہے یا نہیں ؟

س۶- اگر پٹّی مکمل شفاء یابی کے بعد گر جائے تو کیا مسح باطل ہو جائے گا ؟

س۷- کیا جبیرہ اور عصابہ کے مکمل حصّے پر مسح کرنا ضروری ہے یا اکثر حصّے پر مسح کرنا کافی ہے؟

س۸- کیا پٹّی پر ایک مرتبہ مسح کرنا کافی ہے یا اس کی تکرار ضروری ہے؟

س۹- جب ایک پٹّی کو دوسری پٹّی سے بدلے تو کیا مسح کا اِعادہ ضروری ہے ؟

***

تمّت بالخير

وصلّى الله تعالى على خير خلقه و نور عرشه سيدنا محمد و آله وصحبه اجمعين

برحمتك ياارحم الراحمين•

برائے مضبوط رابطہ قاری اور ناشر کے درمیان

مکرمی قاریٔ محترم۔۔۔السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ہم آپ کے شکر گزار ہیں ہماری کتاب گلدستہ فقہ اختیار کرنے پر اس اعتبار سے کہ آپ کی رائے ہمارے لیے بہت ہی اہم ہے۔

پس ہمارے لیے سعادت مندی کی بات ہوگی کہ ہمیشہ آپ اپنے ملاحظات ہمیں بھیجتے رہیں گے، تاکہ ہم آسانی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔

Full name:------------------- -----------------   Occupation:---------- -------------

Education:-------------- ------------------   age:------- --------Country:------ -

City:----------------- -------------------   Street:---------------- ---

Road:------------------- ----------------   Pincode no:--------------

From where did you buy this book---------   Book shop, s name:------------

Address:---------------- ---

e.mail:

اس کتاب کے بارے میں اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرمائیں:

....

....

....

....

....

مکرمی قاریٔ محترم:

ہم آپ کے شکر گزار ہیں، ہماری اس کتاب کے اختیار کرنے پر جس میں ہم نے بہت کوشش کی کہ ہم اس کو ممتاز بنائیں، پھر بھی انسان سے خطا و نسیان بہت ممکن ہے، اللہ جلّ مجدُہ قادرِ مطلق ہے، وہ اپنی قدرت کے سامنے

برائے مضبوط رابطہ قاری اور ناشر کے درمیان

انسان کو عاجز ونا تواں ثابت کرنا چاہتا ہے جتنا بھی اسے علم اور مہارت دی جائے اس کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ (النساء :) یعنی اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی کمزور بنایا گیا۔

برائے مضبوط رابطہ قاری اور ناشر کے درمیان

مکرمی قارئ محترم آپ کے مطالعے کے دوران میری اس طباعت میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کو اس نموذج میں لکھ کر بھیجنے میں سستی نہ کرنا تاکہ آنے والی طباعت میں اس کی تلافی ہو سکے، اور آپ کی اس کوشش کے ہم بہت مشکور وممنون ہیں۔

مذکورہ خط کو ہمارے ایمیل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں۔ email address : khalidhussainazhari@gmail.com

غلطی	صفحہ نمبر	سطر

••• آپ کے حُسنِ تعاون کے لیے ہم آپ کے شکر گزار ہیں •••۔